فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں

مَجْمُوْعَۃُ اَجْوِبَۃِ اَسْئِلَۃِ الْبَرِیَّۃِ مِنْ (حَلْقَۃِ مَسَائِلِ شَرْعِیَّۃِ)

مسائل شرعیہ کی جانب سے مخلوق کے سوالات کے جوابات کا مجموعہ

فتاویٰ مسائلِ شرعیہ

جلد سوم
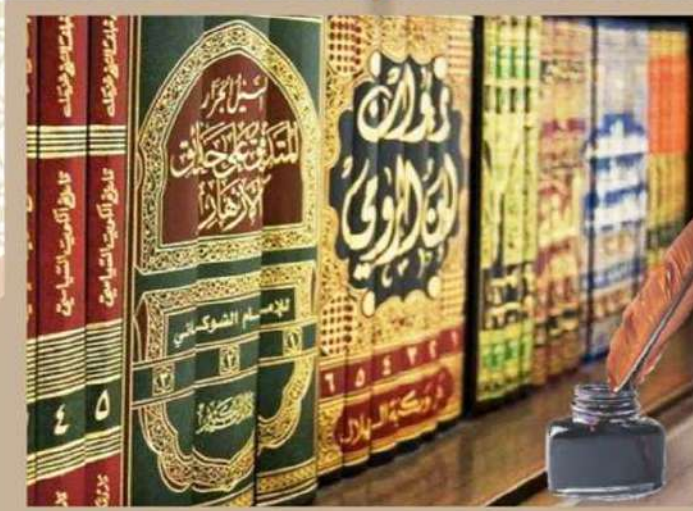
مرتب

حضرت مولانا تاج محمد قادری واحدی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ

مقام گائیڈیہ پوسٹ چھرو پور تحصیل اترولہ ضلع بلرامپور یوپی (الہند)

ناشرین: منتظمین مسائل شرعیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فَسۡئَلُوۡۤا اَهۡلَ الذِّكۡرِ اِنۡ كُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (کنزالایمان، سورۃ النحل ۴۳)

۲۸۱ رفتاویٰ کا مجموعہ

فتاویٰ مسائل شرعیہ

جلد سوم

مرتب

خلیفۂ حضور ارشد ملت

حضرت مولانا تاج محمد قادری واحدی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ

مقام گائیڈیہ پوسٹ چمروپور تحصیل اترولہ ضلع بلرام پور یوپی (الہند)

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

کتاب کانام	:	فتاوی مسائل شرعیہ (جلد سوم)
مرتب	:	خلیفۂ حضور ارشد ملت مولانا تاج محمد قادری واحدی صاحب قبلہ
تصحیح	:	خلیفۂ حضور ارشد ملت حضرت علامہ ومولانا محمد ابراہیم امجدی صاحب قبلہ
	:	حضرت علامہ ومولانا ساجد علی صاحب قبلہ
		حضرت علامہ ومولانا قاری عبید اللہ صاحب قبلہ
نظر ثانی	:	حضرت علامہ مولانا، الحاج الشاہ، مفتی محمد منظور احمد یار علوی صاحب قبلہ
		خلیفۂ حضور ارشد ملت مولانا تاج محمد قادری واحدی صاحب قبلہ
حسب فرمائش	:	ممبران مسائل شرعیہ گروپ
کمپیوزنگ	:	(تاج محمد قادری واحدی) 9984820639
پروف ریڈنگ	:	اراکین مسائل شرعیہ گروپ
سنہ اشاعت	:	رجب المرجب ۱۴۴۳ھ ہجری مطابق فروری ۲۰۲۲ء عیسوی
صفحات	:	چارسو چھیاسی (۴۸۶)

(۱) فتاوی مسائل شرعیہ کے لئے کلک کریں

(۲) مسائل شرعیہ بلوگر کے لئے کلک کریں

(۳) ہندی پوسٹ کے لئے کلک کریں

(۴) بلوگر پر مسائل کیسے تلاش کریں جاننے کے لئے کلک کریں

(اجمالی فہرست)

پڑھنے کے لئے فہرست پر کلک کریں

(نظم درشان حلقۂ مسائل شرعیہ)

ہے "مسائل شرعیہ" انعامِ خداوندی
سرکار کی جانب سے پیغامِ خداوندی

بتلائے گئے اہلِ حاجت کے سوالوں پر
منجانب علماء ہیں احکامِ خداوندی

ہو سارے مجیبین حلقہ پہ شہِ بطحا
اس خدمتِ دینی پر اکرامِ خداوندی

ہو بانئِ حلقہ پر بارانِ کرم دائم
اور جملہ مصدق ہوں در کامِ خداوندی

ہر منتظمِ حلقہ خدمت کا صلہ پائے
لکھ "شمس" حزیں مقطع از نامِ خداوندی

(شرف انتساب)

میں اس کتاب کو اس بابرکت کے نام منسوب کرتا ہوں جن کی دعاؤں محنتوں، شفقتوں اور کاوشوں کی بدولت میں اس لائق ہوا یعنی پیر طریقت رہبر راہ شریعت شہزادۂ نور العین حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ سید محمد خلیق اشرف صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ کچھوچھہ شریف پرنسپل دار العلوم اہلسنت اشرفیہ مظہر العلوم دھانے پور گونڈہ

اور

ساتھ ہی ساتھ اس عظیم شخصیت کے نام جن کے فیوض و برکات نے مسائل شرعیہ کو عروج بخشا، جن کی محنتوں نے مجیبین کو ہنر مند بنا دیا، جن کی محبتوں نے خلق عظیم کا سبق سکھایا یعنی ناشر مسلک اعلیٰ حضرت خلیفۂ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ و مولانا الشاہ مفتی سید شمس الحق برکاتی مصباحی صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ قاضی شرع اسٹیٹ گوا

سگ بارگاہ اولاد رسول

محمد وسیم فیضی

بانی گروپ مسائل شرعیہ

(ہدیہ تشکر)

امام الائمہ کاشف الغمہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ

(وصال سنہ ۱۵۰ھ)

(مجدد اعظم، اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ

(وصال سنہ ۱۳۴۰ھ)

فقیہ اعظم، صدر الشریعہ، علامہ، امجد علی اعظمی رضوی علیہ الرحمہ

(وصال ۱۳۶۷)

تاجدار اہلسنت، مفتی اعظم ہند، علامہ محمد مصطفی رضا خاں قادری علیہ الرحمہ

(وصال سنہ ۱۴۰۲ھ)

شیخ المشائخ، صوفی، الشاہ، محمد یار علی لقد رضی المولیٰ عنہ المعروف بہ حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ

(وصال سنہ ۱۳۸۷ھ)

رئیس المتکلمین علامہ مفتی بدر الدین احمد قادری، رضوی علیہ الرحمہ

(وصال سنہ ۱۴۱۲ھ)

مصنف کتب کثیرہ، فقیہ ملت، مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ

(وصال سنہ ۱۴۲۲ھ)

حضور تاج الشریعہ، مفتی محمد اختر رضا خاں قادری رضوی ازہری علیہ الرحمہ

(وصال سنہ ۱۴۴۰ھ)

محی السنۃ، تاج الاصفیاء، خطیب البراہین، علامہ مفتی محمد نظام الدین قادری محدث بستوی علیہ الرحمۃ

(وصال ۱۴۳۴ھ)

شہنشاہ بلگرام، شہزادۂ میر عبد الواحد بلگرامی، حضور طاہر ملت علیہ الرحمہ

(وصال سنہ ۲۴۴۳ھ)

گر قبول افتد زہے عز و شرف

جملہ اراکین مسائل شریعہ

(خراج عقیدت)

(۱) سلطان الاساتذہ، ممتاز الفقہا، سید الاصفیاء، رئیس الاتقیاء، سلطان المناظرین، غیظ المنافقین والمرتدین، نائب قاضی القضاۃ فی الہند جانشین حضور صدر الشریعہ حضور محدث کبیر حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ قادری متعنا اللہ بطول حیاتہ ونفعنا من علومہ و فیوضاتہ وبرکاتہ بانی وسربراہ اعلی الجامعۃ الامجدیہ رضویہ وکلیۃ البنات الامجدیہ رضویہ گھوسی ضلع مئو (یوپی)

(۲) پیر طریقت، رہبر راہ شریعت شہزداہ وخلیفۂ حضور طاہر ملت حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ سید سہیل میاں واحدی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ سربراہ اعلیٰ دارالعلوم واحدیہ طیبیہ بلگرام شریف

(۳) شہزادہ حضور شعیب الاولیاء مفکر اسلام حضرت علامہ مولانا الحاج غلام عبدالقادر صاحب قبلہ علوی سجادہ نشین خانقاہ فیض الرسول وناظم اعلی دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول براوں شریف سدھارتھ نگر یوپی

(۴) پروفیسر حضرت سید شاہ محمد امین میاں برکاتی دام ظلہ النورانی سجادہ نشین،، خانقاہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ

(۵) پیر طریقت رہبر راہ شریعت شہزادہ حضور بدر ملت خلیفہ حضور تاج الشریعہ مفتیٔ مذاہب اربعہ مصنف کتب کثیرہ حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد رابع نورانی شاہ بدری صدیقی مد ظلہ العالی استاذ الافتاء والتدریس دارالعلوم اہل سنت فیض الرسول براؤں شریف سدھارتھ نگر وسجادہ نشین آستانہ عالیہ حضور بدر العلماء بڑھیا شریف وقاضی شرع ضلع سدھارتھ نگر یوپی الہند

(٦) پیر طریقت رہبر راہ شریعت خلیفۂ خلفائے اعلیٰ حضرت حضرت علامہ ومولانا محمد ارشد سبحانی اویسی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ (پاکستان)

(برائے ایصال ثواب)

نمبر	نام	نمبر	نام
۱	نور محمد رضوی گائیڈیہ	۲۳	ملک امان بھیونڈی ممبئی
۲	حسن محمد مشاہدی گائیڈیہ	۲۴	نظام الدین سریا بازار
۳	محمد عثمان حسن پور حیدرآباد	۲۵	محمد ابراہیم کے جملہ مرحومین
۴	عائشہ بیگم قطار پورا اترولہ	۲۶	عبدالغفار نبی ڈیہ مہدیہ موڑ
۵	الحاج عبدالمصطفی بیجاپور کرناٹک	۲۷	رمضان علی میاں تاری
۶	شجاعت علی بیجاپور کرناٹک	۲۸	محمد حسین اشرفی پونہ
۷	محمد وزیر خان نالاسوپارہ ممبئی	۲۹	مومنہ خاتون
۸	زین العابدین مہراج گنج	۳۰	مہرالنساء
۹	جلال الدین نظامی پرساقطب	۳۱	نصراللہ خان
۱۰	ناظمہ بیگم ڈفلڈ ہوادولت پور گرنٹ	۳۲	غوثیہ بانو
۱۱	ناظمہ خاتون مجری بازار گورکھپور	۳۳	ساجد خان
۱۲	سلمہ خاتون	۳۴	سعیدالنساء
۱۳	محمد ہارون رامپور وہ ایم پی	۳۵	عاشرون بانو
۱۴	آل حسن ڈفلڈ یہوادولت پور گرنٹ	۳۶	شاکرہ بانو
۱۵	ہاجرہ خاتون املیا اترولہ	۳۷	آمنہ بانو
۱۶	محمد بشیر ڈفلڈ یہوادولت پور گرنٹ	۳۸	یعقوب خان
۱۷	ہاجرہ بیگم // // //	۳۹	عبدالستار خان
۱۸	محمد الیاس سدھارتھ نگر	۴۰	ممتاز خان
۱۹	سحرالنساء مقام راما پور	۴۱	محمد یوسف پڑری سری گنج
۲۰	مولانا محمد یونس صاحب	۴۲	والدہ محمد مجیم صاحب پڑری سری گنج
۲۱	حبیب النساء والدہ رجب علی	۴۳	والدہ شیر علی گائیڈیہ
۲۲	جمنی خاتون	۴۴	امت محمدیہ کے جملہ مرحومین

(اسمائے اراکین)

(صدر اعلیٰ)

حضرت، علامہ، مولانا، الشاہ مفتی، ابوالفیض سید شمس الحق برکاتی، مصباحی، صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ
مقام نرچھو اسیف، پوسٹ سہنا برگدہا تحصیل تلشی پور ضلع بلرامپور یوپی (الہند)

(سرپرست)

حضرت، علامہ، مولانا، الشاہ، الشاہ، مفتی منظور احمد یار علوی صاحب قبلہ جوگشیوری ممبئی

(نائب سرپرست)

حضرت، مولانا، تاج محمد قادری، واحدی، صاحب قبلہ مقام گائیڈیہ پوسٹ چمرو پور اترولہ ضلع بلرام پور یوپی

(بانی گروپ)

حضرت، مولانا محمد وسیم فیضی رضوی صاحب قبلہ مقام رضا نگر ڈفلڈ ہوا پوسٹ دولت پور تحصیل منکاپور ضلع
گونڈہ یوپی

(مرتب)

حضرت، حافظ وقاری، حکیم صبغت اللہ فیضی، نظامی، صاحب قبلہ بھالوکونی پوسٹ شکر پور ضلع سدھارتھ نگر

(ایڈیٹر)

حضرت، علامہ، مولانا صہیب رضا رزمی صاحب قبلہ ضلع تھانہ تعلقہ کلیان ممبئی مہاراسٹرا (الہند)

(نگراں)

حضرت، مولانا محمد ابراہیم خاں امجدی، قادری، رضوی صاحب قبلہ رحمت جوت پوسٹ علی پور بزرگ
تحصیل اترولہ ضلع بلرامپور

(نائب نگراں)

مولانا محمد معصوم رضا نوریؔ صاحب قبلہ مقام مہواڈھار نزد پیپر بازار پوسٹ مہدیہ تحصیل اترولہ ضلع بلرام پور

اراکین سے رابطہ کرنے کے لئے سرخ رنگ پر کلک کریں

(اسمائے ممبران)

(١)مولانا عبید الرضا قادری صاحب قبلہ مقام بھوانیا پور پوسٹ اسکا باز ار ضلع سدھارتھ نگر یو پی

(٢)مولانا محمد علی قادری واحدی صاحب قبلہ مقیم حال ہتھیا گڑھ ضلع گونڈہ یو پی (الہند)

(٣)مولانا محمد رجب علی قادری فیضی صاحب قبلہ مقام گدّی پور پوسٹ انٹئی رامپور تحصیل اترولہ بلرامپور یو پی

(٤)مولانا محمد عتیق اللہ صدیقی یارعلوی فیضی صاحب قبلہ مقام کھڑریا بزرگ پھلوا پور پوسٹ گوراباز ارسدھارتھ نگر

(٥)مولانا محمد عمران قادری تنویری صاحب قبلہ مقام مجھریٹی پوسٹ سابر پور تحصیل منکا پور ضلع گونڈہ

(٦)حافظ وقاری محمد ابرار القادری صاحب قبلہ مقام گوکلا بزرگ پوسٹ سعد اللہ نگر تحصیل اترولہ ضلع بلرامپور یو پی

(٧)مولانا محمد انوار الدین برکاتی صاحب قبلہ مقام تکیہ نور علی پوسٹ بانک باز ار تحصیل اترولہ ضلع بلرامپور یو پی

(٨)مولانا غلام محمد صدیقی فیضی صاحب قبلہ مقام کھڑریا بزرگ عرف پھلوا پور پوسٹ گوراباز ار ضلع سدھارتھ نگر یو پی

(٩)مولانا محمد الطاف حسین قادری صاحب قبلہ مقام مونڈا بزرگ تحصیل نگھاسن مقیم حال ڈانگا یو پی

(١٠)مولانا قاری عبید اللہ قادری رضوی صاحب قبلہ مقام قصبہ دھونرہ ضلع بریلی شریف یو پی

(١١)مولانا محمد فرقان برکاتی امجدی صاحب قبلہ مقام کائیڈیہ پوسٹ چمروپور تحصیل اترولہ بلرام پور

(١٣)مولانا ساجد رضا چشتی صاحب قبلہ ساکن مدنا پور تحصیل وضلع شاہجہان پور یو پی (الہند)

(١٤)مولانا محمد مدثر جاوید رضوی صاحب قبلہ مقام دھانگڑھا، وایہ بہادر گنج، ضلع کشن گنج بہار

(١٥)حافظ وقاری محمد معراج رضوی صاحب قبلہ موضع براہی تحصیل وضلع سنبھل مراد آباد یو پی الہند

(اسمائے مجیبین)

(۱) خلیفۂ حضور نبیرۂ شعیب الاولیاء، حضرت علامہ، مولانا، الحاج، الشاہ، مفتی، منظور احمد یار علوی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ استاد دار العلوم اہلسنت برکاتیہ گلشن نگر جوگیشوری ممبئی الہند (۳رفتویٰ)

(۲) خلیفۂ حضور ارشد ملت، حضرت علامہ، مولانا، مفتی، محمد معراج احمد قادری، مصباحی، بستوی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ مقام حسن گڑھ پریلا ضلع بستی یوپی الہند (۲رفتوی)

(۳) خلیفۂ حضور ارشد ملت، حضرت مولانا، تاج محمد قادری، واحدی، صاحب قبلہ مقام گائیڈیہ پوسٹ چمروپور تحصیل اترولہ ضلع بلرام پور یوپی الہند (۴۳ فتوی)

(۴) خلیفۂ حضور ارشد ملت، حضرت مولانا محمد ابراہیم خاں امجدی، قادری، رضوی، صاحب قبلہ رحمت جوت پوسٹ علی پور بزرگ تحصیل اترولہ ضلع بلرامپور یوپی الہند (۴۱)

(۵) خلیفۂ حضور تاج ملت، حضرت مولانا محمد اسامہ صاحب قبلہ قادری پاکستان، کراچی (۷رفتوی)

(۶) خلیفۂ حضور تاج ملت، حضرت مولانا ابوکوثر محمد ارمان علی حنفی قادری جامعی واحدی صاحب قبلہ سیتامڑھی بہار الہند (۳رفتوی)

(۷) خلیفۂ حضور ارشد ملت، وخلیفۂ حضور منظور ملت، حضرت مولانا محمد معصوم رضا نوریؔ صاحب قبلہ مقام مہواڈھار نزد پیپر بازار پوسٹ مہدیہ تحصیل اترولہ ضلع بلرام پور یوپی الہند (۳۷)

(۸) حضرت مولانا قاری عبید اللہ قادری رضوی صاحب قبلہ مقام قصبہ دھونرہ بریلی شریف (۲۶)

(۹) حضرت مولانا محمد افسر خاں سعدی صاحب قبلہ مقام سرکار گڑھ تحصیل گولا ضلع لکھیم پور کھیری یوپی الہند (۱۹رفتوی)

(۱۰) خیلیفۂ حضور ابراہیم ملت مولانا محمد مدثر جاوید رضوی صاحب قبلہ مقام دھانگڑھا، وایہ بہادر گنج، ضلع کشن گنج بہار (۱۵رفتویٰ)

(۱۱) حضرت مولانا محمد علی قادری واحدی صاحب قبلہ مقیم حال ہتھیا گڑھ ضلع گونڈہ یوپی (۱۲رفتوی)

(۱۲) مولانا محمد الطاف حسین قادری صاحب قبلہ مقام مونڈا بزرگ تحصیل نگھاسن مقیم حال ڈانگا یوپی (۱۲رفتوی)

(۱۳) خلیفۂ حضور ارشد ملت، حضرت مولانا محمد عتیق اللہ صدیقی یارعلوی، فیضی، صاحب قبلہ مقام کھڑیا بزرگ

پھلوا پور پوسٹ گوراباز ار ضلع سدھارتھ نگر یوپی (۱۱رفتوی)

(۱۴) خلیفۂ حضور ارشد ملت، حضرت مولانا، غلام محمد صدیقی، فیضی، صاحب قبلہ مقام کھڑریا بزرگ عرف پھلوا پور پوسٹ گوراباز ار ضلع سدھارتھ نگر یوپی (الہند) (۱۱رفتوی)

(۱۵) حضرت مولانا محمد فرقان برکاتی امجدی صاحب قبلہ مقام گائیڈیہ چمروپوراترولہ بلرام پور یوپی (۷رفتوی)

(۱۶) حضرت مولانا کریم اللہ رضوی صاحب قبلہ خادم التدریس دار العلوم مخدومیہ اوشیورہ برج جوگیشوری ممبئی ساکن علاء الدین پورگرہوا ضلع گونڈہ یوپی الہند (۷رفتوی)

(۱۷) حضرت مولانا محمد عمران قادری تنویری صاحب قبلہ مقام مجھریٹی پوسٹ سابر پور تحصیل منکاپور ضلع گونڈہ یوپی الہند (۶رفتوی)

(۱۸) مولانا ساجد رضا چشتی صاحب قبلہ ساکن مدناپور تحصیل وضلع شاہجہان پور یوپی الہند (۵رفتوی)

(۱۹) حضرت مولانا محمد ریحان رضا رضوی صاحب قبلہ فرحاباڑی ٹیڑھا گاچھ وایہ بہادر گنج کشن گنج بہار (۴رفتوی)

(۲۰) حضرت مولانا انیس الرحمن رضوی صاحب قبلہ مقام مولوی گاوں پوسٹ گوٹٹی تھانہ رسیا تحصیل نانپارہ موضع مہرتھا ضلع بہرائچ شریف یوپی الہند (۴رفتوی)

(۲۱) حضرت مولانا محمد چاند رضا اسمعیلی صاحب قبلہ دلانگی پوسٹ بنگرا کلاں، تھانہ برنی، ضلع گریڈی صوبہ جھارکھنڈ الہند (۲رفتوی)

(۲۲) حضرت مولانا محمد جواد القادری صاحب قبلہ مقام روساپوسٹ کہمارہ ضلع لکھیم پورکھیری یوپی (۲رفتوی)

(۲۳) حضرت مولانا اشفاق عطاری صاحب قبلہ مقام بلکھوری عرف ہلال پور پوسٹ، وتھانہ جلیشور ضلع مہوتری نیپال (۲رفتوی)

(۲۴) خلیفۂ حضور ارشد ملت، حضرت علامہ، مولانا، عبد الستار قادری رضوی صاحب قبلہ مدرسہ ارشد العلوم عالم بازار کلکتہ الہند (۱رفتوی)

(۲۵) حضرت مولانا صہیب رضا رزمی صاحب قبلہ ضلع تھانہ تعلقہ کلیان ممبئی مہاراسٹرا (۱رفتوی)

(۲۶) حضرت حافظ وقاری حکیم صبغت اللہ فیضی نظامی صاحب قبلہ مقام بھالوکونی پوسٹ شنکر پور تھانہ بھوانی گنج

ضلع سدھارتھ نگر یوپی الہند (ارفتوی)

(۲۷) حضرت مولانا غلام غوث اجملی صاحب قبلہ پورنوی بائسی پورنیہ بہار صدر المدرسین دار العلوم محمدیہ رحمانیہ قادریہ بلہا پنڈول مدھوبنی بہار (ارفتوی)

(۲۸) حضرت مولانا سالک رضا حبیبی صاحب قبلہ اڑیسہ، جالیسر، پچھم باڑ، مدرس مدرسہ غریب نواز، گھاٹ شلہ، بگولہ، جھارکھنڈ (ارفتوی)

(۲۹) حضرت مولانا ابو الاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی صاحب قبلہ خطیب و امام نگینہ مسجد مہاراشٹر، الہند (ارفتوی)

(۳۰) حضرت قاری محمد معراج رضوی صاحب قبلہ موضع براہی تحصیل وضلع سنبھل مرادآباد یوپی الہند (ارفتوی)

(۳۱) حضرت مولانا محمد قمر امتیاز رضوی امجدی صاحب قبلہ مقام مدنگنڈی پوسٹ، بلیا، تھانہ برنی، ضلع گریڈیہ جھارکھنڈ الھند (ارفتوی)

(۳۲) حضرت مولانا محمد اشرف الحق رضوی مقام تال چپوا پوسٹ کونیہ بھیٹہ تھانہ گوال پوکھر ضلع اتر دیناج پور بنگال (ارفتوی)

(۳۳) حضرت مولانا اسرار احمد صاحب قبلہ بریلی شریف (ارفتوی)

(۳۴) حضرت حافظ وقاری محمد عارف رضوی قادری انٹیا تھوک بازار گونڈہ یوپی (ارفتوی)

(۳۵) حضرت مولانا تابش رضا رضوی صاحب قبلہ (ارفتوی)

(۳۶) حضرت مولانا سراج احمد مصباحی صاحب قبلہ (ارفتوی)

(اسمائے مصدقین)

(۱)

حضرت علامہ، مولانا، الشاہ، مفتی، ابوالفیض سید شمس الحق برکاتی مصباحی صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ
مقام نرچھو اسیف، پوسٹ سہنا برگدہا، تحصیل، تلشی پور، ضلع بلرامپور یوپی و قاضی شرع اسٹیٹ گووا

(۲)

حضرت علامہ، مولانا، مفتی، محمد منظور احمد یار علوی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ
دارالعلوم اہلسنت برکاتیہ گلشن نگر جوگیشوری ممبئی (الہند)

(۳)

حضرت مولانا، تاج محمد قادری واحدی صاحب قبلہ
مقام گائیڈیہ پوسٹ چمرو پور تحصیل اترولہ ضلع بلرام پور یوپی (الہند)

(۴)

حضرت علامہ و مولانا محمد ابراہیم خاں امجدی قادری رضوی صاحب قبلہ
رحمت جوت پوسٹ علی پور بزرگ تحصیل اترولہ ضلع بلرامپور یوپی (الہند)

(۵)

حضرت علامہ و مولانا محمد اسامہ صاحب قبلہ قادری پاکستان، کراچی

(۶)

حضرت علامہ و مولانا ابوکوثر محمد ارمان علی حنفی قادری جامعی صاحب قبلہ
بھگوتی پور کنھواں تھانہ بیلا ہر یہار سیتامڑھی بہار

(نگاہ اولین)

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

جلد اول (جمادی الآخر) ۱۴۴۲ھ ہجری بمطابق (جنوری) ۲۰۲۱ء عیسوی کو شائع ہوئی جسمیں کتاب العقائد کے کئی ابواب شامل ہیں مثلاً متعلقہ ذات باری تعالیٰ، متعلقہ نبوت ورسالت، متعلقہ قرآن کریم، متعلقہ ملائکہ، متعلقہ جنات وشیاطین، متعلقہ جنت ودوزخ، متعلقہ صحابۂ کرام، متعلقہ اولیائے کرام وعلمائے کرام، متعلقہ متفرقات، رسالہ اپریل فول منانا کیسا ہے؟

جلد اول شائع ہونے کے بعد جلد دوم کی فرمائش ہونے لگی تو محرم الحرام ۱۴۴۳ھ، ستمبر مطابق ۲۰۲۱ء کو جلد دوم مکمل کر کے شائع کیا جس میں طہارت، وضو، غسل، تیمم، حیض ونفاس، اذان، اقامت، نماز، قرأت، امامت، جماعت، مسبوق، کے باب موجود ہیں بقیہ مفسدات، مکروہات، وتر، سنن ونوافل، تراویح، قضا نماز، سجدۂ سہو، نماز مریض، نماز مسافر، جمعہ، عیدین کا بیان اس جلد سوم میں شامل ہیں۔ اس کے بعد جلد چہارم بھی ان شاء اللہ بہت جلد منظر عام پر آئے گا جس میں جنائز کے متعلق کئی ابواب ہونگے۔

یہ سارے ابواب بہار شریعت کے اعتبار سے رکھے گئے ہیں تاکہ مسائل کو تلاشنے میں آسانی ہو ویسے یہ کام بہت دشوار کام ہے جو اہل علم پر مخفی نہیں ہے لہٰذا جہاں کہیں بھی غلطی نظر آئے ہمیں مطلع فرمائیں ہم آپ کے مشکور ہونگے۔ صفحہ نمبر دس پر دئے گئے نام پر کلک کر کے رابطہ کر سکتے ہیں۔

اراکین مسائل شرعیہ کا ہم تہہ دل سے شکر گزار ہیں جنھوں نے فقیر کے کاندھے سے کاندھا ملا کر اس کام کو پائے تکمیل تک پہونچایا۔ (اراکین کا تذکرہ جلد دوم کے نگاہ اولین میں کر چکا ہوں) اللہ تبارک وتعالیٰ سبھوں کو شاد وآباد رکھے علم وعمر میں برکتیں عطا فرمائے۔ رزق حلال عطا فرمائے۔ بالخصوص محب گرامی مولانا معصوم صاحب قبلہ (نائب نگراں مسائل شرعیہ) کو اولاد صالح عطا فرمائے۔ بقیہ جلدوں کو منظر عام پر لانے کی قوت واسباب پیدا فرمائے۔ آمین یارب العلمین بجاہ نبی الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم

دعا گو

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(تقریظ)

ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا، قاری، عبید اللہ حنفی رضوی صاحب قبلہ مقام دھونرہ (ٹانڈہ) ضلع بریلی شریف

باسمہ تعالی

لك الحمد حمدا نستلذ به ذکرا وان کنت لا أحصی ثنإ ولا شكر الك الحمد حمدا طيبا يملأ السمإ واقطارها والارض والبر والبحر

امابعد! نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مَنْ يُرِدِ اللهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ"۔ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے اسے دین کی سمجھ عنایت کر دیتا ہے۔ (بخاری شریف)

انبیائے کرام اور ان کے حواری و اصحاب کے بعد علماء ملت اپنے اپنے ادوار میں خدمت دین کے لئے ہمہ وقت کوشاں رہے اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصول وقوانین کے مطابق اپنے اپنے ادوار میں کلام و اعمال کے مسائل مستخرج کر کے قوم وملت کے لیے مشعل ہدایت بنتے رہے۔ خصوصا لاکھوں سلام ہوں امت محمدیہ کے ترجمان سراج الائمہ، کاشف الغمہ، امام الائمہ، مجتہد اعظم، بانی فقہ حنفیت، حضرت نعمان بن ثابت، المعروف بہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی تربت انور پر کہ جنہوں نے فقہ کو مدون کیا اور یہ آپکی تدوین کی برکات ہیں کہ بے شمار کتابیں منظر عام پر آئیں اگر چہ آپکو اس دار فانی سے رخصت ہوئے تقریبا تیرہ سو سال کا عرصہ دراز ہوگیا مگر آپ کے فیوض و برکات سے زمانہ آج تک مستفیض ہوتا چلا آرہا ہے اور یہ سلسلہ بدستور تا قیام قیامت جاری و ساری رہے گا۔ (ان شاء اللہ) آپ کے ہی فیضان کی ایک چمک ہے "مسائل شرعیہ" جس کی علمی شاخیں بذریعہ انٹرنیٹ {internet} ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ بیرون ہند دیگر ممالک کے بعض خطوں میں پھیلی ہوئی ہے، جس کے طفیل لاکھوں خواص وعوام

استفادہ کر رہے ہیں کیوں کہ دور حاضر میں انٹرنیٹ ایک ایسی ضرورت ہے جس کے بغیر حیات انسان ناقص نا تمام سی لگتی ہے۔اسی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے حضرت مولانا وسیم فیضی صاحب نے گروپ ہذا کی تشکیل کی اس فعل پر حضرت مولانا وسیم فیضی صاحب لائق داد وتحسین ہیں کہ انہوں نے انٹرنیٹ کے پلیٹ فارم پر یہ کام کیا کیونکہ آج اکثر قوم کا ربط وضبط کتابوں سے ختم اور موبائل سے بڑا ہی مضبوط ہے تو گویا کہ یہ کام لوگوں کے ہاتھوں میں کتاب تھمانے کے مترادف ہے اور کتاب سے اچھا کوئی ہم نشیں نہیں ۔نیز یہ کہ انٹرنیٹ کی دنیا میں جب بھی کوئی دینی مسئلہ کھولا جائے تو سرفہرست بدمذہبوں کے مسائل وفتاوے نکل کر سامنے آتے ہیں جسے پڑھ کر ہمارے بھولے بھالے اکثر عوام گمراہی کا شکار ہو جاتے ہیں اس اعتبار سے بھی جو داد وتحسین پیش کی جائے وہ کم ہے کہ یہ ایک مایہ ناز خدمت ہے جو اہل سنت و جماعت کے لیے اراکین مسائل شرعیہ و منتظمین مسائل شرعیہ کی جانب سے انجام دی گئی کہ مسلمان دنیا کی زندگی کو اسلامی اصول وقواعد کے اعتبار سے گزار کر اخروی فلاح و بہبود پائے اور جب یہ گروپ انٹرنیٹ کے میدان میں آیا تو اللہ نے اسکو ایسا عروج بخشا کہ صرف ہندوستان کے ہی نہیں بلکہ دیگر مما لک کے بھی لوگ گروپ ہذا میں شرکت کے متمنی ہونے لگے یہی وجہ ہے گروپ سات حصوں میں ہے جس کی بدولت ہزاروں لوگ شرکت کر کے علمی فیضان سے روشناش ہوئے اور ہو رہے ہیں۔

میں شکر گزار ہو پیر طریقت رہبر شریعت اولاد غوث اعظم سیدی علامہ مفتی سید شمس الحق برکاتی مصباحی صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ کا اور مناظر اہل سنت حضرت علامہ مفتی منظور صاحب قبلہ کا کہ ان معزز ہستیوں نے اپنے بیش بہا وقت کو دیگر گروپ اور اہل گروپ کی سربراہی کو قبول کیا اللہ تعالی ان بزرگان کا سایہ ہم پر تا قیامت دراز رکھے۔آمین

میز اللہ عزوجل کا احسان عظیم یہ بھی ہے کہ آپ حضرات کے زیر مطالعہ ”مسائل شرعیہ جلد سوم“ پیش کی جارہی ہے جس کو میں نے اول تا آخر پڑھا فقہی جزیات وحوالاجات سے مزین

پایا۔جس میں مفسدات نماز،مکروہات نماز،نماز مسافر،نماز جمعہ،نماز عیدین،وتر،سنن ونوافل،سجدہ سہو،وغیرہ جیسے اہم فقہی ابواب ومسائل شامل ہیں۔جسے عمدۃ العلماء،پیکر اخلاص ووفا،خلیفۂ حضور ارشد ملت،وخلیفۂ حضور منظور ملت،حضرت علامہ،مولانا تاج محمد قادری واحدی مدظلہ العالی والنورانی نے مرتب کیا ہے۔اوراس کو انٹرنیٹ کی زینت بنانے میں جس شخصیت نے اپنی اقصیٰ جہد کو صرف کیا وہ ناقابل فراموش ہے اور محتاج تعارف بھی نہیں جسے ہم حضرت علامہ مولانا صہیب رضا رزمی کے نام سے موسوم کرتے ہیں جو ماشاء اللہ مستند کتابوں کے حوالہ جات کے ساتھ ساتھ ادلہ وترجیحات ،عبارات فقہیہ پر بھی مشتمل ہے۔یہ مجموعہ فتاوی متحرک فعال،ذی صلاحیت،علماء کرام ومفتیان عظام کی گراں قدر کوششوں کا ثمرہ ہے جو معزز شخصیات کی صدارت،سرپرستی اور نگرانی میں رہ کر تحریر فرماتے ہیں اور منتظمین واراکین اسے شوشل میڈیا کے ذریعے کتابی شکل و پوسٹ کی صورت میں نشرواشاعت کرتے ہیں۔اس گراں بہا پیش کش پر جملہ مصدقین مجیبین، منتظمین اوراراکین لائق تحسین وتبریک ہیں۔

اللہ عزوجل اپنے حبیب ﷺ کے طفیل اس کتاب کے فیوض وبرکات سے تمام تشنگام علم کو سیراب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔اور مزید امید کامل ہے کہ اہل علم اس کاوش کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔مولائے کریم جل جلالہ وعم نوالہ اس کاوش کو شرف قبول سے نوازے،دارین کی سعادتوں سے مالامال فرمائے اور مزید علمی خدمات کی توفیق بخشے۔آمین بجاہ البنی الامین ﷺ۔

دعا گو

احقر العباد عبید اللہ حنفی بریلوی

مقام دھونرہ (ٹانڈہ) ضلع بریلی شریف

۱۷؍جمادی الآخر ۱۴۴۳ھ بروز جمعہ

(تقریظ جلیل)

پیر طریقت رہبر راہ شریعت خلیفۂ حضور ارشد ملت حضرت علامہ، مولانا، عتیق اللہ صاحب قبلہ استاد دار العلوم اہلسنت محی الاسلام بتھریا کلاں ڈومریا گنج سدھارتھ نگر یوپی ومتوطن کھڑریا بزرگ پھلواپور گوراباز ارسدھارتھ نگر یوپی

الحمدللہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا متوالیا ۔واصلی واسلم علی سیدالبشر وآلہ صلوۃ لا قاطع لاتصالھا

امابعد! اس خبر سے مجھے خوشی حاصل ہوئی کہ اردو زبان میں عام فہم وآسان لب ولہجہ عمدہ فصاحت وبلاغت سے بھرپور فقہی ذخائر میں ایک اور قیمتی سرمایہ بنام فتاوی مسائل شرعیہ کا اضافہ ہو چکا ہے جس دو جلدیں نہایت خوبصورت ودیدہ زیب تحریر جوکہ پی ڈی ایف کی شکل میں موجود ہے اور یہ تیسری جلد بھی اپنے تمام تر اوصاف جمیلہ کے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہونے والی ہے ۔فتاوی مسائل شرعیہ میں روزمرہ پیش آنے والے ان سوالات کے مدلل ومفصل جوابات پر مشتمل ہے جو اہلسنت وجماعت کی مشہور واٹشپ مسائل شرعیہ میں پورے ملک وبیرون ملک سے احکام شرعیہ کی دریافت کے لئے پیش کئے جاتے ہیں ۔ دراصل فتاوی مسائل شرعیہ ہمارے مصدقین ومجیبین ومنتظمین واراکین کی علمی کاوشوں وکوششوں ومحنتوں ومشقتوں کا نتائج الافکار ہے ۔

مسائل شرعیہ کے ہر فتوی کو مذہب حنفی کی معتمد کتابوں کے حوالہ جات سے مزین کیا گیا ہے ۔اور ہر فتوی مذہب حنفی کے مفتی بہ قول پر صادر ہے ۔ یہ کتاب مستطاب ضخیم الجثہ عظیم الشان مجموعہ فتاوی مسائل شرعیہ جو اس قلیل البضاعت فی العلم جو بھی اس کے اوائل واواخر یا مقامات اواسط کو ملاحظہ کرتا ہے تو بے ساختہ کلمہ تمدیح وتحسین تسبیح وتعجیب سبحان اللہ والحمدللہ بار بار بعماقت قلب زبان سے جاری کر دیتا ہے اور یہ کہتا ہوا نہیں تھکتا کہ واہ کیا خوب مسائل شرعیہ فقہیہ کی تنقیح وقیع اور تحقیق انیق ہے کلمات وعبارات کی حسین تنظیم وترصیع ہے ۔ان تمام تعریفات کا سہرا سب سے پہلے جس عبقری شخصیت

کے سر جاتا ہے وہ ذات محتاج تعارف نہیں ۔خلیفہ حضور تاج الشریعہ روح فتاوی مسائل شرعیہ حضرت علامہ ومولانا مفتی سید محمد شمس الحق برکاتی مصباحی صاحب قبلہ جس کی عمیق نظریں فتاؤں کی کمی کوتاہی پر رہ کر اس کو صحت کی منزل تک پہونچادیا کرتی ہیں ۔اس کے بعد خلیفہ حضور ارشد ملت صاحب فتاوی یارعلویہ شان فتاوی مسائل شرعیہ حضرت علامہ ومولانا الحاج مفتی منظور احمد یارعلوی ارشدی صاحب قبلہ جن کی نگاہ بصیرت سے فتاویٰ میں نکھار پیدا ہوتا ہے ۔اس کے بعد خلیفہ حضور ارشد ملت جان فتاوی مسائل شرعیہ حضرت علامہ ومولانا مفتی تاج محمد واحدی ارشدی صاحب قبلہ وخلیفہ حضور ارشد ملت حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد ابراہیم خان امجدی ارشدی صاحب قبلہ و بانی گروپ حضرت علامہ ومولانا محمد وسیم فیضی صاحب قبلہ جنھوں نے گروپ کو چلانے اور مسائل کو یکجا کرنے اور اس کی اصلاح ودرستگی میں اپنا قیمتی وقت صرف کرتے رہے ۔

لائق ستائش محب گرامی حضرت علامہ ومولانا رزمی میاں صاحب ہیں اور حضرت حافظ وقاری حکیم صبغت اللہ فیضی صاحب ہیں جو تمام فتاویٰ کو محفوظ کرتے ہیں ۔اور قابل مبارک باد ہیں جملہ مصدقین ومجیبین ومنتظمین جو اپنی قیمتی وقتوں میں سوالات کے مدلل جوبات لکھتے ہیں اور اس کی اصلاح وتصدیق کرتے ہیں ۔پھر محفوظ کرکے اپلوڈ کرتے ہیں ۔اور لوگوں تک پہونچاتے ہیں اور علم دین سب کو سکھاتے ہیں اور اہلسنت وجماعت کے لوگوں کے اولجھے ہوئے مسائل کو سلجھاتے ہیں ۔اپنی محنتوں مشققتوں کوششوں کاوشوں سے پیچیدہ مسائل کو حل کرکے آشکارہ کرتے ہیں ۔

آخر میں مولی کریم کی بارگاہ اقدس میں دعاء ہے کہ اپنے محبوب سیدالمرسلین امام النبیین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل میں فتاوی مسائل شرعیہ کو مقبول انام بنائے اور جملہ مصدقین ومجیبین ومنتظمین واراکین وممبران کو کونین کی سرمدی نعمتوں سے مالامال فرمائے اور ان سب کی عمروں میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے اور دارین کی تمام تر رحمتوں سے ہمکنار فرمائے اور مصدقین ومجیبین کے قلموں میں قوت لازوال بخشے اور فتوی نویسی

میں مزید نکھار پیدا فرمائے۔روزمرہ نت نئے مسائل کی استخراج واستدلال حاصل کرنے کی صلاحیت پیدا فرمائے۔آمین یارب العالمین بجاہ سیدالمرسلین صلی اللہ تعالی علیہ والہ وصحبہ اجمعین

العبدابوالفیضان محمدعتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی ارشدی عفی عنہ

دارالعلوم اہلسنت محی الاسلام بتھریا کلاں ڈومریا گنج سدھارتھ نگر یوپی

ومتوطن کھڑ ریا بزرگ پھلواپور گورا بازار سدھارتھ نگر یوپی

(تقریظ جمیل)

خلیفۂ حضور ارشد ملت وحضور منظور ملت، ومفکر ملت، حضرت علامہ، مولانا محمد ابراہیم خاں امجدی، قادری، رضوی، صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ خطیب وامام غوثیہ مسجد بھیونڈی مہاراشٹر

الحمدللہ رب العالمین والصلواۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

زیر نظر مجموعہ فتاوی مسائل شرعیہ جلد سوم دور حاضر کے مقتدر علماء کرام کے فتاویٰ کا ایک نایاب مجموعہ ہے جسے خلیفۂ حضور ارشد ملت وخلیفۂ حضور منظور ملت، علامہ تاج محمّد واحدی دامت برکاتہم العالیہ نے بڑی ہی عرق ریزی کے ساتھ ترتیب دیا ہے جو کئی جلدوں پر مشتمل ہے۔

مسائل شرعیہ گروپ کے منتظمین نے ایک نمایاں کارنامہ انجام دیا ہے کہ دور حاضر کے تمام نئے نت مسائل کو یکجا کر کے بشکل پی ڈی ایف عوام تک پہنچانے کا کام کیا ہے اس سے پہلے بھی دو جلدیں منظر عام پر آچکی ہیں ہندوستان کے اکابر علماء کرام نے فتاویٰ مسائل شرعیہ کو بیحد پسند فرمایا اور منتظمین کو ڈھیر ساری دعاؤں سے نوازا فقیر نے ہر مسئلہ کو مکمل باریک بینی سے دیکھنے کی مکمل کوشش کی ہے الحمدللہ عوام کے ہر سوال کا جواب مجیبین مسائل شرعیہ نے بہت اچھوتے انداز میں تحریر کیا ہے سوال کے ہر نکات کو نظر میں رکھتے ہوئے قرآن وسنت کی روشنی میں فقہاء احناف کے راجح قول کو اختیار کرتے ہوئے آسان اردو زبان کی رعایت کرتے ہوئے جوابات کو تحریر کیا ہے جو یقیناً قابل ستائش اور عوام کے لئے ایک عظیم تحفہ ہے جو ان شاء اللہ تعالیٰ تا قیامت عوام اہلسنت کی رہنمائی کرتے ہوئے نظر آئے گا دور حاضر میں پیش آنے والے اکثر مسائل فتاوی مسائل شرعیہ میں موجود ہیں یہ کوئی مبالغہ نہیں بلکہ حقیقت پر مبنی ہے کہ فقط فتاویٰ مسائل شرعیہ کی تمام جلدوں کو مطالعہ میں رکھنے والا شخص فقہی احکامات سے آشنا اور بوقت ضرورت عوام کی رہنمائی

کرنے والا باکمال شخص ثابت ہوگا ویسے تو آج کل اکثر، پی، ڈی، ایف، کی شکل میں فتاوے شائع ہو رہے ہیں لیکن جو مقام فتاوی مسائل شرعیہ کو حاصل ہے وہ کسی اور کو نہیں اور جس قدر وسیع مسائل فتاوی مسائل شرعیہ میں موجود ہیں کسی اور پی ڈی ایف میں نہیں اگر کسی مسئلہ پر تفصیلی ضرورت پڑی ہے تو علمائے مسائل شرعیہ نے پورا کا پورا رسالہ ہی تحریر کر دیا ہے میرا ذاتی مشاہدہ ہے کہ علامہ تاج محمد واحدی نے اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود عوام اہلسنت کی رہنمائی کے لئے بغیر کسی دنیاوی مفاد کے کئی ایک رسالے تحریر فرماتے ہوئے نظر آئے ہیں اور کئی ایک رسالہ فتاوی مسائل شرعیہ میں شامل بھی ہے۔

الحمدللہ فتاوی مسائل شرعیہ پی ڈی ایف کی دور حاضر میں کوئی نظیر نہیں ملتی مزید آج بھی مسائل شرعیہ گروپ کے علماء بڑی ہی عرق ریزی کے ساتھ عوام کے مسائل کو حل کرتے ہیں مسائل شرعیہ کے منتظمین، مصدقین، مجیبین کی کوشش ہمیشہ یہی رہتی ہے کہ کوئی سائل محروم نہ رہ جائے اسی لئے مسائل شرعیہ سات گروپوں میں مشتمل ہے جس میں عوام سوال کرتے ہیں مزید تصدیق و تصحیح اور مشورہ وغیرہ کے لئے گروپ الگ سے قائم ہے۔ اور بلوگر میں بھی مسائل شرعیہ کا کوئی ثانی نہیں اسی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ منتظمین کس قدر سوشل میڈیا پر محنت کرتے ہیں اور یہ محنت یہ کوشش کسی دنیاوی مفاد کے لئے نہیں کرتے بلکہ عشق رسالت میں ڈوب کر اللہ جل مجدہ الکریم اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا جوئی کے لئے اپنا قیمتی وقت صرف کر کے خدمت دین میں ہمہ وقت مصروف رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ مسائل شرعیہ کے منتظمین، مصدقین، مجیبین کے جزبہ خدمت دین کو سلامت رکھے اور زیادہ سے زیادہ خدمت دین کی توفیق بخشے اور فتاوی مسائل شرعیہ عوام وخواص میں مقبول ہو۔ آمین یارب العلمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری رضوی ارشدی بلرامپوری

(کلمۂ تحسین)

عالم نبیل، فاضل جلیل، حضرت علامہ مولانا مفتی محمد معین الدین الثقافی الأزہری

استاذ دار العلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف سدھارتھ نگر یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدا و مصلیا

تمدنی وسائل کی ترقی سے پہلے انسانی زندگی مشکلات کی خوگر تھی، کھانے پینے، رہنے سہنے، دور آنے جانے میں لوگ وہ ساری سختیاں بخندہ پیشانی گوارا کرتے جن کے تصور سے ہی آج پسینہ آتا ہے۔ مسائل شرعیہ کی دنیا بھی اس سے مستثنیٰ نہیں۔ پہلے جو دشواریاں تھیں آج ان کا عشر عشیر بھی نہ رہا۔ میدان فتاوی میں بھی ارباب ہمت کی تیز گام مساعی کا کارواں برابر جادہ پیما رہا۔ چونکہ دین اسلام ایک ایسا ضابطہ حیات ہے جو رہتی دنیا تک انسانیت کی رہنمائی کرتا رہے گا۔ یہ دین، آفاقی، عالمگیر اور دائمی ہے۔ زمانے کے تغیر وتبدل اور انسانی ضروریات کی شب و روز تبدیلی کی بنیاد پر جو مسائل پیدا ہوتے ہیں اسلام ان مسائل کا حل بتاتا اور عالم انسانیت کو ہدایت فراہم کرتا ہے۔

قرآن مجید اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کے بنیادی ماخذ ہیں۔ کیونکہ ان کی بنیاد وحی ہے قرآن مجید وحی جلی اور یہ احادیث مبارکہ وحی خفی ہے۔ اور یہ بات واضح ہے کہ نزولِ وحی اور احادیث مبارکہ کے لئے ایک محدود وقت تھا اور وحی کا سلسلہ آج سے چودہ سو سال پہلے ختم ہو گیا اور ارشادات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ بھی امام الانبیاء خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر منقطع ہو گیا۔ جب کہ بے شمار مسائل ایسے ہیں جو دور رسالت کے بعد پیدا ہوئے اور قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے۔

ان حالات میں اگر قرآن وسنت کی نصوص ظاہرہ پر بھی اکتفا کا نعرہ بلند کیا جائے تو اس سے جہاں اسلام کی آفاقیت اور ابدیت کی نفی ہوتی ہے وہاں عالم انسانیت کو گمراہی کے دلدل میں پریشاں حال چھوڑنا بھی لازم آتا ہے اور یہ بات قطعا خلاف عقل ہے کی خالق کائنات انسان کو کسی راہنمائی کے بغیر پریشان حال چھوڑے۔

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایالکل داءدواء ہر بیماری کے لئے دوا ہے تو اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ جو بیماریاں آپ کے زمان مبارک میں تھیں ان کے لئے اس وقت علاج موجود تھا اور جو بیماری مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ پیدا ہوتی ہیں یا پیدا ہوتی رہیں گی ان کے علاج کی سہولتیں بھی میسر ہوں گی چنانچہ آج کی طب بانگ دہل اعلان کررہی ہے کہ کوئی بیماری لاعلاج نہیں ہے۔

اسی طرح ہر نو پید مسئلہ کا حل قرآن وسنت میں موجود ہے لیکن اس کے لئے علوم دینیہ کے ساتھ ساتھ فقہی بصیرت اور اجتہادی صلاحیتوں کی ضرورت ہوتی ہے اور جن نفوس قدسیہ کو اللہ تعالی ان صلاحیتوں سے نوازتا ہے اور امت مسلمہ کی راہنمائی کا فریضہ سونپتا ہے انھیں بھلائی کی دولت سے مالامال کرتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایامن یرد اللہ به خیرا یفقهه فی الدین۔ اللہ تعالی جس شخص کے لئے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا کرتا ہے۔

چنانچہ ان عظیم محسنوں نے قرآن وسنت میں غوروخوض کرکے امت مسلمہ کو ایک بہت بڑا فقہی ذخیرہ عطا فرمایا جس کے لیے وہ بلا شبہ امت مسلمہ کی جانب سے شکریہ کے مستحق ہیں۔

انہیں ذخائر کی روشنی میں امت مسلمہ کے درپیش مسائل کا حل تجویز وتحقیق کرکے علمائے حقہ نے اپنی اپنی کاوشوں کا مظاہرہ کیا۔جب انٹرنیٹ کا دورآیا تو باطل طاقتوں نے موقع غنیمت جان کر دینی مسائل کے نام پر سوشل میڈیا کا غلط استعمال کرنا شروع کیا تا کہ امت مسلمہ کی ذہن

سازی کرسکیں اوران میں شکوک وشبہات پیدا کر کے اپنے دام فریب کا شکار بنا سکیں جس کے نتیجے میں خاص طور سے مسلم نوجوان بچے بچیاں گمراہی کے ایسے دلدل میں پھنس جائیں جہاں سے امکان رجوع مفقود ہوتا ہوا نظر آئے۔

ضرورت تھی شوشل میڈیا کے ایک ایسے پلیٹ فارم کی جس کے ذریعے امت مسلمہ کو مسائل شرعیہ سے روشناش کرایا جائے تاکہ ان کی اضطربی کیفیت کا خاتمہ ہوسکے۔

یقینا لائق ستائش ہیں فاضل وقار حضرت مولانا محمد وسیم صاحب فیضی وخلیفہ حضور ارشد ملت فاضل گرامی حضرت مولانا تاج محمد صاحب واحدی جنہوں نے اس گراں قدر بار کو اپنے ناتواں کندھوں پر اٹھانے کی ذمہ داری لی اور مسلسل شب وروز جدو جہد کرتے رہے جس کے نتیجے میں فتاوی مسائل شرعیہ کی تیسری جلد معرض وجود میں آئی۔

انہیں حضرات کی کاوشوں سے فتاوی مسائل شرعیہ کی دو جلدیں اس سے قبل پی ڈی ایف کی شکل میں منظر عام ہو چکی ہیں۔

بحمدہ للہ تعالی اس فقیر کی نظر سے فتاوی مسائل شرعیہ کے بعض بعض مسائل گزرے جن کا جستہ جستہ مطالعہ کا اتفاق بھی ہوا، سوالوں کے جوابات شائستہ انداز میں مدلل ومفصل مذہب حنفی کی کتب معتمدہ کے حوالہ جات سے مزین ہیں، یہ مجموعہ فتاوی مسائل شرعیہ مذہب حنفی کا عظیم شاہکار ومسلک اعلی حضرت کا سچا ترجمان ہے۔

دعاء ہے مولی تعالی اپنے حبیب کے صدقہ وطفیل میں مجموعہ فتاوی مسائل شرعیہ کو مقبول عوام وخواص بنائے، اوراس لجنہ کے تمام مفتیان کرام وعلمائے عظام ومعاونین وانصار کی کاوشوں کو قبول فرمائے، اوران کے میزان حسنات میں اضافے کا باعث بنائے۔ آمین

أحقر ابوالحسن معین الدین نظام الدین الثقافی الأزہری

استاذ دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف سدھارتھ نگر یوپی

(تأثرات ارشدیہ)

خلیفۂ اعظم فیض یافتگان خلفائے اعلیٰ حضرت، شمس الطریقہ، بدر الشریعہ، غیض الوہابیّہ، بے تاج بادشاہ، اسیر تحفظ ناموس رسالت مآب ﷺ، ارشد المشائخ، ارشد ملّت حضرت پیر ابو البرکات محمّد ارشد سبحانی مدظلہ العالی والنورانی (بانی وسرپرستِ اعلیٰ ماہنامہ ارشدیہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عزیز گرامی قاطع وہابیّہ مُحقّق تعلیماتِ اسلامیہ فاضل علومِ شرعیہ حضرت العلام الشّاہ مُفتی محمّد ابراہیم خان امجدی ارشدی مدظلہ العالی نے "فتاوٰی مسائل شرعیہ" کی تیسری جلد ارسال فرمائی ہے، فقیر نے اس کے مُختلف گوشے ملاحظہ کیا اور اسے عوام وخواص کے لئے بہت ہی عمدہ ومُفید ترین پایا ہے ماشاء اللہ "فتاوٰی مسائل شرعیہ" کو منظر عام پر لانے میں دیگر خلفائے عظام وعلمائے کرام کے ساتھ ساتھ مُحبّی ومُخلصی ماہرِ درسیات، فاضل اسلامیات تاجِ ملّت حضرت مولانا الشّاہ تاج محمّد واحدی ارشدی دامت برکاتہم العالیہ کی خدمات بھی لائق صد تحسین ہیں الحمد للہ ثُمّ الحمد للہ دُنیا کے مُختلف مما لک میں فقیر کے کافی تعداد میں خلفآء، دین وسُنّیت مسلکِ حق اعلیٰ حضرت کی نشر واشاعت اور اس کے فروغ و استحکام اور ردّ بدمذہباں کے لئے میدانِ عمل میں اتر کر شب وروز کمربستہ وسرگرم نظر آرہے ہیں- فقیر کی دلی تمنّا ہے کہ فقیر کے جملہ مُریدین ومُحبّین ومُعتقدین ومُتعلقین اور خلفائے کرام، خلوص وللّٰہیت اور استقامت کے بابرکت ہتھیار سے لیس ہوکر مجھ فقیر حقیر سمیت سبھی حضرات دین وسُنّیت مسلک اعلیٰ حضرت کی زیادہ سے زیادہ خدمت، نشر واشاعت، اور بدمذہبوں، بدعقیدہ وصلح کلیوں، خارجیوں، ناصبیوں، رافضیوں، مرزائیوں، قادیانیوں وغیرہ گستاخوں بے دینوں کا ردّ بلیغ وتردید شدید اور اوران کی خُوب سرکوبی کا اہم ترین فریضہ سرانجام دینے میں کوئی کسر وکمی باقی نہ چھوڑیں تاکہ ہمارے اور ہماری آنے والی مسلمان نسلوں کے عقائد وایمان کا بھی تحفظ ودفاع ہوسکے اور ہم یہ امورِ خیر کا عظیم فریضہ ادا کر کے

دُنیا وعقبٰی میں خیر و برکات کثیر کے انعام و اکرام سے مستفیض ومُستفید اور کامیابی دارین کی نعمت و دولت سے ہمکنار ہوسکیں۔

اللہ تعالی ہم سبھی کو زیادہ سے زیادہ دین وسُنّیت، مسلک اعلٰی حضرت کی ترویج واشاعت اور اس کے استحکام کے لئے بہت زیادہ کام کرنے کی توفیق ارزانی نصیب فرمائے اور خاتمہ بر ایمان، جنّتُ البقیع شریف میں مدفن، بے حساب حتمی مغفرت اور پیارے کریم آقا ﷺ کا جنّتُ الفردوس میں قُربِ خاص عطا فرمائے۔ آمین ثُمّ آمین بجاہِ سیّد المرسلین ﷺ

فقط والسلام خیر ختام

مدینے پاک کا بھکاری

اسفل العباد احقر الناس

خاکپائے علمائے حق اہلسنت

خلیفۂ مجاز فیض یافتگان خلفائے اعلی حضرت فقیر عبد المصطفٰی ابو البرکات محمد ارشد سبحانی غفرلہ

خادم تلوکرانوالہ شریف فاضل ضلع بھکر

خاک نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف ضلع میانوالی پنجاب پاکستان

(تاثرات قلبی)

خلیفۂ حضور تاج الشریعہ، حضرت علامہ، مولانا الشاہ، مفتی، سید شمس الحق برکاتی مصباحی صاحب قبلہ
دامت برکاتہم العالیہ قاضئ شرع گوا اسٹیٹ وصدر اعلیٰ مسائل شرعیہ

حامداً و مصلیا

اما بعد! محب گرامی عزیز القدر مولانا تاج محمد واحدی زید مجدہ کی جانب سے فتاویٰ مسائل شرعیہ کی تیسری جلد کی کمپوزنگ اور سیٹنگ کے مرحلے سے گزر کر فقیر کی نگاہوں کی رونق میں اضافے کا سبب بنی ہوئی ہے۔ جس کے تمام مراحل میں موصوف کی عرق ریزی نمایاں ہے! خواہ وہ مجیبین ہوں یا مصدقین، منتظمین ہوں یا اپلوڈ کنندگان، پروف ریڈنگ کی نمایاں شخصیات ہوں یا تاثرات پیش کرنے والی مقتدر ہستیاں سب ہی لائق تحسین ومبارک باد ہیں! نیز وہ عوام الناس اور خواص بھی کچھ کم محترم نہیں ہیں جنہوں نے شرع کے ضروری احکام ومسائل پوچھ کر ہم سب کو اس دینی خدمت کا پلیٹ فارم دیا! کیوں کہ اگر وہ نہ پوچھتے تو جواب کیوں معرضِ وجود میں آتے؟ فقیر اس عظیم خدمت پر حلقۂ مسائل شرعیہ کے تمام متعلقین کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہے اور اس جلد کو بھی مفید ونفع بخش بنانے کی بارگاہِ خداوندی میں دعا کرتا ہے! اور وقتاً فوقتاً اپنی حاضری کی بارگاہِ ایزدی میں قبولیت نیز حفاظت برائے نجات چاہتا ہے! اللھم تقبلہ منا و اجعلہ لنا اجرا و ذخرا آمین آمین آمین یا ربّ العالمین

اور سب متعلقین حلقہ کو خدائے متعال اپنی شایانِ شان اجر وصلہ مرحمت فرمائے آمین آمین آمین یا ربّ العالمین بجاہ نبیك سید المرسلین صلوات اللہ و سلامہ علیہ و علیھم اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین

العبد الاثیم ابو الفیض سید شمس الحق برکاتی مصباحی

(نظر ثانی)

صاحب فتاوی یار علویہ وخلیفۂ نبیرۂ شعیب الاولیاء وارشد المشائخ حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی منظور احمد یار علوی ارشدی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ صدر شعبہ افتاء دار العلوم اہلسنت برکاتیہ گلشن نگر جوگیشوری ممبئی

فقہ اسلامی قرآن وسنت کا عُصارہ ونچوڑ ہے، جو فقہائے کرام کی انتھک کوششوں اور بے پایاں محنتوں کا ثمرہ ہے، اور افتاء کا فقہ کے ساتھ چولی دامن کا ساتھ ہے۔ ایک فقیہ اپنی خداداد صلاحیتوں سے کام لے کر قرآن وسنت میں غور کر کے پیش آمدہ مسائل کے احکام مستنبط کرتا ہے تو ان مسائل کے مجموعے کو "فقہ" کا نام دیا جاتا ہے اور جب کوئی سائل اس کے پاس آ کر انہیں مسائل سے متعلق دریافت کرتا ہے تو فقیہ کے اس بیانیے کو "فتویٰ" اور "افتاء" کے خوبصورت الفاظ مل جاتے ہیں، لہٰذا فقہ و افتاء یا فقہ و فتویٰ دو لازم وملزوم چیزیں ہیں۔ قرنِ اول میں فقہ کا ظہور ہوا تو افتاء کا سلسلہ بھی روزِ اول سے قائم ہو گیا۔ پیغمبر خدا ایک فقیہ تھے اور امت کے اولین مفتی بھی تھے یہ دور چلتا رہا یہاں تک ائمہ اربعہ جن کے مذاہب اس وقت دنیا میں رائج ہیں، ان میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اپنے علم وفضل اور سن وسال میں سب سے مقدم تھے اور بالواسطہ یا بلاواسطہ تمام ائمہ آپ کے فیض یافتہ تھے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو ایک طرف تابعی ہونے کا شرف حاصل ہے، جو بقیہ ائمہ میں سے کسی کو حاصل نہیں، دوسری طرف آپ عمر میں ان میں سب سے بڑے ہیں، ملا علی قاری رحمہ اللہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب میں تحریر فرماتے ہیں "جسکا حاصل یہ ہے کہ تابعین کا درجہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے بعد امت میں سب سے بڑھا ہوا ہے، اسی وجہ سے ہمارا اعتقاد ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مرتبہ ائمہ مجتہدین میں سب سے اونچا ہے اور فقہاء علوم دینیہ میں آپ سب سے بلند واکمل ہیں، آپ کے بعد امام مالک رضی اللہ عنہ کا درجہ ہے، جو تبع تابعین کی صف میں ہیں؛ پھر امام شافعی رحمہ اللہ

کا اس لیے کہ آپ امام مالک بلکہ امام محمد رحمہما اللہ کے شاگرد ہیں؛ پھر امام احمد کا جو امام شافعی کے شاگرد کے درجہ میں ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے تلامذہ جو فقہ کی تدوین میں شریک تھے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے جس طریقہ سے فقہ کی تدوین کا ارادہ کیا وہ نہایت وسیع اور پُرخطر کام تھا، اس لیے انہوں نے اتنے بڑے کام کو اپنی ذاتی رائے اور معلومات پر منحصر کرنا نہیں چاہا، اس غرض سے امام صاحب نے اپنے شاگردوں میں سے چند نامور اشخاص کا انتخاب کیا، جن میں سے اکثر خاص خاص فنون میں ماہر تھے، مثلاً یحییٰ بن ابی زائدہ، حفص بن غیاث، قاضی ابویوسف، داوٗد الطائی، ابن حبان مندل، آپ کو حدیث اور آثار میں نہایت کمال تھا، امام صاحب نے ان لوگوں پر مشتمل ایک مجلس مرتب کی اور باقاعدہ طور پر فقہ کی تدوین شروع ہوئی، امام طحاوی نے بسند متصل اسد بن فرات سے روایت کی ہے کہ ابوحنیفہ کے تلامذہ جنھوں نے فقہ کی تدوین میں حصہ لیا تھا ان کی مجموعی تعداد چالیس تھی، جن میں یہ لوگ زیادہ ممتاز تھے: ابویوسف، زفر، داوٗد طائی، اسد بن عمر، یوسف بن خالد التیمی، یحییٰ بن ابی زائدہ۔ امام طحاوی نے یہ بھی روایت کی ہے کہ لکھنے کی خدمت یحییٰ سے متعلق تھی، امام طحاوی نے جن لوگوں کے نام گنائے ہیں ان کے سوا عافیہ، ازدی، ابوعلی، علی بن مسہر، قاسم بن معن، ابن مندل اس مجلس کے منبر رہے تھے۔

(شرح فقہ اکبر:۱۴۶)

طریقۂ تدوینتدوین کا طریقہ یہ تھا کہ کسی خاص باب کا کوئی مسئلہ پیش کیا جاتا تھا اگر اس کے جواب میں سب لوگ متفق الرائے ہوتے تھے تو اسی وقت قلمبند کرلیا جاتا ورنہ نہایت آزادی سے بحثیں شروع ہوتیں، کبھی کبھی بہت دیر تک بحث قائم رہتی، امام صاحب غور وتحمل کے ساتھ سب کے دلائل سنتے اور بالآخر ایسا جچا تلا فیصلہ کرتے کہ سب کو تسلیم کرنا پڑتا، کبھی ایسا بھی ہوتا کہ امام صاحب کے فیصلہ کے بعد بھی آپ کے شاگردان اپنی اپنی آراء پر قائم رہتے اس وقت ان سب کے مختلف اقوال قلم بند کرلیے جاتے۔ (سیرۃ النعمان:۱۲۹)

امام ابوحنیفہ اپنی رائے کو اپنے شاگردوں پر مسلط نہیں کرتے اور نہ بغیر تحقیق ومناقشہ کے اپنی آراء لکھواتے بلکہ جدید مسائل کے بارے میں پوری تحقیق کی جاتی، مسائل کے مختلف پہلوؤں پر گہری نظر ڈالی جاتی؛ پھر بحث ومباحثہ میں تلامذہ کو پوری آزادی رائے دیتے۔(سیرۃ النعمان:۱۳۰)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ اجتہاد کیا تھا؟ اس کی وضاحت کرتے ہوئے خود امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا میں سب سے پہلے کتاب اللہ کی طرف رجوع کرتا ہوں اگر اس میں مسئلہ نہیں ملتا ہے تو سنت رسول کی طرف رجوع ہوتا ہوں اور اگر اس میں بھی کوئی مسئلہ نہیں ملتا ہے تو پھر اقوال صحابہ کی طرف رجوع کرتا ہوں اور جس صحابی کا قول کتاب وسنت سے زیادہ قریب معلوم ہوتا ہے اسے اختیار کرلیتا ہوں لیکن اقوال صحابہ کے دائرہ سے قدم باہر نہیں نکالتا؛ لیکن جب صحابہ کے بعد معاملہ ابراہیم شعبی، ابن سیرین، حسن، عطاء اور سعید ابن مسیب وغیرہم تک جاتا ہے تو یہ وہ لوگ تھے جو اجتہاد کرتے تھے اور میں بھی ان کی طرح اجتہاد کرتا ہوں۔

(مقدمہ فتاویٰ تاتارخانیہ:۱/ ۱۳۔المدخل (۱۳۹)

اس طرح یہ سلسلہ چلتا رہا فقہاء کرام اپنے اپنے ادوار میں یہ کام بڑے ہی عرق ریزی و متانت سے انجام دیتے رہے اور الحمد للہ تاہنوز یہ سلسلہ جاری وساری ہے ماضی قریب میں فقہ وافتاء کو جو تقویت سیدی اعلی حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی نے بخشی ہے وہ اظہر من الشمس ہے استاذ گرامی حضور فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ کا فتاوی فیض الرسول فقیر راقم الحروف یارعلوی کا مجموعہ فتاوی "الفیوض النبویۃ فی الفتاوی الیارعلویۃ" ودیگر مفتیان اسلام کے خدمات جلیلہ لائق صد تحسین ہیں اور الحمد للہ یہ سلسلہ تاقیامت جاری وساری رہے گا عہد رواں میں فاضلین اہلسنت میں سے جن باخلوص مفتیان کرام نے فقہ وافتاء پر کام کیا ہے ان میں فقیہان اسلام کا نام تاباں و درخشاں ہے الحمد للہ برآمدہ ونو پید مسائل کا ایک مجموعہ فتاوی بنام (فتاوی مسائل شرعیہ جلد سوم) جسکا منہ بولتا ثبوت ہے جسے فقیر نے دیکھا الحمد للہ مثبت پایا اور دل سے یہ صدا بلند

ہوئی کہ اپنے صحراء ابھی بہت سے آہو پوشیدہ ہیں۔

لائق مبارکباد ہیں جملہ مجیبین ومصدقین بانی صاحبان بالخصوص مرتب مسائل شرعیہ وخلیفہ ارشدالمشائخ حضرت علامہ تاج محمد قبلہ جنکی انتھک کوششوں سے یہ مجموعہ معرض وجود میں آیا میں مشکور ہوں اس گروپ کے بانی مولانا محمد وسیم فیضی کا جنہوں نے ایک مفتیان کرام کی ایک ٹیم کو سنبھال رکھا ہے اوران کے لئے خدمت دین کا موقع فراہم کررہے ہیں اللہ تعالی اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اس کاوش کو قبول فرماکر ہم سب کیلئے بالخصوص علماء اہلسنت کیلئے اخروی نجات کاذریعہ بنائے ۔آمین یارب العلمین.بجاہ سیدالمرسلین علیہ افضل التسلیم

فقط والسلام

منظور احمد یار علوی

خادم الافتاء والتدریس دارالعلوم اہلسنت برکاتیہ گلشن نگر جوگیشوری ممبئی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فَسۡـَٔلُوۡۤا اَہۡلَ الذِّکۡرِ اِنۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (کنزالایمان، سورۃ النحل ۴۳)

مفسدات نماز کا بیان

۳۵/فتاویٰ

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

(دوران نماز فون کٹ کرنا کیسا ہے)

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بعض لوگ قبل از نماز موبائل فون بند (off) نہیں کرتے دوران نماز اچانک فون آجاتا ہے تو جیب سے موبائل نکال کر بند کر دیتے ہیں پھر ویسے ہی نماز میں مشغول ہو جاتے ہیں ایسا کرنے سے کیا نماز فاسد ہو جاتی ہے؟

المستفتی:۔ محمد فاروق رضا قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ایسا کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی البتہ مکروہ تنزیہی ہے جبکہ ایک ہاتھ سے نکالا ہو۔جس کے پاس موبائل ہو اس کو خیال رکھنا چاہئے کہ وہ داخل مسجد ہونے سے پہلے ہی موبائل بند (off) کر لے اور اگر کبھی بھول سے موبائل بند نہ کیا اور نماز کی حالت میں فون آجائے اور اس کی آواز سے اپنی اور دوسرے نمازیوں کی نماز میں خلل کا اندیشہ ہو تو رخصت ہے کہ عمل قلیل کے اندر کوئی بھی بٹن دبا دے تا کہ موبائل فون کی تیز آواز بند ہو جائے کہ دل کا انتشار دور کرنا حاجت نماز سے ہے جس کے لئے عمل قلیل کی اجازت ہے مثلاً نماز کی حالت میں بدن کھجلانے کی حاجت ہے کہ اس کے بغیر دل منتشر ہوتا ہے یا کوئی تکلیف دہ چیز تکلیف دے رہی ہے تو حالت نماز میں ایک ہاتھ سے ایک رکن میں دو بار کھجلانے کی اجازت ہے لہٰذا اس بنا پر موبائل کی تیز آواز جبکہ اس کے لئے اور دوسرے نمازیوں کے لئے باعث تشویش ہو تو ایک ہاتھ سے بٹن دبا دے مگر احتیاط رکھے کہ عمل کثیر نہ ہونے پائے ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی۔(عامۂ کتب فقہ) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(اگر پیر کی تین انگلیاں سجدہ میں نہ لگیں تو نماز کا کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نمازی کے پیر (foot) کی تین انگلیوں کا پیٹ سجدہ میں لگنا واجب ہے۔جو نہ لگائے اس کے لئے کیا حکم ہے۔بینوا وتو جروا

المستفتی:۔محمد ابو الکلام عبیدی بنارس

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر سجدہ میں دونوں پاؤں زمین سے اٹھے رہیں یا صرف انگلیوں کے سرے زمین سے لگے رہیں اور کسی انگلی کا پیٹ بچھا نہیں تو اس صورت میں نماز بالکل نہیں ہوگی۔اور اگر ایک دو انگلیوں کے پیٹ زمین سے لگے اور اکثر کے پیٹ نہیں لگے تو اس صورت میں نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی۔اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ ۳۹۸/میں ہے۔اگر ہر دو پائے بردارد نماز فاسد ست واگر یک پائے بردارد مکروہ ست

درمختار مع ردالمحتار جلد اول صفحہ ۳۱۳/میں ہے"وضع اصبع واحدۃ منهما شرط"اور اسی جلد کے صفحہ ۳۵۱/ پر ہے"فیه یفترض وضع اصابع القدم ولو واحدۃ نحو القبلة والالم تجزوالناس عنه غافلون"اور فتاوی رضویہ جلد اول صفحہ ۵۵۶/ پر ہے۔سجدے میں فرض ہے کہ کم سے کم پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ زمین پر لگا ہو اور ہر پاؤں کی اکثر انگلیوں کا پیٹ زمین پر جما ہونا واجب ہے۔

پھر اسی صفحہ کی تیسری سطر میں ہے پاؤں کو دیکھئے انگلیوں کے سرے زمین پر ہوتے

ہیں کسی انگلی کا پیٹ بچھا نہیں ہوتا سجدہ باطل نماز باطل۔

اور حضرت صدرالشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں پیشانی کا زمین پر جمنا سجدہ کی حقیقت ہے۔اور پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ لگنا شرط۔تو اگر کسی نے اس طرح سجدہ کیا کہ دونوں پاؤں زمین سے اٹھے رہے نماز نہ ہوئی بلکہ اگر صرف انگلی کی نوک زمین سے لگی جب بھی نہ ہوئی۔اس مسئلہ سے بہت لوگ غافل ہیں۔(بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۷۱ بحوالہ فتاوی فیض الرسول جلد اول صفحہ ۲۵۰)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

العبد محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی عفی عنہ

(حالت نماز میں سلام کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حالت نماز میں سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا کیسا ہے؟

المستفتی:۔ واجد علی فیضی سدھارتھ نگری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز کی حالت میں کسی کو سلام کیا یا کسی کے سلام کا جواب دیا یعنی السلام علیکم یا "وعلیکم السلام" کہا یا صرف سلام " ہی کہا یا سلام کی نیت سے مصافحہ کیا تو نماز فاسد ہوگئی جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے کہ " ولو سلم علی رجل تفسد مطلقا کذا فی شرح ابی المکارم، ولو أراد ان یسلم علی انسان ساھیا فلما قال السلام تذکر انه لا ینبغی له ان یسلم وھو فی الصلوۃ فسکت تفسد صلاته کذا فی المحیط ولو صافح بنیة السلام تفسد صلاته لانه کلام معنی ولا یرد بالاشارۃ ولو أشار یرید به رد السلام "اھ (فتاوی عالمگیری ج ۱/ ۹۸، کتاب الصلوۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیها)

اور بہار شریعت میں ہے کہ "کسی شخص کو سلام کیا عمداً ہو یا سہواً نماز فاسد ہوگئی اگرچہ بھول کر السلام کہا تھا کہ یاد آیا سلام کرنا نہ چاہئے اور سکوت کیا، زبان سے سلام کا جواب دینا بھی نماز کو فاسد کرتا ہے اور ہاتھ کے اشارے سے دیا تو مکروہ ہوئی سلام کی نیت سے مصافحہ کرنا بھی نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔اھ (بہار شریعت ج ۱/ ص ۶۰۴، ۶۰۵) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(بغیر وضو نماز پڑھادی تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر امام نے کوئی نماز پڑھائی اور نماز کا وقت گزرنے کے بعد امام کو یاد آیا کہ میں نے جو نماز پڑھائی وہ بغیر وضو پڑھائی ہے اب کیا کیا جائے؟

المستفتی:۔زاہد خان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

یاد آنے کے بعد امام پر لازم ہے کہ اس امر کی مقتدیوں کو خبر کرے جہاں تک بھی ممکن ہو خواہ خود کہے یا کہلا بھیجے فون یا خط کے ذریعہ سے کہ مقتدی اپنی اپنی نماز کا اعادہ کریں۔(بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۲۳۹)

اور قدوری میں ہے"ومن اقتدیٰ بامام ثم علم انه علیٰ غیر طهارة اعادالصلوة"جس نے اقتداء کی کسی امام کی پھر معلوم ہوا کہ وہ ناپاک تھا تو وہ اپنی نماز لوٹائے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

معصوم رضا نوری

(مسبوق نے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید دوسری رکعت میں جماعت میں شامل ہوا اور امام کے ساتھ ہی سلام پھیر دیا۔اس صورت میں زید کو کیا کرنا چاہئے تھا۔کیا اسی وقت کھڑا ہو جاتا اور اپنی پہلی رکعت مکمل کرتا۔ یا پھر نماز دوبارہ پڑھ لیتا۔برائے مہربانی جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں المستفتی:۔محمد سفیان رضا مقام فیصل آباد پنجاب پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مسبوق کو امام کے ساتھ سلام پھیرنا جائز نہیں اگر قصدا پھیرے گا نماز جاتی رہے گی۔ اور اگر سہوا پھیرا اور سلام امام کے ساتھ معاًبلا وقفہ تھا تو اس پر سجدہ سہو نہیں اور اگر سلام امام کے کچھ بھی بعد پھیرا تو کھڑا ہو جائے اپنی نماز پوری کرے سجدہ سہو کرے (درمختار وغیرہ،بہار شریعت)

زید جب دوسری رکعت میں شامل ہوا تھا اور سہوا امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو اب اس کو چاہئے کہ سلام کے بعد فورا بغیر کلام کئے کھڑا ہو جائے باقی رکعت کو پوری کرے اور آخر میں سجدہ سہو کر لے نماز ہو جائے گی۔(بہار شریعت سجدہ سہو کا بیان)

اور اگر سلام کے بعد فورا کھڑا نہ ہوا بلکہ لوگوں سے کلام کر لیا تو اب دوبارہ نماز پڑھے سجدہ سہو کافی نہ ہوگا۔(بہار شریعت حصہ چہارم سجدہ سہو کا بیان)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(حالت نماز میں سانپ مارنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ: ۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حالت نماز میں سانپ یا کوئی اور جانور آجائے تو کیا کرنا چاہئے؟ **المستفتی**: ۔عارف رضا کانپوری یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حالت نماز میں اگر سانپ دکھائی دے تو نماز توڑ کر مار سکتے ہیں جب کہ ایذا پہو نچنے کا صحیح اندیشہ ہو ورنہ مارنا مکروہ ہے جیسا کہ سرکار صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں سانپ وغیرہ کے مارنے کے لئے جب کہ ایذا کا اندیشہ صحیح ہو یا کوئی جانور بھاگ گیا اس کے پکڑنے کے لئے یا بکریوں پر بھیڑئے کے حملہ کرنے کے خوف سے نماز توڑ دینا جائز ہے۔ یونہی اپنے یا پرائے کے ایک درہم کے نقصان کا خوف ہو، مثلاً دودھ اُبل جائے گا یا گوشت ترکاری روٹی وغیرہ جل جانے کا خوف ہو یا ایک درہم کی کوئی چیز چور اُچکا (چرا کر) لے بھاگا، ان صورتوں میں نماز توڑ دینے کی اجازت ہے۔ (بہار شریعت جلد اول حصہ سوم مکروہات کا بیان صفحہ ۶۰۸ ر دعوت اسلامی)

اور آگے فرماتے ہیں کہ سانپ بچھو مارنے سے نماز نہیں جاتی جب کہ نہ تین قدم چلنا پڑے نہ تین ضرب کی حاجت ہو ورنہ جاتی رہے گی مگر مارنے کی اجازت ہے اگر چہ نماز فاسد ہو جائے (ایضا صفحہ ۶۰۸) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(بنا جانگھیا پہنے نماز ہوگی یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بنا جانگھیا پہنے نماز ہوگی یا نہیں؟ بحوالہ تشفی بخش جواب دیکر کرم نوازی فرمائیں۔ **المستفتی**:۔محمد التمش رضا دھنباد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جانگھیا پہننے یا نہ پہننے سے نماز میں کوئی فرق نہیں پڑتا ہے اس لئے کہ مرد کو ناف سے گھٹنوں تک چھپانا فرض ہے اور جانگھیا پہننے سے ناف سے گھٹنوں تک نہیں چھپتا بلکہ وہ کپڑا جس سے ناف سے گھٹنوں تک چھپ جائے اور کپڑا اتنا باریک بھی نہ ہو کہ بدن کی رنگت چمکتی ہو جیسا کہ حضور فقیہ ملت علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ مرد کو ناف سے گھٹنے تک چھپانا فرض ہے ،لہٰذا اتنی باریک دھوتی یا لنگی پہن کر نماز پڑھی کہ جس سے بدن کی رنگت چمکتی ہے تو نماز بالکل نہیں ہوئی ،اور بعض لوگ جو دھوتی اور لنگی کے نیچے جانگھیا پہنتے ہیں تو اس سے ران کا کچھ حصہ تو چھپ جاتا ہے مگر پورا گھٹنا اور ران کا کچھ حصہ باریک دھوتی اور لنگی کی نیچے سے جھلکتا ہے تو اس صورت میں بھی نماز نہیں ہوتی اس لئے کہ گھٹنوں کا چھپانا بھی فرض ہے حدیث شریف میں ہے

(الرکبۃ من العورۃ)

اور فتاوی عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر صفحہ ۵۴ رمیں ہے (العورۃ للرجل من تحت السرۃ حتی تجاوز رکبتیہ فسرتہ لیست بعورۃ عند علمائنا الثلاثۃ ورکبتہ عورۃ عند علمائنا جمیعا ھکذا فی المحیط) پھر اسی کتاب کے اسی صفحہ پر چند سطر کے بعد

ہے(الثوب الرقیق الذی یصف ماتحته لاتجوز الصلاة فیه کذا فی التبیین
)(فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ ۲۳۴)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ
محمد ابراہیم خاں امجدی

(تین آیت کے بعد آیت غلط پڑھی تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید جو ایک مسجد کا امام ہے، اکثر امامت کے دوران سورہ فاتحہ کے بعد ضم سورہ کی قرأت میں تین آیتیں پڑھنے کے بعد غلطی کرتا ہے، ٹوکنے پر اس کا کہنا ہے کہ تین آیتیں پڑھنے کے بعد غلطی ہونے کی صورت میں نماز ہو جاتی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ زید کا قول صحیح ہے یا غلط؟ براے کرم حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: ۔محمد عاشق حسین، گڑھوا، جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

فرض کے شروع کے دو رکعت وتر وسنت اور نفل کے تمام رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد تین آیت یا تین آیت کے مقدار ایک بڑی آیت کا پڑھنا واجب ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تین آیت کے بعد قرأت میں غلطی کرنے سے نماز میں کوئی فرق واقع نہ ہوگا تین آیت یا اس کے مثل ایک بڑی آیت کا پڑھنا صحت نماز کے لئے واجب ہے اور قرأت میں اگر ایسی غلطی ہوئی جو مفسد صلوۃ ہے وہ تین آیت کے اندر ہو یا تین آیت کے بعد ہو وہ مفسد نماز ہے زید کا قول سراسر غلط ہے۔

لہذا جتنی نمازیں ایسی پڑھی گئیں زید کی اقتداء میں کہ قرأت میں ایسی غلطی ہوئی جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اتنی نمازوں کا اعادہ فرض ہے۔اور زید پر غلط مسئلہ بتانے کے سبب علانیہ توبہ لازم ہے۔بغیر علم کے مسئلہ بتانے والے کے بارے میں حدیث شریف میں ہے، من افتی

بغیر علم لعنته ملائکة السماء والارض، جو بغیر علم کے فتویٰ دے اس پر آسمان و زمین کے فرشتوں کی لعنت ہو۔ (کنزالعمال)

لہذا امام مذکور پر غلط مسئلہ بتانے کی وجہ سے توبہ و استغفار لازم ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خاں امجدی

(مقتدی نے غلط لقمہ دیا تو مقتدی کی نماز ہوئی یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام صاحب کی غلطی نہیں ہوئی اور مقتدی نے غلط لقمہ دیا تو مقتدی کی نماز ہوئی یا نہیں دلیل کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی: ۔محمد اکرم شیخ ایڈووکیٹ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر واقعی مقتدی نے بے محل لقمہ دیا تو اس مقتدی کی نماز فاسد ہوگئی۔فتاویٰ رضویہ میں بحرائق کے حوالے سے ہے القیاس فسادھا بہ وانما ترك للحاجۃ فعند عدمہا یبقی الامر علی اصل القیاس (جلد سوم صفحہ ۴۲۲)

اور جب غلط لقمہ دینے والا نماز سے خارج ہوگیا اور امام اس کے بتانے سے لوٹا تو امام کی نماز بھی گئی اور اس کے سبب سارے مقتدیوں کی بھی نماز جاتی رہی کسی کی نہ ہوئی۔

(فتاویٰ فیض الرسول ج ۱ ص ۳۹۱) واللہ تعالی اعلم

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

(امام قعدہ اولیٰ بھول کر کھڑا ہو گیا پھر لقمہ لے کر پلٹا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام قعدۂ اولی بھول گیا اور پورا کھڑا ہو گیا پھر پیچھے سے لقمہ ملنے پر بیٹھا اور سجدۂ سہو سے نماز مکمل کیا تو کیا نماز ہو گئی؟

المستفتی:۔ساجد رضا رضوی گونڈہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورۃ مسئولہ میں امام ومقتدی سب کی نماز فاسد ہو گئی جیسا کہ فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ تعالی علیہ تحریر فرماتے ہیں اگر امام قعدہ اولیٰ بھول کر تیسری رکعت کے لئے سیدھا کھڑا ہو گیا اس کے بعد مقتدی کے لقمہ دینے سے بیٹھ گیا ان کی پیروی میں سب مقتدی بھی بیٹھ گئے تو کسی کی نماز نہیں ہوئی سب کی نماز باطل ہو گی اس لیے کہ سیدھا کھڑا ہو جانے کے بعد بیٹھنا گناہ ہے درمختار مع شامی ج ا رص ۵۰۰ رمیں ہے" ان استقام قائما لایعود فلوعادالی القعود تفسد صلاته وقیل لا تفسد لکنه یکون مسئیا وھو الاشبه کما حققه الکمال وھو الحق بحر "اھ

ردالمحتار میں ہے" قوله لکنه یکون مسئیا ای ویاثم کما فی الفتح "لہذا مقتدی نے امر ناجائز کے لیے لقمہ دیا تو اس کی نماز فاسد ہو گئی پھر امام مقتدی کے بتانے سے لوٹا جو نماز سے خالی تھا تو امام کی نماز بھی باطل ہو گی اور مقتدیوں نے امام کی پیروی کی تو سارے مقتدیوں کی بھی نماز فاسد ہو گی۔(فتاوی فیض الرسول ج ا رص ۳۸۶ ر ۳۸۷)

ہاں اگر امام قعدہ میں واپس نہ لوٹتا اور نماز پوری کرنے کے بعد آخر میں سجدہ سہو کر لیتا تو سب کی نماز ہو جاتی سوائے اس مقتدی کے جس نے لقمہ دیا تھا۔(ایضا) واللہ تعالی اعلم

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

(کیا کسی صورت میں درود پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ وہ کونسی صورت ہے جب درود پاک پڑھیں تو نماز ٹوٹ جائے گی ۔رہنمائی فرمادیں جزاک اللہ خیرا کثیرا۔

المستفتی:۔لقمان قادری پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مصلی (یعنی جو حالت نماز میں ہے) نے کسی آنے جانے والے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک نام سنا تو اس کے جواب میں اس نے درود پڑھا تو اس صورت میں نماز ٹوٹ جاتی ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے (ان سمع اسم النبی ﷺ فقال جوابالہ تفسد صلاتہ)(جلد اول مصری صفحہ ۹۳) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(نماز میں چھینک آئی اور الحمد للہ کہہ دیا تو نماز کا کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز میں چھینک آئی اور الحمد للہ کہا تو نماز فاسد ہو جاتی ہے؟ کچھ علماء فرماتے ہیں کہ اگر عادتاً کسی نے الحمد للہ کہہ دیا حمد بیان کر دی تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔اس متعلق جو حکم شرع ہے اس سے آگاہ فرمائیں

المستفتی:۔ محمد شبر پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر کسی کو نماز میں چھینک آئی اور اس نے الحمد للہ کہا خواہ عمداً ہو یا سہواً تو نماز ہو گئی مگر احسن یہ ہے کہ خاموش رہے اور بعد نماز الحمد للہ کہہ لے۔جیسا کہ مصنف بہار شریعت حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ: نماز میں چھینک آئے،تو سکوت کرے اور الحمد للہ کہہ لیا تو بھی نماز میں حرج نہیں اور اگر اس وقت حمد نہ کی تو فارغ ہو کر کہے۔(بہار شریعت،ح ۳رص ۶۰۵ر دعوت اسلامی)

اور فتاوی عالمگیری میں ہے:"ولو عطس فقال له المصلی ،الحمد لله لا تفسد لانه لیس بجواب" "وان اراد به جوابه اواستفهامه فالصحیح انها تفسد هکذافی التمر تاشی""ولو قال العاطس لاتفسد صلاته وینبغی ان یقول فی نفسه والاحسن هو السکوت کذا فی الخلاصه" اور اگر کسی نے چھینکا اور نمازی نے الحمد للہ کہا تو فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ یہ جواب نہیں ہے اور اگر اس جواب کے ذریعہ اسے سمجھانے کا

ارادہ کیا تو صحیح یہ ہے کہ نماز فاسد ہو جائے گی اسی طرح تمرتاشی میں لکھا ہے ۔اور اگر نماز پڑھنے میں چھینکا اور خود الحمد للہ کہا تو نماز فاسد نہ ہوگی اور چاہئے کہ اپنے دل میں کہہ لے اور بہتر ہے کہ خاموش رہے اسی طرح خلاصہ میں لکھا ہے ۔(فتاوی عالمگیری، ج ۱ ص ۱۰۹) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد فرقان برکاتی امجدی

(نماز میں دیوبندی کا لقمہ لینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام قرأت میں بھول گیا دیوبندی نے لقمہ دیا اور امام نے لقمہ لیا تو اب نماز کا کیا حکم ہے؟ **المستفتی**:۔رمضان عطاری الہند

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز نہیں ہوگی دوبارہ پڑھنا ہوگا اس لئے کہ دیوبندی کافر و مرتد ہیں گویا وہ نماز سے باہر ہے تو جیسے امام لقمہ لے گا امام کی نماز فاسد ہو جائے گی اور جب امام کی نماز فاسد ہوگی تو سب کی نماز فاسد ہو جائے گی۔اسی طرح کے سوال کا جواب فتاویٰ فقیہ ملت میں ہے کہ دیوبندیہ کی نسبت علمائے کرام حرمین شریفین نے بالاتفاق فرمایا ہے کہ وہ مرتد ہیں اور شفاء امام قاضی عیاض وبزازیہ ومجمع الانہر و درمختار وغیرہ کے حوالہ سے فرمایا ہے کہ "من شك فی كفره وعذابه فقد كفر" (فتاویٰ رضویہ شریف ج ۳ ص ۲۶۵)

اور دیوبندی جب کافر و مرتد ہیں تو ان کی نماز نماز نہیں لہذا تراویح کی نماز میں جو دیوبندی حافظ سننے کے لئے مقرر ہوتے ہیں ان کی موجودگی میں دو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اول یہ ہے کہ جماعت میں ان کے کھڑے ہونے سے صف قطع ہوگی جس سے نماز ناقص ہوگی کہ صف قطع کرنا حرام ہے حدیث شریف میں ہے "اقیمو الصفوف وحاذوا بین المنا کب و سدوا الخلل ولینوا بأیدی اخوانكم ولا تذروا فرجات للشیاطین ومن وصل صفا وصله الله ومَن قطعه قطعه الله" (مشکوۃ شریف ص ۹۹)

اور دوسری خرابی یہ ہے کہ جب سنی حافظ سے کہیں غلطی ہوگی تو سننے والا دیوبندی حافظ لقمہ دے گا جوکہ نماز سے باہر ہے تو جیسے ہی امام لقمہ لے گا اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور اس کی وجہ سے سب کی نماز فاسد ہو جائے گی "لان اخذ الامام بفتح من لیس فی صلاتہ مفسد هکذا فی الجزء الاول من ردالمحتار علی صفحه ۶۲۲ وفی الجزء الثالث من بہار شریعت علی صفحه ۱۰۰ (فتاوی فقیہ ملت ج ا ص ۲۰۱) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ریحان رضا رضوی

(حالت نماز میں اگر دانت کے اندر کوئی چیز پھنسی ہو تو کیا کرے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ میں نے وضو کیا اور دانت میں کوئی چیز پھنسی رہی اور کافی کوشش کے باوجود باہر نہ آئی اور نماز میں باہر آگئی اب اس کو نگل لیں یا باہر نکال دیں۔ **المستفتی:۔نجم الہدیٰ بلرامپوری**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

دانت میں کوئی چیز پھنسی رہ گئی اور درمیان نماز باہر آگئی اور وہ چنے کی مقدار میں ہے تو اس چیز کو اندر نہ جانے دیں کہ مفسد نماز ہے اور اگر اس کو نگل لیا تو نماز فاسد ہو جائے گی بہتر ہے کہ باہر کر دیں۔ ہاں اگر چنے کی مقدار سے کم ہے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوگی، مگر ایسا کرنا مکروہ ہے۔اور اگر نمازی کے دانت سے باہر نکلی لیکن نہیں کھایا تو نماز ہو جائے گی۔حضور صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں نماز کے اندر کھانا پینا مطلقاً نماز کو فاسد کر دیتا ہے، قصداً ہو یا بھول کر، تھوڑا ہو یا زیادہ، یہاں تک کہ اگر تل بغیر چبائے نگل لیا یا کوئی قطرہ اُس کے منھ میں گرا اور اس نے نگل لیا، نماز جاتی رہی۔ دانتوں کے اندر کھانے کی کوئی چیز رہ گئی تھی اس کو نگل گیا، اگر چنے سے کم ہے نماز فاسد نہ ہوئی مکروہ ہوئی اور چنے برابر ہے تو فاسد ہو گئی۔(بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۶۱۴ مکتبۃ المدینہ کراچی) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر محمد امتیاز قمر رضوی امجدی عفی عنہ

(نماز کے درمیان منھ میں بلغم آیا تو کیا نماز فاسد ہوگئی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز کے درمیان منھ میں بلغم آیا تو نگلنے سے نماز ہوگی یا نہیں؟

المستفی:۔راج محمد قادری بلیاوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

دوران نماز منھ میں بلغم آیا اور اسے نگل گیا جب بھی نماز ہو جائے گی اسلئے کہ بلغم کی قے وضو کو نہیں توڑتی جتنی بھی ہو! حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ بلغم کی قے وضو کو نہیں توڑتی جتنی بھی ہو۔(بہار شریعت جلد اول حصہ دوم صفحہ ۳۰۶ ،وضو کا بیان، مسئلہ نمبر ۲۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مدثر جاوید رضوی

(کیا ایک رکن میں کئی بار کھجانے سے نماز مکروہ ہو جاتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک رکن میں کئی بار کھجانے سے نماز مکروہ ہو جاتی ہے؟ مثلاً قیام میں یا قعدہ میں کئی بار کھجایا تو کیا حکم ہے؟

المستفی:۔رضوان احمد گریڈیہ جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ایک رکن میں تین یا تین بار سے زائد کھجانے کی صورت میں نماز مکروہ نہیں بلکہ فاسد ہو جاتی ہے یعنی ایک قیام میں یا ایک قعدہ میں تین بار کھجایا تو نماز فاسد ہوگئی حضور فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں یعنی اس طرح کھجا کر ہاتھ ہٹایا پھر کھجایا پھر ہٹایا اسی طرح تین بار کیا اور اگر ایک مرتبہ ہاتھ رکھ کر کئی بار حرکت دی تو یہ ایک ہی مرتبہ کھجلانا ہوا اس صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی جیسا کہ فتاوی عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر صفحہ ۹۷ ر میں ہے

"اذا حك ثلاثا فی رکن واحد تفسد صلاته هذا اذا رفع یده فی کل مرة۔ اما اذا لم یرفع فی کل مرة فلا تفسد کذا فی الخلاصة۔ (فتاوی فیض الرسول جلد ا رصفحہ ۳۵۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری رضوی

(نماز کے درمیان امام کو ہوا خارج ہوئی تو کیا کرے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز کے دوران امام صاحب کو ہوا خارج ہوئی تو اب کیا کریں؟ **المستفی**:۔سلمان رضا قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز کے درمیان امام صاحب کو ہوا خارج ہوئی تو امام کو چاہیئے کہ وہ ناک بند کر کے پیٹھ جھکا کر پیچھے ہٹے اور اشارے سے کسی مقتدی کو اپنا خلیفہ بنائے۔حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ جب امام کو حدث ہو جائے تو ناک بند کر کے پیٹھ جھکا کر پیچھے ہٹے اور اشارے سے کسی مقتدی کو اپنا خلیفہ بنائے۔خلیفہ بنانے میں کسی سے بات نہ کرے۔(بہار شریعت جلد اول حصہ سوم صفحہ ۶۰۰)ابو داؤد ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے راوی ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب کوئی نماز میں بے وضو ہو جائے تو ناک پکڑ لے اور چلا جائے۔

(بہار شریعت جلد ا رح ۳ ص ۵۹۵)

نوٹ:۔خلیفہ بنانے کی کئی شرطیں ہیں جو کہ بہار شریعت جلد اول حصہ سوم صفحہ ۵۹۵/۵۹۶/ پر مذکور ہے اگر ان شرائط کے ساتھ بنا سکے تو ٹھیک ہے ورنہ سرے سے نماز پڑھے لہذا اس طرح بنانا بہت مشکل ہوگا اس لئے بہتر یہی ہے کہ پھر سے نماز پڑھے اور مزید تفصیل کے لئے فتاوی فیض الرسول جلد اول صفحہ ۳۴۳/۳۴۴/ دیکھیں۔واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مدثر جاوید رضوی

(نمازی نے دوران نماز قبلہ سے سینہ پھیر لیا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نمازی نے دوران نماز قبلہ سے سینہ پھیر لیا قصداً یا سہواً تو نماز ہوگی یا نہیں اور اگر صرف چہرہ پھیرا تو کیا حکم ہے

المستفی:۔عبدالقدوس بنگال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

قبلہ سے قصداً سینہ پھیرا تو نماز نہ ہوگی اگر چہ فوراً قبلہ کی طرف ہو جائے اور اگر سہواً پھر گیا اور تین تسبیح کی مقدار وقفہ ہوگیا تو نماز نہ ہوگی اور اگر تین تسبیح کے مقدار وقفہ نہ ہوا تو نماز ہو جائے گی اور اگر صرف چہرہ پھیرا تو واجب ہے کہ فوراً قبلہ کی طرف کرلے نماز ہو جائے گی حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں مصلّی نے قبلہ سے بلا عذر قصداً سینہ پھیر دیا، اگر چہ فوراً ہی قبلہ کی طرف ہوگیا، نماز فاسد ہوگئی اور اگر بلا قصد پھر گیا اور بقدر تین تسبیح کے وقفہ نہ ہوا، تو ہوگئی۔

نیز فرماتے ہیں اگر صرف مونھ قبلہ سے پھیرا، تو اس پر واجب ہے کہ فوراً قبلہ کی طرف کرلے اور نماز نہ جائے گی، مگر بلا عذر مکروہ ہے۔(بہار شریعت حصہ ۳ صفحہ ۴۹۱ مطبوعہ دعوت اسلامی)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری رضوی

(مقتدی نماز میں ہلکی نیند سے سوتا ہو تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید جب امام کی اقتداء میں نماز پڑھتا ہے تو اکثر سو جاتا ہے اور جب امام اللہ اکبر کہتا ہے تو فوراً امام کی متابعت کرتا ہے اور امام جس رکن کی طرف منتقل ہوتا ہے زید بھی ہو جاتا ہے تو اس صورت میں زید کی نماز میں کوئی کمی واقع ہوگی یا نہیں؟ **المستفی:۔جعفر علی پورنوی**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زید اگر ایک رکن مکمل سونے میں گزار دیتا ہے اور امام کے ساتھ دوسرے رکن کی طرف منتقل ہو جاتا ہے تو اس کی نماز نہ ہوگی اور اگر بقدر واجب اس رکن کو بیداری میں ادا کر لینے کے بعد سو جاتا ہے پھر امام کے ساتھ دوسرے رکن کی طرف منتقل ہوتا ہے تو نماز ہو جائے گی حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ ردالمحتار وغیرہ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں پورا قعدۂ اخیرہ سوتے میں گزر گیا بعد بیداری بقدر تشہد بیٹھنا فرض ہے، ورنہ نماز نہ ہوگی، یونہیں قیام، قرأت، رکوع، سجود میں اوّل سے آخر تک سوتا ہی رہا، تو بعد بیداری ان کا اعادہ فرض ہے، ورنہ نماز نہ ہوگی اور سجدۂ سہو بھی کرے، لوگ اس میں غافل ہیں خصوصاً تراویح میں و گرمیوں میں ۔(بہار شریعت حصہ ۳/صفحہ ۵۱۵/مطبوعہ دعوت اسلامی)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری رضوی

(عورت مرد کے برابر کھڑی ہو کر نماز پڑھے تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مرد گھر میں نماز پڑھتا ہو اور عورت اس کے برابر میں آ کر اپنی نماز پڑھنے لگی تو مرد کی نماز ہوگی یا نہیں؟ اور یہ بھی بتادیں کہ عورت اگر مرد کے برابر کھڑی ہو تو مرد کی نماز نہیں ہوتی ہے؟ اس کی بھی وضاحت فرمادیں عین وکرم ہوگا۔

المستفی:۔محمد عارف اورنگ آباد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مرد کے نماز شروع کرنے کے بعد عورت آ کر برابر میں کھڑی ہوگئی اگر مرد نے اسے پیچھے ہٹنے کا اشارہ کیا اور وہ نہ ہٹی تو مرد کی نماز ہو جائے گی لیکن عورت کی نہیں۔اور اگر پیچھے ہٹنے کا اشارہ نہ کیا تو مرد کی بھی نہیں ہوگی۔جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ ردالمحتار کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں"مرد کے شروع کرنے کے بعد عورت آ کر برابر کھڑی ہوگئی اور اس نے اِمامت عورت کی نیت بھی کرلی ہے، مگر شریک ہوتے ہی پیچھے ہٹنے کو اشارہ کیا مگر نہ ہٹی تو عورت کی نماز جاتی رہے گی مرد کی نہیں، یوہیں اگر مقتدی کے برابر کھڑی ہوئی اور اشارہ کردیا اور نہ ہٹی تو عورت ہی کی نماز فاسد ہوگی۔(بہار شریعت حصہ ۳ صفحہ ۵۹۲ مطبوعہ دعوت اسلامی)

عورت اگر مرد کے برابر کھڑی ہو تو مرد کی نماز نہیں ہوتی اس کے لئے بھی کچھ شرائط ہیں اور ان شرطوں کا جاننا ضروری ہے ہر جگہ فساد نماز کا ہی حکم نہ ہوگا جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ درمختار، ردالمحتار، فتاوی عالمگیری وغیرہا کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں"عورت اگر مرد کے محاذی ہو تو مرد کی نماز جاتی رہے گی۔اس کے لئے چند شرطیں ہیں (۱) عورت مشتہاۃ ہو یعنی اس قابل

ہو کہ اس سے جماع ہو سکے، اگر چہ نابالغہ ہو اور مشتہات میں سن کا اعتبار نہیں نو برس کی ہو یا اس سے کچھ کم کی، جب کہ اُس کا جُثہ اس قابل ہو اور اگر اس قابل نہیں، تو نماز فاسد نہ ہوگی اگر چہ نماز پڑھنا جانتی ہو۔ بڑھیا بھی اس مسئلہ میں مشتہاۃ ہے وہ عورت اگر اس کی زوجہ ہو یا محارم میں ہو، جب بھی نماز فاسد ہو جائے گی، (۲) کوئی چیز اُنگلی برابر موٹی اور ایک ہاتھ اونچی حائل نہ ہو، نہ دونوں کے درمیان اتنی جگہ خالی ہو کہ ایک مرد کھڑا ہو سکے، نہ عورت اتنی بلندی پر ہو کہ مرد کا کوئی عضو اس کے کسی عضو سے محاذی نہ ہو، (۳) رکوع سجود والی نماز میں یہ محاذات واقع ہو، اگر نماز جنازہ میں محاذات ہوئی تو نماز فاسد نہ ہوگی، (۴) وہ نماز دونوں میں تحریمۃً مشترک ہو یعنی عورت نے اس کی اقتدا کی ہو یا دونوں نے کسی امام کی، اگر چہ شروع سے شرکت نہ ہو تو اگر دونوں اپنی اپنی پڑھتے ہوں تو فاسد نہ ہوگی، مکروہ ہوگی، (۵) ادا میں مشترک ہو کہ اس میں مرد اس کا امام ہو یا ان دونوں کا کوئی دوسرا امام ہو جس کے پیچھے ادا کر رہے ہیں، حقیقۃً یا حکماً مثلاً دونوں لاحق ہوں کہ بعد فراغ امام اگر چہ امام کے پیچھے نہیں مگر حکماً امام کے پیچھے ہی ہیں اور مسبوق امام کے پیچھے، نہ حقیقۃً ہے نہ حکماً بلکہ وہ منفرد ہے، (٦) دونوں ایک ہی جہت کو متوجہ ہوں اگر جہت بدل جائے، جیسے تاریک شب میں کہ پتہ نہ چلتا ہو ایک طرف امام کا موتھ ہے اور دوسری طرف مقتدی کا یا کعبہ معظمہ میں پڑھی اور جہت بدلی ہو تو نماز ہو جائے گی، (۷) عورت عاقلہ ہو، مجنونہ کی محاذات میں نماز فاسد نہ ہوگی، (۸) امام نے اِمامت زناں کی نیّت کر لی ہو، اگر چہ شروع کرتے وقت عورتیں شریک نہ ہوں اور اگر اِمامت زناں کی نیت نہ ہو تو عورت ہی کی فاسد ہوگی مرد کی نہیں، (۹) اتنی دیر تک محاذات رہے کہ ایک کامل رکن ادا ہو جائے یعنی بقدر تین تسبیح کے، (۱۰) دونوں نماز پڑھنا جانتے ہوں (۱۱) مرد عاقل بالغ ہو۔ (بہار شریعت حصہ ۳ صفحہ ۵۷۸ مطبوعہ دعوت اسلامی)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری

(نماز میں درد سے رویا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز میں درد،وتکلیف ومصیبت کے باعث رویا اور آواز پیدا ہوئی تو نماز میں کوئی کمی واقع ہوگی یا نہیں؟ اور بیماری کے سبب آہ اوہ کی آواز بے اختیار نکلنے کی صورت میں نماز ہوگی یا نہیں؟ **المستفتی:۔حسن آرا**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

درد وتکلیف اور مصیبت میں آواز سے رویا اور رونے کے سبب حروف پیدا ہوئے تو نماز فاسد ہوجائے گی اور اگر بے آواز کے رویا صرف آنسو ہی نکلے تو کوئی حرج نہیں۔حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں آہ،اوہ،اُف،تف یہ الفاظ درد یا مصیبت کی وجہ سے نکلے یا آواز سے رویا اور حرف پیدا ہوئے،ان سب صورتوں میں نماز جاتی رہی اور اگر رونے میں صرف آنسو نکلے آواز وحروف نہیں نکلے،تو حرج نہیں۔(بہار شریعت حصہ ۳ صفحہ ۶۱۲ مطبوعہ دعوت اسلامی)

اور مریض کے زبان سے بے اختیار آہ اوہ نکلنے کے سبب نماز فاسد نہ ہوگی حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ درمختار کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں مریض کی زبان سے بے اختیار آہ،اوہ نکلی نماز فاسد نہ ہوئی،یوہیں چھینک کھانسی جماہی ڈکار میں جتنے حروف مجبوراً نکلتے ہیں،معاف ہیں۔(بہار شریعت حصہ ۳ ص ۶۱۲)واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری رضوی

(نماز میں آلہ منتشر ہوگیا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ دوران نماز بیوی سے جماع کرنے کا خیال اس قدر آیا کہ آلہ منتشر ہوگیا تو نماز ہوگی یا نہیں؟ **المستفتی:۔** صادق علی رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

دوران نماز اگر بیوی سے جماع کا خیال اس قدر آیا کہ آلہ منتشر ہوگیا تو اگر منی نکلی غسل واجب ہے اور اگر مذی نکلی تو وضو کرے اور اگر فقط آلہ منتشر ہوا اور کسی طرح کا کوئی رطوبت نہیں نکلا تو نماز ہوجائے گی۔ بہار شریعت میں ہے: نماز میں موجب غسل پایا گیا، مثلاً تفکر وغیرہ سے انزال ہوگیا تو بنا نہیں ہوسکتی، سرے سے پڑھنا ضروری ہے۔(بہار شریعت جلد اول حصہ سوم صفحہ ۵۹۹ رالمکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

غلام محمد صدیقی فیضی ارشدی

(باریک دوپٹہ اوڑھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عورت اس طرح دوپٹہ اوڑھ کر نماز پڑھے کہ بال کی سیاہی چمک رہی ہو تو نماز ہوگی یا نہیں؟ **المستفیه**:۔زینب بانو اترولہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز میں ستر چھپانا شرط ہے،اور بال بھی ستر عورت میں شامل ہے اسلئے اس قدر باریک دوپٹہ اوڑھ کر نماز نہ ہوگی جیسا کہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں "فی الدر المختار ساتر لا یصف ما تحته درمختار میں ہے چھپانے والی چیز وہ ہے جو اپنے اندر کی چیز کو ظاہر نہ کرے۔(درمختار باب شروط الصلوۃ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۲۲)

فی ردالمحتار بان لایری منه لون البشرۃ"،ردالمحتار میں ہے بایں طور پر کہ اس سے جسم کا رنگ دکھائی نہ دے۔(ردالمحتار باب شروط الصلوۃ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۳۰۲)

مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ عورتوں کا وہ دوپٹہ جس سے بالوں کی سیاہی چمکے مفسدِ نماز ہے۔(فتاوی رضویہ جلد ۶/ص ۲۹/دعوت اسلامی) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

تاج محمد قادری واحدی

(امام دوسرے کو خلیفہ کیا تو کیا بعد وضو پھر امامت کر سکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام صاحب کا دوران نماز وضو ٹوٹ جاتا ہے بکر جو کہ عالم دین تھے انہیں اپنا خلیفہ بنا کر وضو کرنے چلے گئے بعد وضو آ کر بحیثیت مقتدی شامل ہو گئے تو امام و مقتدیوں کی نماز ہوئی یا نہیں؟ عمر کا کہنا ہے کہ جب امام اول آ گئے تھے تو انہیں ہی امامت کرنی چاہیئے؟ **المستفی:**۔(حافظ) زین العابدین کلکتہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز امام و مقتدی سب کی ہو گئی کیونکہ جب امام اول نے بکر کو خلیفہ بنا دیا اور بکر نے نماز مکمل کر دی تو حرج نہیں، اور عمر کا یہ کہنا کہ امام اول کو بعد میں امامت کرنی چاہیئے یہ غلط ہے کہ جب امام اول نے خلیفہ بنا دیا تو اب ان کا حق نہ رہا، سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ امام کا نماز میں وضو ٹوٹ گیا اور امام رکوع اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ كَانَ پڑھ رہا تھا اور جو خلیفہ امام نے بنایا اس کو رکوع مذکور یاد نہیں تھا اب وہ خلیفہ کوئی سورت یعنی اخلاص یا اور کوئی سورت پڑھے تو نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ اور وضو کے بعد امام اپنی جگہ پر آ سکتا ہے یا نہیں؟ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ جواب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ نماز ہو جائے گی اور امام کے خلیفہ نے جتنی پڑھی اُتنی پڑھ کر اگر خلیفہ نماز میں ملے اس کا شریک ہو جائے، یہ نہیں ہو سکتا کہ باقی نماز میں اسے ہٹا کر خود امام ہو جائے۔

(فتاوی رضویہ جلد ۷ ص ۲۵۳ / دعوت اسلامی) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

تاج محمد قادری واحدی

(کیا سجدہ میں ناک لگانا ضروری ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سجدے میں اگر ناک زمین پر نہ لگے تو نماز میں کوئی فرق آئے گا یا نہیں؟ **المستفی:۔محمد عالم رضا مرادآبادی پی**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ایسی نماز کا اعادہ واجب ہے کیوں کہ سجدہ میں ناک کی ہڈی کا لگنا ضروری ہے فتاویٰ ہندیہ میں ہے"وَكَمَالُ السُّنَّةِ فِي السُّجُودِ وَضْعُ الْجَبْهَةِ وَالْأَنْفِ جَمِيعًا وَلَوْ وَضَعَ أَحَدَهُمَا فَقَطْ إِنْ كَانَ مِنْ عُذْرٍ لَا يُكْرَهُ وَإِنْ كَانَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَإِنْ وَضَعَ جَبْهَتَهُ دُونَ أَنْفِهِ جَازَ إِجْمَاعًا وَيُكْرَهُ إِنْ كَانَ بِالْعَكْسِ فَكَذَلِكَ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ وَقَالَا: لَا يَجُوزُ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى"سجدے کا سنتی طریقہ یہ ہے کہ پیشانی اور ناک دونوں سجدے میں لگادے اور اگر صرف ایک لگا دیے تو اگر عذر ہے تو مکروہ نہیں اور اگر عذر نہیں ہے تو اگر پیشانی لگائی اور اگر ناک نہ لگائی تو بالاجماع جائز ہے اور مکروہ ہے اگر ناک لگائی اور پیشانی نہ لگائی تو امام اعظم کے نزدیک یہی حکم ہے مگر امام محمد اور امام ابو یوسف کے نزدیک جائز نہیں۔

(جلد اول،کتاب الصلوۃ،ص ۷۷،بیروت لبنان) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ حنفی بریلوی

(لحن جلی سے نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ لحن جلی اور خفی میں کیا فرق ہے اور لحن جلی وخفی نماز میں تلاوت کرنے پر نماز ہوگی یا نہیں؟ **المستفی**:۔غلام احمد رضا خلیل آبادیو پی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

لحن جلی بڑی غلطی کو کہتے ہیں مثلاً حرکات کا بدل جانا مثلاً یعنی زبر کا زیر وپیش کا زبر کردینا اسی طرح مشدد کو مخفف ومخفف کو مشدد ہو جانا اسی طرح الفاظ کا بدل جانا مثلا، ق ،کو ،ک ، سے ،ع ،کو ،ا، سے ، ث ،کو ،س ، سے ط ت سے وغیرہ وغیرہ یا ایک مکمل لفظ کا دوسرے لفظ سے بدل جانا یا پورے کلمات کا ایک دوسرے سے بدل جانا اسی طرح متحرک کو ساکن وساکن کو متحرک کرنا یہ سب لحن جلی کہلاتا ہے اس قاعدہ کلیہ یہ اگر تلاوت کرتے یہ اغلاط ہو جائیں اور معانی میں فساد واقع ہو جائے تو ایسی صورت میں نماز نہیں ہوگی ورنہ ہو جائے گی۔

لحن خفی کہتے ہیں غنہ، اخفاء، اظہار، اقلاب، وغیرہ نہ کرنا اس صورت میں نماز ہو جائے گی تفصیل کے لئے بہار شریعت حصہ ۳ رقرآت میں غلطی ہو جانے کا بیان دیکھیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ حنفی بریلوی

(قرآت میں غلطی ہوئی پھر دوسری جگہ سے پڑھا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام صاحب قرأت کر رہے تھے اور آیت کو غلط پڑھ دیا اور آگے یاد نہیں آیا پھر دوسری سورۃ پڑھ کر آخر میں سجدہ سہو کر لیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

المستفی:۔ صابر علی بنارس

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر غلط آیت پڑھنے سے معنیٰ فاسد ہو گئے تو دوسری سورۃ پڑھنے اور سجدہ سہو کرنے سے بھی نماز نہیں ہوئی اور اگر معنیٰ فاسد نہ ہوئے اور دوسری سورۃ پڑھ کر نماز مکمل کی تو اس صورت میں سب کی نماز ہوگئی سجدہ سہو کی بھی حاجت نہیں لیکن جن مقتدیوں کی کچھ رکعت چھوٹ گئی ہوں اور انہوں نے سجدۂ سہو امام کے ساتھ کر لیا تو ان کی نماز ہوئی ہی نہیں۔حضور فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں" امام صاحب نے اگر ایسا غلط پڑھا کہ جس سے معنیٰ فاسد ہو گئے تو اسے چھوڑ کر دوسری آیت کریمہ پڑھنے اور سجدہ سہو کرنے سے بھی نماز نہیں ہوئی اور اگر معنیٰ فاسد نہ ہوئے تھے تو سجدہ سہو کی بھی ضرورت نہیں سب کی نماز ہوگئی۔لیکن جس مقتدی کی کچھ رکعت چھوٹ گئی تھیں اگر وہ امام کے ساتھ سجدہ سہو میں شریک رہا تو فعل لغو میں اتباع کے سبب اس کی نماز باطل ہوگئی فتاویٰ قاضی خان میں ہے"اذا ظن الامام ان علیه سهوا فسجد للسهو وتابعه المسبوق فی ذالك ثم علم ان الامام لم یكن علیه سهواً الا شهر ان صلاته تفسد (فتاوی فیض الرسول جلد ا رصفحہ ۳۵۲) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری رضوی

(دوران نماز فون کاٹ سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید حالت نماز میں تھا اتنی ہی میں کسی کا فون آگیا تو ایک ہاتھ سے فون کاٹ سکتے ہیں یا نہیں؟ **المستفتی:۔محمد وقار احمد رضوی**

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حالت نماز میں کسی کا فون آجائے اور ان کے موبائل کی گھنٹی بجنے لگے تو ایسی صورت میں موبائل کو جیب کے اوپر سے ہی موبائل کی گھنٹی کو بند کرنا جائز و درست ہے بشرطیکہ عمل کثیر کئے بغیر گھنٹی بند کرنا ممکن ہو! جس طرح دوران نماز وقت ضرورت کھجانے (کھجلانے) یا ٹوپی وغیرہ سر سے گر جائے تو اٹھا لینا افضل ہے۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ ایک رکن (مثلاً قیام یا رکوع یا سجود وغیرہ) میں تین بار کھجلانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے کیونکہ تین بار کھجلانا عمل کثیر ہے۔ جو کہ نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔ جس طرح ایک رکن میں ایک آدھ بار کھجانا یا ٹوپی وغیرہ سر سے گر جائے تو اٹھا لینا عمل قلیل ہے جس سے نماز نہیں ٹوٹتی ٹھیک اسی طرح ایک رکن مثلاً رکوع میں یا قیام و سجود میں ایک آدھ بار حالت نماز میں فون آجائے تو موبائل کی گھنٹی کو بند کرنے سے بھی نماز نہیں ٹوٹتی ہے۔ (عام کتب فقہ وفتاوی)

اور حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ نماز میں ٹوپی گر پڑی تو اٹھا لینا افضل ہے جب کہ عمل کثیر کی حاجت نہ پڑے ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی اور بار بار اٹھانی پڑے تو چھوڑ دے اور نہ اٹھانے سے خضوع مقصود ہو تو نہ اٹھانا افضل ہے۔ (بہار شریعت جلد اول حصہ سوم صفحہ ۶۳۱) واللہ تعالی اعلم

کتبہ

محمد مدثر جاوید رضوی

(نماز پڑھنے کے درمیان وقت ختم ہوگیا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید ظہر کی نماز فرض کی چار رکعات پڑھ ہی رہا تھا کہ ظہر کا وقت ختم ہوگیا پھر بھی اس نے نماز پوری کرلی اب بکر کہتا ہے کہ تمہاری نماز فاسد ہوگئی ظہر کا وقت ختم ہوتے ہی اب تمہیں ظہر کی قضا پڑھنی ہوگی اور زید کہتا ہے میری نماز فاسد نہیں ہوئی اور اسکی قضا بھی ضروری نہیں میرے او پر اب مفتیان کرام کی بارگاہ میں عرض یہ ہے کہ زید کی نماز فاسد ہوئی یا نہیں؟

المستفتی:۔محمد بلال رضا جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں نماز ہوگئی۔قضا پڑھنے کی حاجت نہیں کیوں کہ وقت میں تحریمہ باندھ لینے سے فجر جمعہ اور عیدین کے علاوہ دیگر نمازیں ہوجاتی ہیں، مجمع الأنھر میں ہے، وإلى أنه لو شرع فى الوقتية عند الضيق ثم خرج الوقت فى خلالها لم تفسد" (مجمع الأنہر فی شرح ملتقی الأبحر جلد اول صفحہ ۲۱۶)

اور بہار شریعت میں ہے، وقت میں اگر تحریمہ باندھ لیا تو نماز قضا نہ ہوئی بلکہ ادا ہے۔ مگر نماز فجر و جمعہ وعیدین کہ ان میں سلام سے پہلے بھی اگر وقت نکل گیا نماز جاتی رہی۔(جلد اول حصہ چہارم صفحہ ۷۰۶) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(وَاِذَا قَامُوۡۤا اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوۡا کُسَالٰی یُرَآءُوۡنَ النَّاسَ وَلَا یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ اِلَّا قَلِیۡلًا)

اور جب نماز کو کھڑے ہوں تو ہارے جی سے لوگوں کا دکھاوا کرتے ہیں اور اللہ کو یاد نہیں کرتے مگر تھوڑا۔

(کنزالایمان، سورۃ النساء ۱۴۲)

مکروہات کا بیان

۱۷ رفتاویٰ

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

(داڑھی منڈانے والے کی نماز کا کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو مرد داڑھی مُنڈائے اسکی خود اپنی نماز درست ہوتی ہے یا نہیں؟ **المستفتی:** محمد افروز، اندور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

داڑھی منڈے کی نماز ہو جاتی ہے مگر مکروہ تحریمی ہوتی ہے۔سیدی سرکار اعلٰی حضرت فرماتے ہیں: داڑھی منڈانا فسق ہے اور فسق سے متلبس ہو کر بلا توبہ نماز پڑھنا باعث کراہت نماز ہے جیسے ریشمی کپڑے پہن کر یا صرف پاجامہ پہن کر،اور داڑھی منڈانے والا فاسق معلن ہے۔ نماز ہو جانا بایں معنی ہے کہ فرض ساقط ہو جائے گا۔(فتاوی رضویہ،ج۶ص۶۲۷،رضا فاؤنڈیشن)

فتاوی بحر العلوم میں ہے: داڑھی منڈے کی نماز ہوتی تو ہے مگر مکروہ تحریمی ہوتی ہے کہ دوبارہ عیب دور کرکے دہرائی جائے۔

درمختار میں ہے: "کل صلاۃ ادیت مع الکراھۃ تجب اعادتھا" جو نماز مکروہ پڑھی گئی اس کا دہرانا واجب ہے۔مگر اس نے تو داڑھی منڈا رکھی ہے،دوبارہ صحت کے ساتھ پڑھے گا کیسے؟البتہ داڑھی منڈانے پر توبہ کرکے پڑھے تو اور بات ہے۔مختصر یہ ہے کہ اس طرح نماز پڑھنے کے بعد بھی آخرت میں مواخذہ ہوگا اگر صحیح طریقہ سے دہرایا نہیں۔ہاں اس کا عذاب تارک الصلوۃ کے عذاب سے کم ہوگا۔(فتاوی بحر العلوم،ج۱ص۴۴۴)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

ابو کوثر محمد ارمان علی قادری جامعی

(ماسک لگانے سے نماز ہو جائے گی یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا ماسک پہن کر نماز پڑھ سکتے ہیں؟ نماز ہو گی یا نہیں؟ جواب دے کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں

المستفتی:۔قاری محمد اظہر حسین چشتی سرواڑ شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بحالت نماز ماسک لگانے سے نماز کی صحت پر کوئی اثر پڑے گا یا نہیں اس بارے میں مقالہ نگار حضرات کے تین قول ہیں۔

قول اول:۔حالت نماز میں ماسک لگانے سے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی احادیث کریمہ اور اقوالِ فقہا سے یہی مستفاد ہے" عن ابی ہریرۃ قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یغطی الرجل فاہ فی الصلوۃ" (ابن ماجہ کتاب الصلوۃ باب مایکرہ فی الصلوۃ)

اسی طرح ابوداؤد میں ہے" عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن السدل فی الصلوۃ وان یغطی الرجل فاہ" (کتاب الصلوۃ باب السدل فی الصلوۃ)

اور مبسوط للسرخسی میں ہے" ویکرہ فی الصلوۃ تغطیۃ الفم" (مکروہات الصلوۃ ص ۱۳)

اور بحر الرائق میں ہے" ومن المکروہ التلثم وھو تغطیۃ الانف والوجہ فی الصلوۃ لانہ یشبہ فعل المجوس حال عبادتھم النیران" (ج:۲/ص:۲۷/باب قص شعر الرأس فی الصلوۃ)

قول اول کے قائلین مندرجہ ذیل مفتیان کرام ہیں:۔(۱)مفتی محمد کمال اختر (۲)مفتی محمد شاہد علی (۳)مفتی محمد صدیق حسن (۴)مفتی سید سلیم باپو (۵)مفتی محمد مزمل (۶)مفتی محمد ابوالحسن (۷)مفتی محمد شمشاد حسین (۸)مفتی غلام احمد رضا (۹)مفتی شہزاد عالم صاحبان۔

قول دوم:۔حالت نماز میں ماسک لگانے کی دوصورتیں ہیں پہلی صورت حکومت یا انتظامیہ کی طرف سے ماسک لگانا لازم قرار دیا گیا ہو تو ایسی صورت میں نمازی ماسک لگانے پر مجبور ہے۔ لہٰذا نماز بلا کراہت ہو جائے گی فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے" یکرہ للمصلی ان یغطی فاہ وفی الخانیۃ وأنفہ من الصلوۃ وھٰذا الذی ذکرنا فی غیر حالۃ العذر"

(ج۲ص۱۹۹)

اور بحرالرائق میں ہے" ان تغطیۃ الفم منھی عنھا فی الصلوۃ لما رواہ ابوداؤد وغیرہ وانما ابیحت للضرورۃ"

دوسری صورت بلا عذر اور بلا مجبوری حالت نماز میں ماسک لگانے سے مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے جیسا کہ قول اول کے دلائل سے اس کی وضاحت ہوتی ہے اور درمختار میں ہے "کل صلوۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا"

قول دوم کے قائلین یہ حضرات ہیں:۔(۱)مفتی حبیب اللہ (۲)مفتی عالمگیر (۲)مفتی شہاب الدین (۳)مفتی عبدالرحمن (۴)مفتی انیس عالم (۵)مفتی خورشید عالم (۶)مفتی یونس رضا (۷)مفتی بلال انور (۸)مفتی نعیم جمال مصطفیٰ (۹)مفتی ابوطالب (۱۰)مفتی شفیق احمد شریفی (۱۱)مفتی سید اکرام الحق (۱۲)مفتی انور نظامی (۱۳)مفتی اختر حسین (۱۴)مفتی رفیق عالم (۱۵)مفتی شہید عالم صاحبان۔

قولِ سوم:۔حالت نماز میں ماسک لگانے سے نماز بلا کراہت ہو جائے گی اس لئے کہ وجہ کراہت تشبہ بالمجوس ہے اور یہاں تشبہ نہیں پائی جارہی ہے اس کے قائل (۱)مفتی شمشاد احمد (۲)مفتی

عبدالقادر رصاحبان ہیں (ماہنامہ جامعۃ الرضا شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ بریلی شریف صفحہ نمبر ۳۶/۳۷ از ابو یوسف محمد قادری جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی)

اس سے معلوم ہوا کہ حالت نماز میں بلا حاجت وضرورت ماسک لگانے سے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی اور اگر حکومت یا انتظامیہ کی طرف سے ماسک لگانا لازم قرار دیا گیا ہو تو ایسی صورت میں ماسک لگانے پر نمازی مجبور ہے تو نماز بلا کراہت ہو جائے گی جیسا کہ سطور بالا میں مقتیان کرام کے دلائل سے ظاہر و باہر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

ابوالاحسان محمد مشتاق احمد قادری رضوی

(چادر اوڑھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سردیوں میں ٹھنڈ کی وجہ سے لوگ چادر اوڑھ کر نماز پڑھتے ہیں اس طرح سے کہ ہاتھ چادر کے اندر ہوتے ہیں۔تو کیا نماز ہو جائے گی؟ جواب عنایت فرمائیں۔ **المستفتی:۔محمود احمد قادری جموں وکشمیر**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سردی میں ٹھنڈ کی وجہ سے اس طرح چادر اوڑھ کر نماز پڑھنا کہ ہاتھ بھی باہر نہ ہو مکروہ تحریمی ہے،۔اور اگر اس طرح چادر اوڑھ کر نماز پڑھے کہ ہاتھ باہر ہو تو بلا کراہت جائز ہے۔جبکہ دونوں کنارے لٹکتے نہ ہوں مثل صدل جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ الرحمن مکروہات نماز کے بیان میں تحریر فرماتے ہیں کپڑے میں اس طرح لپٹ جانا کہ ہاتھ بھی باہر نہ ہو مکروہ تحریمی ہے،علاوہ نماز کے بھی بے ضرورت اس طرح کپڑے میں لپٹنا نہ چاہئے اور خطرہ کی جگہ سخت ممنوع ہے۔(بہار شریعت مطبوعہ دعوت اسلامی، جلد ا، حصہ ۳،صفحہ ۶۲۶)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد چاند رضا اسمعیلی

(تانبا پیتل کے زیور کو پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا عورت پیتل یا تانبا کی بنی زیورات مثلاً گلے کا ہار کان کی بالی وغیرہ پہن سکتی ہے؟ اور اگر پہن سکتی تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اس کی نماز ہوگی یا نہیں؟ قرآن وآحادیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں

المستفتی: ۔محمد نوشاد رضوی سیہا پور بلرام پور یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

پیتل، تانبے، لوہے وغیرہ کے زیورات پہننا مرد وعورت دونوں کے لئے ناجائز وحرام ہے جیسا کہ حضور صدرالشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ انگوٹھی صرف چاندی ہی کی پہنی جاسکتی ہیں، دوسری دھات کی انگوٹھی پہننا حرام ہے، مثلاً لوہا، پیتل، تانبا، جست وغیرہا ان دھاتوں کی انگوٹھیاں مرد وعورت دونوں کے لئے ناجائز ہیں۔فرق اتنا ہے کہ عورت سونا بھی پہن سکتی ہے اور مرد نہیں پہن سکتا۔حدیث میں ہے کہ ایک شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پیتل کی انگوٹھی پہن کر حاضر ہوئے، (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا: کیا بات ہے کہ تم سے بت کی بو آتی ہے؟ انہوں نے وہ انگوٹھی پھینک دی پھر دوسرے دن لوہے کی انگوٹھی پہن کر حاضر ہوئے، فرمایا: کیا بات ہے کہ تم پر جہنمیوں کا زیور دیکھتا ہوں؟ انھوں نے اس کو بھی اتار دیا اور عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس چیز کی انگوٹھی بناؤں؟ فرمایا کہ چاندی کی اور اس کو ایک مثقال پورا نہ کرنا۔(بہار شریعت حصہ شانزدہم انگوٹھی اور زیور کا بیان)

حضرت علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہ الشامی تحریر فرماتے ہیں: فی الجوھرۃ والتختم بالحدید والصفر والنحاس والرصاص مکروہ للرجال والنساء"

(ردالمحتار ج ۵ ص ۲۳۹ / ماخوذ فتاوی فقیہ ملت جلد دوم صفحہ ۳۵۰)

پیتل، تانبا وغیرہ ان دھاتوں کے زیورات پہن کر نماز پڑھنا جائز نہیں جیسا کہ حضور اعلی حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی احکام شریعت حصہ دوم صفحہ ۱۷۰ میں تحریر فرماتے ہیں گھڑی کی زنجیر سونے چاندی کی مرد کو حرام اور دھاتوں کی ممنوع ہے اور جو چیزیں ممنوع کی گئی ہیں ان کو پہن کر نماز اور امامت مکروہ تحریمی ہے۔

(فتاویٰ فقیہ ملت جلد دوم صفحہ ۳۵۱) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خاں امجدی

(اگر امام محراب کے اندر ہو تو مقتدی کے نماز کا کیا حکم ہے؟)

اَلسَلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہُ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر امام محراب کے اندر ہو تو مقتدی کی نماز ہو جائے گی؟ اور محراب اونچا ہو اور مسجد کی زمین نیچی ہو تو نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی:۔محمد شہباز

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

امام کو پورے طور پر محراب میں کھڑے ہونا بایں طور کہ پاؤں بھی محراب کے باہر نہ ہو تو مکروہ تنزیہی ہے۔جیسا کہ بہار شریعت میں ہے: امام کو تنہا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے اور اگر باہر کھڑا ہوا محراب میں سجدہ کیا یا وہ تنہا نہ ہو بلکہ اس کے ساتھ کچھ مقتدی بھی محراب کے اندر ہوں تو کوئی حرج نہیں، یونہی اگر مقتدیوں پر مسجد تنگ ہو تو بھی محراب میں کھڑا ہونا مکروہ نہیں۔

(ج ۱ ح ۳ ص ۶۳۵)

حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ: امام کا تنہا بلند جگہ پر کھڑا ہونا مکروہ تحریمی ہے بلندی کی مقدار یہ ہے کہ دیکھنے میں اس کی اونچائی ظاہر وممتاز ہو پھر یہ بلندی قلیل ہو تو کراہت تنزیہ ورنہ ظاہر تحریم۔(بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۱۷۴) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مدثر جاوید رضوی

(ستون کے درمیان کھڑے ہو کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

اَلسَلامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسجد کے اندر جو پلر (کھمبا) ہوتا ہے تو اس کے درمیان میں کھڑے ہو کر جماعت سے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی:۔محمد تحسین رضا نوری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مسجد کے اندر جو پلر ہوتا ہے اس کے درمیان کھڑے ہو کر جماعت سے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے لیکن اگر مصلیوں کی کثرت کے باعث مسجد تنگ ہو جاتی ہو اس لئے پلر کے اغل بغل ہو تو یہ باعث کراہت نہیں یہ عذر کی وجہ سے معاف ہے۔

فتاوی رضویہ میں ہے: بے ضرورت مقتدیوں کا در میں صف قائم کرنا سخت مکروہ کہ یہ باعث قطع صف ہے اور قطع صف ناجائز ہاں اگر کثرت جماعت کے باعث جگہ میں تنگی ہو اس لئے مقتدی در میں اور امام محراب میں کھڑے ہوں تو کراہت نہیں۔(فتاوی رضویہ قدیم، ج ۳،ص:۴۲)واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مدثر جاوید رضوی

(صدری کا بٹن کھول کرنماپڑھنا کیسا ہے؟)

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حالت نماز میں صدری، عبا، شیروانی یا جیکٹ کا بٹن کھولے رکھنا کیسا ہے؟ مع حوالہ جات مفصل جواب مرحمت فرما کرمشکور ہوں۔

المستفتی:۔عبداللہ قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حالت نماز میں صدری، عبا، شیروانی یا جیکٹ کا بٹن کھول کا نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے جبکہ اس کے نیچے اور لباس سے جس سے سینہ چھپا ہو اور اگر اس کے نیچے کپڑا نہیں ہے جس سے سینا دکھ رہا تھا تو تحریمی ہے ایسا ہی بہار شریعت حصہ سوم کروہات کے بیان میں ہے۔

اور یہ مکروہ تنزیہی بھی اسی صورت میں ہے جبکہ وہاں کے عرف عام میں بٹن کھول کر نماز پڑھنے کو معیوب سمجھا جاتا ہو اور اگر وہاں کے عرف میں یہی رواج ہو یعنی معیوب نہ سمجھتے ہوں تو مکروہ بھی نہیں جیسا کہ سرکار اعلی حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ انگر کھے پر جو صدری یا چغہ پہنتے ہیں اور عرف عام میں اس میں بوتام وغیرہ بہت کم لگاتے ہیں اور اسے معیوب بھی نہیں سمجھا جاتا ہے تو اس میں حرج نہیں ہونا چاہیئے یہ خلاف معتاد نہیں۔(فتاوی رضویہ شریف جلد ۳/ ۴۴۷/ قدیم)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(رومال لٹکا کر نماز پڑھنے کا شرعی حکم؟)

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص ہے جو امامت کرتا ہے تو نماز میں رومال بڑی والی گلے میں لٹکا کر پڑھاتا ہے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے نماز ہوگی یا نہیں مدلل جواب عنایت فرمائیں المستفتی:۔شان محمد رضوی گھوسی مئو

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

رومال یا شال یا چادر کے دونوں کنارے دونوں مونڈھوں سے لٹکتے ہوں مکروہ تحریمی ہے اور ایک کنارہ دوسرے مونڈھے پر ڈال دیا اور دوسرا لٹک رہا ہے تو حرج نہیں اور اگر ایک مونڈھے پر ڈالا اس طرح کی ایک کنارہ پیٹھ پر لٹک رہا ہو اور دوسرا پیٹ پر تو یہ بھی مکروہ ہے ایسا ہی بہار شریعت حصہ سوم ص ۱۳۹ پر ہے۔

اور علامہ حصکفی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ" کرہ سدل تحریما للنہی ثوبہ ای ارسلہ بلا لبس معتاد و مندیل یرسلہ من کتفیہ فلو من احدھما لم یکرہ"
(درمختار مع شامی جلد دوم ص ۴۰۵)

اور اسی کے تحت علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں" اذا ارسل طرفا منہ علی صدرہ و طرفا علی ظھرہ یکرہ"

اور علامہ عبد القادر رافعی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ" قول الشارح فلو من احدھما لم یکرہ ای احد کتفیہ ولف الباقی علی عنقہ" (تقریرات رافعی جلد ثانی ص ۸۴)

اور جن صورتوں میں نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے انکا دہرانا واجب ہوتا ہے، درمختار مع شامی جلد ۲/ص ۱۴۷/ میں ہے"کل صلوۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا"

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد انیس الرحمن حنفی رضوی

(لحن جلی سے نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ لحن جلی ولحن خفی کیا ہے؟ کیا لحن جلی پڑھنے سے نماز نہیں ہوگی کیونکہ بہت سے علماء بھی لحن جلی پڑھتے ہیں اور عوام تو پڑھتی ہے لیکن سیکھنے کی کوشش بھی نہیں کرتی ہے تو ان سب کے بارے میں کیا حکم ہے؟ مدلل ومفصل جواب عنایت فرمائیں۔ **المستفتی:۔محمد شعیب ملک صاحب**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

لحن جلی،،حرکت میں تغیر وتبدل کرنا مثلاً زبر کو پیش، زیر کو زبر، پیش کو زبر یا زیر پڑھنا متحرک کو ساکن، یا ساکن کو متحرک پڑھنا مثلاً الحمد کی میم کو بجائے ساکن کے متحرک یعنی کوئی حرکت دیدینا مشدد کو مخفف یا مخفف کو مشدد پڑھنا مثلاً اِنّ کا نون ایک بار پڑھنا کمی وبیشی کرنا یعنی کسی لفظ کا گھٹانا یا بڑھا دینا یا بدل دینا یا کسی کلمے کو دوسرے کلمے سے بدل دینا(علیٰ ھذاالقیاس) (حاشیہ معرفۃ التجوید)

اسکے متعلق قاعدہ کلیہ ہے اگر معنیٰ میں فساد ہوا تو نماز نہ ہوئی ،اگر نہیں ہوا تو نماز ہو جائے گی لیکن احتیاطاً دوبارہ پڑھ لی جائے، تفصیل کے لئے بہار شریعت حصہ سوم دیکھیں۔

(قرأت میں غلطی ہوجانے کے مسائل)

لحن خفی،،مثلاً غنہ، اخفاء، اظہار، اقلاب، امالہ، وغیرہ کو ادا نہ کرنا انکے تعلق سے مسئلہ یہ ہے اگر بے موقع پڑھنا اور جہاں پڑھنا چاہئے وہاں نہ پڑھا تو نماز ہو جائے گی (لیکن ایسا

قصداً کرنا نہیں چاہئے)(بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۵۵۷)

رہی بات علماء کی جو لحن جلی کے ساتھ قرآن پڑھتے ہیں وہ سخت گنہگار ہیں اور سننے والے کو واجب ہے کہ ان کو بتائیں ،البتہ اگر بھول ہو جائے یا کوئی مجبوری مثلاً زبان میں لکنت وغیرہ ہو تو معاف ہے،لیکن کوشش جاری رکھے صحیح پڑھنے کی اور رہی عوام تو بقدر ضرورت سیکھنا فرض ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ بریلوی

(خانہ کعبہ کی چھت پر نماز پڑھنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ خانہ کعبہ کی چھت پر نماز پڑھنا کیسا ہے مع حوالہ جواب عنایت فرمائیں عین ونوازش ہوگی۔ **المستفتی**:۔اسحاق رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کعبہ معظمہ کی چھت پر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔چنانچہ علّامہ محمد بن عبد اللہ تمرتاشی حنفی متوفی ۱۰۰۴ھ اور علّامہ علاء الدین حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں: (يَصِحُّ فَرْضٌ وَنَفْلٌ فِيهَا وَفَوْقَهَا...وَإِنْ كُرِهَ الثَّانِي)لِلنَّهْيِ، وَتَرْكِ التَّعْظِيمِ۔ (تنویر الابصار وشرحہ الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ فی الکعبۃ)

اورصدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: کعبہ معظمہ کی چھت پر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔(بہارِ شریعت، حصہ ۴) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اُسامہ قادری

(کیا کالر والی قمیص پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا کالر والی قمیص پہن کر نماز پڑھنا پڑھانا مکروہ ہے؟ مفصل جواب عنایت فرمائیں۔ **المستفتی**:ازھر نورانی گونڈوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کالر والی قمیص پہن کر نماز پڑھنا یا پڑھانا جائز و درست ہے کیونکہ قمیص میں کالر عادت کے مطابق ہوتی ہے اور اس کو پہن کر بڑے لوگوں کے دربار میں جانا بے ادبی نہیں سمجھا جاتا۔

جیسا کہ محقق مسائل جدیدہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد نظام الدین رضوی صاحب فرماتے ہیں کالر کی وجہ سے نماز پر کوئی اثر نہیں کیونکہ شرٹ اور قمیص میں کالر عادت کے مطابق ہوتی ہے اور اس کو پہن کر بڑے لوگوں کے دربار میں جانا بے ادبی نہیں سمجھا جاتا اور اصل یہ ہے کہ جس طریقے کا لباس پہن کر بڑوں حاکموں اور افسروں کے دربار میں جانا صحیح ہو اور بے ادبی تصور نہ کیا جاتا ہو اس طرح کے لباس میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری ہو سکتی ہے لہٰذا کالر دار کرتا قمیص یا شرٹ پہن کر نماز پڑھ سکتے ہیں بہتر تو یہی ہے کی پوری آستین ہو لیکن اگر پوری آستین نہیں ہے تو بھی نماز ہو جائے گی ہاں خلاف اولیٰ ہوگی کالر اپنی وضع کے لحاظ سے موڑی ہوئی ہوتی ہے جو کف "ثوب" ہے یعنی کپڑے کو موڑنا، مگر کف ثوب وہ مکروہ تحریمی ہے جو عادت ناس کے خلاف ہو اور اس طور پر موڑ کر حاکموں کے دربار میں جانا بے ادبی سمجھا جاتا ہو، اور یہ کف ثوب جو کالر میں ہوتا ہے عادت ناس کے مطابق ہے اور کالر دار قمیص یا شرٹ پہن کر حاکموں کے دربار میں

جانا قطعاً بے ادبی نہیں سمجھا جاتا اس لئے یہ مکروہ نہیں بلا کراہت جائز ومباح ہے۔(سراج الفقہا کی دینی مجالس، کتاب الصلاۃ،صفحہ ۶۹ ناشر انجمن اسلامیہ)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

(ایک ہی، پیر، پروزن دیکر نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص ایک ہی،،پیر،،پروزن دیکر نماز پڑھے تو اس طرح نماز پڑھنا کیسا ہے؟ **المستفتی:۔**محمدرضوان احمداتر دیناجپور

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حالت نماز میں ایک پاؤں پر زور دینا اور کبھی دوسرے پاؤں پر زور دینا سنت ہے البتہ دائیں بائیں جھومنا مکروہ ہے جیسا کہ حضور صدرالشریعہ بدرالطریقہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں دائیں، بائیں جھومنا مکروہ ہے اور تراوح یعنی کبھی ایک پاؤں پر زور دیا کبھی دوسرے پر یہ سُنّت ہے اور اسی کے نیچے تحریر فرماتے ہیں اٹھتے وقت آگے پیچھے پاؤں اٹھانا مکروہ ہے اور سجدہ کو جاتے وقت داہنی جانب زور دینا اور اُٹھتے وقت بائیں پر زور دینا، مستحب ہے(بہار شریعت ح سوم،،ص ۶۳۴ ردعوت اسلامی)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد فرقان برکاتی امجدی

(ستونوں کے درمیان صف قائم کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ستونوں کے درمیان صف بنانا کیسا ہے؟ برائے مہربانی مکمل طور پر جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی

المستفتی:۔تنظیم الاسلام

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بلا ضرورت شرعیہ ستونوں کے درمیان صف قائم کرنا مکروہ تحریمی ہے لیکن اگر مصلیوں کی کثرت کے باعث مسجد تنگ ہوجاتی ہو اس لئے ستونوں کے درمیان کھڑے ہوں تو یہ باعث کراہت نہیں کہ یہ عذر کی وجہ سے معاف ہے۔

فتاوی رضوی شریف میں ہے "بے ضرورت مقتدیوں کا در میں صف قائم کرنا یہ سخت مکروہ کہ یہ باعث قطع صف ہے اور قطع صف ناجائز ہاں اگر کثرت جماعت کے باعث جگہ میں تنگی ہو اس لئے مقتدی در میں اور امام محراب میں کھڑا ہو تو کراہت نہیں کہ یہ ضرورت ہے "والضرورات تبیح المحظورات" (فتاوی رضویہ شریف قدیم جلد سوم صفحہ ۴۲ بحوالہ فتاوی مرکز تربیت افتاء جلد اول صفحہ ۲۳۴) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(پیتل کے زیور کو پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ آج کل بعض عورتیں سونے چاندی کے زیورات صرف شادی بیاہ میں پہنتی ہیں اس کے بعد نکال کر رکھ دیتی ہیں پھر تانبہ پیتل رول گول کے زیورات پہنتی ہیں اور اسی کو پہن کر نماز بھی پڑھتی ہیں کیا ان مصنوعی زیورات کا استعمال عورتوں کو جائز ہے اور اس کو پہن کر نماز پڑھ سکتی ہیں **المستفتی:۔صلاح الدین پونہ**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مصنوعی زیورات جن پر سونے یا چاندی کا خول یا پانی نہ چڑھا یا گیا ہو عورتوں کو ان کا استعمال ناجائز ہے اور اس کو پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے جیسا کہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تانبہ، پیتل، کاسہ، لوہا عورت کو بھی ممنوع ہے اور اس سے ان کی نماز بھی مکروہ ہے۔(فتاویٰ رضویہ ج نہم نصف آخر ص ۲۷۹)

اور جن پر سونے یا چاندی کا پانی یا خول چڑھایا گیا ہو ان کا استعمال شرعا جائز ہے اور ان کو پہن کر نماز پڑھنا بھی جائز ہے حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ زیوروں میں جو بہت لوگ اندر تانبے اور لوہے کی سلاخ رکھتے ہیں اور اوپر سے سونے کا پتر چڑھا دیتے ہیں اس کا پہننا جائز ہے۔(بہار شریعت حصہ/۱۶/ باب/ انگوٹھی اور زیور کا بیان) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(نماز میں دامن سمیٹنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید جو مسجد کا امام ہے حالت نماز میں رکوع وسجود کے بعد دونوں ہاتھوں سے دامن کو سمیٹتا ہے بکر جو جانکار ہے زید کو ایسی حرکت سے منع کیا اور کہا کہ حالت نماز میں دونوں ہاتھوں سے دامن سمیٹنا مکروہ تحریمی اور نماز واجب الاعادہ ہے زید جو مسجد کا امام ہے اس مسئلے کا انکار کرتے ہوئے کہا کوئی مکروہ نہیں ہے ایسے امام پر شریعت کا کیا حکم ہے؟ اور ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ مدلل ومفصل جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ **المستفتی:۔** محمد نوازش ارشد دیناجپور بنگال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بکر کا کہنا صحیح ہے کیونکہ حالت نماز میں کپڑا سمیٹنا یا کپڑے کا ساتھ کھیلنا مکروہ تحریمی ہے۔(بہار شریعت ح سوم مکروہات کا بیان)

زید کے پیچھے اس طرح کی جتنی نمازیں پڑھی گئی ہیں ان سب کا دہرانا واجب ہے اور زید پر لازم ہے کہ علانیہ توبہ کرے اور اپنے اس قبیحہ حرکت سے باز آجائے کیونکہ شریعت کا مزاق اڑایا ہے اور اگر ایسا نہ کرے تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ اسے امامت سے ہٹادیں اور سماجی بائیکاٹ کردیں جیسا کہ ارشاد ربانی ہے ’’وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ‘‘ اور جو کہیں تجھے شیطان بھلادے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

(کنزالایمان،سورہ انعام ۶۸) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(رومال یا شال لٹکا کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ رومال یا شال یا چادر وغیرہ کے کنارے دونوں مونڈھوں سے لٹکتے ہوں ایسا اکثر دیکھنے میں آتا ہے لوگ رومال وغیرہ کے دونوں پلو آگے کو ڈال لیتے ہیں تو نماز ہو جائے گی؟ **المستفتی:۔**گل محمد رضوی مہاراشٹر ناسک

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

رومال یا شال یا چادر وغیرہ کے کنارے دونوں مونڈھوں سے لٹکتے ہوں تو اس طرح نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے یعنی نماز دوبارہ پڑھنا واجب ہے اور اگر رومال کا ایک کنارہ آگے ایک پیچھے گردن سے لپیٹ کے ڈال دیا تو کوئی حرج نہیں اور اگر کسی ایک مونڈھے پر گردن سے لپیٹے بغیر ایک کنارہ پیٹھ پر اور ایک کنارہ پیٹ پر ڈال دیا تو یہ بھی مکروہ ہے۔(الدرمختار ورد المحتار ج ۲ رص ۴۸۸ رحوالہ بہار شریعت حصہ ۳ رص ۶۲۴ رناشر مکتبۃ المدینۃ دہلی)

اسی طریقے سے اعتجار کرنا رومال کو سر پر اس طریقے سے باندھنا کہ سر کا درمیانی حصہ ننگا نظر آئے وسدل کرنا یعنی رومال کپڑا وغیرہ میں اس طرح داخل ہونا کے ہاتھوں کو باہر نہ نکالے کپڑے کو دائیں کندھے کے نیچے سے لے جا کر اس کے دونوں کنارے بائیں کندھے پر لٹکا دینا ان تمام صورتوں میں نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے جیسا کہ علامہ حسن بن عمار شرنبلالی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں الاعتجاز وھوشد الراس بالمندیل وترك وسطها

مکشوفاً او کف ثوبه وسدله والاندراج فیه بحیث لایخرج یدیه وجعل الثوب تحت ابطه الایمن وطرح جانبیه علیٰ عاتقه الایسر (نور الایضاح صفحہ ۹۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

(الٹا کپڑا پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ الٹا کپڑا پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

المستفتی:۔ گل محمد رضوی مہاراشٹر ناسک

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

الٹا کپڑا پہن کر نماز پڑھنے کے متعلق بہار شریعت میں مکروہ تحریمی تحریر ہے لیکن سرکار اعلی حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کپڑا اُلٹا پہننا اوڑھنا خلاف معتاد میں داخل ہے اور خلاف معتاد جس طرح کپڑا پہن یا اوڑھ کر بازار میں یا اکابر کے پاس نہ جاسکے ضرور مکروہ ہے کہ دربارعزت احق بادب وتعظیم ہے ''واصلہ کراھۃ الصلوۃ فی ثیاب مھنۃ قال فی الدر وکرہ صلوتہ فی ثیاب مھنۃقال الشامی وفسرھا فی شرح الوقایۃ بما یلبسہ فی بیتہ ولایذھب بہ الی الاکابر '' اصل یہ ہے کہ کام ومشقت کے لباس میں نماز مکروہ ہے درمیں ہے نمازی کا کام کے کپڑوں میں نماز ادا کرنا مکروہ ہے، شامی نے فرمایا اور اس کی تفسیر شرح وقایہ میں ہے وہ کپڑ جو آدمی گھر پہنتا ہے مگر ان کے ساتھ اکابر کے پاس نہیں جاتا۔

(درمختار باب مایفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا،۱/۱۶۴)

اورظاہر کراہت تنزیہی ''فان کراھۃ التحریم لابدلھا من نھی غیرمصروف عن الظاھر کماقال الشامی فی ثیاب المھنۃ والظاھر ان الکراھۃ تنزیھیۃ'' کیونکہ کراہت تحریمی کے لئے ایسی نہی کا ہونا ضروری ہے جوظاہر سے مؤول نہ ہو، جیسا کہ علامہ شامی نے

کام کے کپڑوں کے بارے میں کہا کہ ظاہر کراہت تنزیہی ہے ۔(فتاوی رضویہ جلد ۷ ر ص ۳۵۹ ر ۳۶۰ دعوت اسلامی) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(مکروہ اور مکروہ تحریمی اور مکروہ تنزیہی میں کیا فرق ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مکروہ اور مکروہ تحریمی اور مکروہ تنزیہی میں کیا فرق ہے؟

المستفتی:۔محمد عباس اشرفی کچھوچھہ شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مکروہ کے معانی ناپسندیدہ، بدنما، بھونڈا نفرت انگیز وغیرہ۔(فیروز اللغات صفحہ ۱۲۷۷)

اب مکروہ سے مراد یا تو تنزیہی ہوتا ہے یا تحریمی،، مکروہ تحریمی جس کی ممانعت دلیل ظنّی سے لزوماً ثابت ہو، یہ واجب کہ مقابل ہوتا ہے اس کے کرنے سے عبادت ناقص ہو جاتی ہے اور کرنے والا گناہ گار ہوتا ہے اگر چہ اس کا گناہ حرام سے کم ہے چند بار اس کا ارتکاب گناہ کبیرہ ہے۔

مکروہ تنزیہی وہ عمل جس کا کرنا شرع کو ناپسند ہو مگر نہ اس حد تک کہ اس پر عذاب کی وعید ہو۔ یہ سنت غیر مؤکدہ کے مقابل ہے۔(بہار شریعت حصہ دوم صفحہ ۲۸۳ تا ۲۸۴ ناشر مکتبۃ المدینۃ دہلی)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ بریلوی

(بیت الخلاء کی چھت پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بیت الخلاء کی چھت پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

المستفتی: محمد حسین گونڈوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بیت الخلاء کی چھت پر نماز پڑھنا جائز ہے جب کہ وہ جگہ پاک ہو،شرائط نماز میں سے ایک شرط یہ ہے کہ جگہ کا پاک ہونا تو اگر بیت الخلاء کے اوپر کا حصہ غلاظت سے پاک ہے یعنی کوئی نجس چیز نہیں لگی ہے تو نماز ہوجائے گی؛ وہ بیت الخلاء ہو یا اورکوئی جگہ.البتہ بیت الخلاء کے چھت پر نماز پڑھنا مکروہ (تنزیہی) ہے مگر نماز ہوجائے گی.اور اگر نجاست لگی ہے تو نماز نہیں ہوگی جب تک کہ اس کو دور نہ کیا جائے یا اس کے اوپر کوئی ایسا کپڑا یا چٹائی بچھادی جائے جس سے نجاست نمازی کو نہ لگ سکے.(ماخوذ از بہار شریعت حصہ سوم)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

(شیشے کے سامنے نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر سامنے شیشہ ہو یا مسجد میں ایسا ماربل لگا ہو جس میں تصویر دکھے تو نماز کا کیا حکم ہے؟ مفصل جواب عنایت فرمائیں

المستفتی :۔ عبدالرحمن اتر پردیش

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

شیشے کے سامنے نماز پڑھنے سے نماز ہو جائے گی، البتہ مسجد میں فرش یا دیوار پر لگے ماربل میں تصویر نظر آنے کی وجہ سے نمازی کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہو اور نمازی کا دھیان اس طرف جاتا ہو تو نماز مکروہ تنزیہی ہوگی ،فقہائے کرام نے قبلہ کی جانب نقش ونگار کو مکروہ فرمایا اس کا سبب یہ ہے کہ نمازی کا دھیان نہ بٹے۔ بہار شریعت میں ہے بعض مشائخ دیوار قبلہ میں نقش ونگار کرنے کو مکروہ بتاتے ہیں ،کہ نمازی کا دل اُدھر متوجہ ہوگا۔

(درمختار ردالمحتار بحوالہ بہار شریعت حصہ ۱۶ آداب مسجد و قبلہ)

فتاوی امجدیہ میں ہے آئینہ سامنے ہو تو نماز میں کراہت نہیں کہ سبب کراہت تصویر ہے اور وہ یہاں موجود نہیں اور اگر اسے تصویر کا حکم دیں تو آئینہ کا رکھنا بھی مثل تصویر ناجائز ہو جائے، حالانکہ بالاجماع جائز ہے اور حقیقت امر یہ ہے کہ وہاں تصویر ہوتی ہی نہیں ،بلکہ خطوط شعاعی آئینہ کی صقالت کی وجہ سے لوٹ کر چہرے پر آتے ہیں ،گویا یہ شخص خود اپنے کو دیکھتا ہے نہ یہ کہ آئینہ میں اس کی صورت چھپتی ہو۔(فتاوی امجدیہ جلد اول صفحہ ۱۸۴)

وقار الفتاوی میں ہے محراب یا قبلہ کی جانب دیوار میں شیشے اتنی اونچائی پر لگائے جاسکتے ہیں کہ خاشعین (عاجزی کے ساتھ نماز پڑھنے والے) کی نظر رکوع سے اٹھتے اور سجدے میں جاتے وقت ان پر نہ پڑے اور اگر نیچے لگا دیئے ہیں تو یہ لگانا ناجائز ہے اور اس وجہ سے نماز میں کراہت تنزیہی ہوتی ہے کہ ان پر نظر پڑنے کی وجہ سے خشوع میں فرق آئے گا۔لیکن آئینے میں آنے والے عکس کا حکم تصویر کا نہیں ہے۔(وقارالفتاویٰ،جلد دوم صفحہ ۲۷۳)

اسی میں صفحہ نمبر ۲۵۸ر پر ہے نمازیوں کے آگے اتنی اونچائی تک کہ خاشعین کی طرح نماز پڑھنے میں جہاں تک نظر آجاتا ہے شیشے لگانا یا کوئی ایسی چیز لگانا جس سے نمازی کا دھیان اور التفات ادھر جاتا ہو مکروہ ہے۔لہٰذا اتنی اونچائی تک کے شیشے ہٹالینا چاہئے،ان شیشوں میں اپنی شکل جو نظر آتی ہے اس کے احکام تصویر کے نہیں،لہٰذا نماز مکروہِ تحریمی نہ ہوگی مگر مکروہِ تنزیہی ہے۔

لیکن اگر کوئی خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے اور مستحبات نماز (یعنی حالت قیام میں موضع سجدہ کی طرف نظر کرنا،رکوع میں پُشت قدم کی طرف،سجدہ میں ناک کی طرف، قعدہ میں گود کی طرف،پہلے سلام میں داہنے شانہ کی طرف) پر عمل بھی کر رہا ہو تو اس کے لئے کوئی مسئلہ نہیں رہے گا۔(ماخوذ از بہار شریعت،حصہ سوم،نماز کے مستحبات)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

(نمازی کے سامنے سے ہٹنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نماز پڑھ رہا ہے اور بکر اسکے سامنے بیٹھا ہوا ہے آیا بکر زید کے سامنے سے ہٹ سکتا ہے؟ اور یہ بھی خلاصہ کریں کہ کیا اس مسئلہ پر وعیدیں بھی ہیں؟ حوالہ بھی عنایت فرمائیں۔ **المستفتی:۔محمد انوار الحق نعیمی**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

زید نماز پڑھ رہا ہے اور بکر اس کے سامنے بیٹھا ہوا ہے تو بکر زید کے سامنے سے ہٹ سکتا ہے اس پر کوئی وعید نہیں کہ آگے نماز پڑھنے والا اپنی نماز پڑھ کر ہٹ جائے تو اس پر گذرنے کا گناہ نہیں ہے نہ وہ نمازی کے سامنے سے گذرنے والے کے بارے میں وارد شدہ حدیث میں مذکور وعید کا مصداق ہے۔

خلاصہ یہ کہ نمازی کے سامنے سے گذرنا منع ہے ہٹنا منع نہیں حضور صدر الشریعہ علامہ محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اگر دو شخص نمازی کے آگے سے گذرنا چاہتے ہوں اور سترہ کوئی چیز نہیں تو ان میں سے ایک نمازی کے سامنے اسکی طرف پیٹھ کر کے کھڑا ہو جائے اور دوسرا اس کی آڑ پکڑ کر گذر جائے پھر وہ دوسرا اسکی پیٹھ کے پیچھے نمازی کی طرف پشت کر کے کھڑا ہو جائے اور یہ گذر جائے وہ دوسرا جدھر سے آیا اسی طرف ہٹ جائے۔

(بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۱۵۹)

اس سے ظاہر ہے کہ گزرنے اور ہٹنے میں فرق ہے اور گزرنے کا مطلب یہ ہے کہ

نمازی کے سامنے ایک طرف سے آئے اور دوسری طرف نکل جائے یہ یقینا ناجائز و گناہ ہے اور اگر نمازی کے سامنے بیٹھا ہو اور کسی طرف ہٹ جائے تو یہ گذرنا نہیں ہے اور اس میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

العبد محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی ارشدی عفی عنہ

(دوسری رکعت میں اوپر کی سورت پڑھ دی تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز میں پہلے سورۃ الکافرون پھر سورہ الکوثر پڑھنے سے نماز ہو جائیگی یا نہیں؟ مزید یہ بھی بتادیں کہ قصدا خلاف ترتیب پڑھنے والے کے لئے کیا حکم ہے؟ اور بچوں کو جو دوران تعلیم خلاف ترتیب پڑھایا جاتا ہے اس پر بھی روشنی ڈال دیں کرم نوازی ہوگی۔ **المستفتی**:۔شاہ نواز قادری دربھنگہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں نماز ہو جائے گی جیسا کہ کتب فقہ میں ہے نمازی نے اول رکعت میں سورہ فیل پڑھی اور دوسری رکعت میں سہوا والعصر پڑھنا شروع کر دیا تو یاد آنے پر بھی وہ سورۃ مکمل کرے نماز ہو جائیگی سجدہ سہو کی حاجت نہیں، کیونکہ ورتل القرآن ترتیلا، کے تحت قرآن مجید ترتیب سے پڑھنا واجب ہے تو یہ واجبات نماز سے نہیں بلکہ واجبات تلاوت قرآن سے ہے۔ (بہار شریعت بحوالہ ردالمحتار)

لیکن قصداً قرآن شریف الٹا پڑھنا نماز کے اندر ہو یا نماز کے باہر دونوں مکروہ تحریمی ہے اور اس فعل کے ارتکاب پر توبہ صادقہ لازم ہے، چنانچہ قصداً قرآن مجید الٹا پڑھنے والے کیلئے حدیث میں سخت وعیدیں آئی ہیں، جن میں سے ایک حدیث یہ ہے کہ، حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو قرآن ترتیب کے خلاف الٹا پڑھے تو کیا وہ خوف نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ اسکا دل ہی الٹ دے **(العیاذ باللہ تعالی)**

البتہ سہواً ترتیب کے خلاف پڑھا تو کوئی گناہ نہیں بلا سجدہ سہو کے نماز ہوجائے گی اور قصداً پڑھنے پر بھی نماز ہوجائیگی سجدہ سہو کی حاجت نہیں ہاں قصداً خلاف ترتیب قرآن پڑھنا قبیح ضرور ہے توبہ و استغفار کرے ۔البتہ بچوں کی تعلیم کی غرض سے خلاف ترتیب جو پڑھایا جاتا ہے اسکی فقہائے کرام نے اجازت دی ہے ۔(عامۂ کتب فقہ) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

(داڑھی چھپا کرنماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ رومال وغیرہ سے داڑھی چھپا کرنماز پڑھنا کیسا ہے؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں مفتیان کرام سے گزارش ہے کہ بغیر دلیل کے کوئی بھی جواب مت دیں تاکہ وقت پر معترض کی زبان بندکی جاسکے۔

المستفتی:۔محمد وسیم القادری اترولوی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بحالت نماز کان چھپانے میں حرج نہیں مگر داڑھی چھپانا مکروہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے حدیث شریف میں ''نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم عن تغطیۃ الفم واللحیۃ۔'' اھ (فتاوی فقیہ ملت جلد اول ص ۱۷۳)

واللہ ورسولہ اعلم بالصواب

نوٹ:۔مزید تفصیل کے لئے بہار شریعت حصہ سوم مکروہات کابیان مطالعہ کریں

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(سامنے تتلیوں کی تصویر ہو تو نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ برآمدے میں قبلہ کی مخالف سمت پردے لگے ہیں جن پر تتلیوں کی تصویریں بنی ہیں مگر تتلیوں کے منھ نظر نہیں آرہے تو کیا برآمدے میں نماز ہو جائے گی؟ اور اگر کسی پردے پہ یا بیڈ شیٹ پر تصویریں بنی ہیں جن میں کارٹونز کے چہرے بھی واضح ہیں مگر وہ قبلہ کی جانب نہیں بلکہ دوسری کسی جانب ہے تو کیا نماز ہو جائے گی؟ **المستفتی:** محمد وقاص عطاری فیصل آباد پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ہاں اس برآمدے میں نماز ہو جائے گی جیسا کہ علامہ امجد علی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں وہ تصویر جسکا سر کٹا یا مٹا دیا ہو یا اسپر روشنائی پھیر دی ہو یا اسکے سر چہرے کو کھرچ ڈالا یا دھو ڈالا ہو اب وہ تصویر چاہے کاغذ یا کپڑے یا دیوار پر ہو کراہت نہیں (بہار شریعت مکروہات کا بیان)

(۲) اس صورت میں نماز مکروہ تحریمی ہوگی تصویر مصلی کے سر پر ہو یا معلق ہو یا مقام سجود میں ہو کہ اس پر سجدے کا وقوع ہو تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی یوں ہی نمازی کے آگے داہنے بائیں تصویر کا ہونا مکروہ تحریمی ہے اور پس پشت ہونا بھی مکروہ ہے اگر چہ ان تین صورتوں میں کراہت اسوقت ہے کہ تصویر آگے پیچھے داہنے بائیں معلق ہو یا نصب ہو یا دیوار وغیرہ میں منقوش ہو اگر فرش پر ہے اور اس پر سجدہ نہیں تو کراہت نہیں بیڈ شیٹ پر تصاویر ہونے سے نماز میں کراہت نہیں جبکہ بیڈ پر بچھی یا رکھی ہو اور اس پر سجدہ نہ ہو یوں تو تصویر جب چھوٹی نہ ہو

اورمواضع اہانت میں نہ ہواوراس پر پردہ نہ ہوتو ہرحالت میں اس پرنمازمکروہ تحریمی ہوگی مگر زیادہ کراہت اس صورت میں ہے کہ تصویر مصلی کے آگے ورخ قبلہ ہو پھر یہ کہ سر کے او پر ہو بعدہ داہنے بائیں دیوار پر بعدہ کہ پیچھے ہودیوار یا پردے پر۔

ہدایہ میں ہے''لا باس بان یصلی علی بساط فیه تصاویر لان فی استھا نة باالصور ''جس قالین میں تصاویر ہوں اس پر نماز پڑھنے میں کراہت نہیں کیونکہ اس صورت میں تصاویر کی توہین ہے(نہ کہ تعظیم)(ہدایہ ج ا ص ۱۴۲)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

ابوالثاقب محمد جوادالقادری

(جس کپڑے میں تصویر بنی ہوا سے پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جس کپڑے میں تصویر بنی ہوا سے پہن کرنماز ادا کرنا کیسا ہے برائے مہربانی مکمل طور پر جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی

المستفتی:۔محمد عطا وارث رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جس کپڑے میں تصویر بنی ہوا سے پہن کر نماز ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے جب کہ اعضا اس قدر بڑے ہوں کہ زمین پر رکھ کر کھڑے ہونے کی صورت میں صاف ظاہر ہو جیسا کہ سرکار اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کسی جاندار کی تصویر جس میں اس کا چہرہ موجود ہو اور اتنا بڑا ہو کہ زمین پر رکھ کر پورے اعضاء دیکھائی دیتا ہو تو اس طرح کی تصویر جس کپڑے پر ہو اس کو پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔(فتاوی رضویہ شریف جدید جلد ۲۴)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(چوری کے کپڑے میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ وہابی کی دوکان سے زید نے کپڑا چوری کی تو کیا اس کپڑے میں نماز ہوجائے گی؟ حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرکر شکریہ کا موقع دیں

المستفتی:۔:۔محمد عارف مرزا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

چوری کئے ہوئے کپڑے میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے خواہ وہابی کی دوکان سے کی ہو یا اور کی دوکان سے جیسا کہ امام اہلسنت سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ چوری کا کپڑا پہن کر نماز پڑھنے میں اگر چہ فرض ساقط ہوجائے گا لان الفساد مجاور" کیونکہ فساد نماز سے باہر ہے۔

مگر نماز مکروہ تحریمی ہوگی "للاشتمال علی المحرم " یعنی حرام چیز اٹھائے ہوئے ہونے کی وجہ سے کہ جائز کپڑے پہن کر اس کا اعادہ واجب ہے۔ کالصلوٰۃ فی الارض المغصوبۃ سواء بسواء "یعنی جس طرح مغصوبہ زمین پر نماز کا حکم اور یہ برابر ہے۔(فتاوی رضویہ ج ۷ ص ۳۹۵) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

کریم اللہ رضوی

(حالت نماز میں کپڑا صحیح کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا نماز کی حالت میں کپڑے وغیرہ صحیح کر سکتے ہیں؟ یعنی نماز میں اٹھنے بیٹھنے میں دامن بار بار سیدھا کرے تو کیا حکم ہے؟ کیا کچھ حرج نہیں؟ جلد جواب عطا فرمائیں۔ **المستفتی:** محمد مشتاق احمد رضوی کونڈواپونہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز میں کپڑے کے ساتھ کھیلنا مکروہ تحریمی ہے۔ہندیہ میں ہے"یکرہ للمصلی ان یعبث بثوبہ"(ہندیہ،ج:۱،ص:۱۰۵/الفصل الثانی فیما یکرہ فی الصلاۃ ومالا یکرہ)

لیکن اگر کسی عذر کی وجہ سے کپڑا درست کرنا پڑے تو مکروہ نہیں ہے،اسی طرح رکوع سے اٹھ کر کپڑا ٹھیک کرنا اگر اس وجہ سے ہے کہ اٹھنے کے بعد کپڑا سرین کے درمیان دب جاتا ہے جس کی وجہ سے دیکھنے والے کو کراہت محسوس ہوتی ہے یا کسی دوسرے عذر کی وجہ سے کرتا ہو تو مکروہ نہیں ہے،اور سجدہ میں جاتے وقت پائجامہ کھینچنا اگر کسی پریشانی کی وجہ سے ہو تو کراہت نہیں ہے۔ہندیہ میں ہے"کل عمل ھو مفید لاباس بہ للمصلی"ہر وہ عمل جو مفید ہو اس کے کرنے میں نمازی کے لئے کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر بلا وجہ ایسا کرتا ہے تو مکروہ تحریمی ہے۔ہندیہ ہی میں ہے"وما لیس بمفید یکرہ"جو مفید نہ ہو وہ کام کرنا مکروہ ہے۔(ایضاً)

ایک رکن میں تین بار کھجانے سے نماز جاتی رہتی ہے،یعنی یوں کہ ایک بار کھجا کر ہٹا لیا،

پھر کھجایا پھر ہٹا لیا وعلی ھذا اور اگر ایک بار رکھ کر چند مرتبہ حرکت دی تو ایک ہی مرتبہ کھجانا کہا جائے گا۔ ہندیہ میں ہے ''اذا حك ثلاثا فی رکن واحد تفسد صلوته هذا اذا رفع یدہ فی کل مرة اما اذا لم یرفع فی کل مرة فلا تفسد''(ایضاً،ص:۱۰۴)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(کیا درود نہ پڑھنے سے نماز مکروہ ہوتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نماز پڑھتا ہے لیکن نماز کے آخر میں درود شریف چھوڑ جاتا ہے تو ایسا شخص کافر ہے یا مومن؟ جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی:۔محمد فیضان رضا دہلی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز میں درود ابراہیمی پڑھنا سنت مستحبہ ہے جیساکہ بہار شریعت میں ہے کہ جس قعدہ میں درود پڑھنے کا حکم ہے اس میں درود ابراہیمی پڑھنا اور حضور اقدس ﷺ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام کے آگے سیدنا کہنا مستحب ہے۔(بہار شریعت ح ۳/ ۵۳۴)

فتاوی رضویہ میں حضور سیدی سرکار اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں سب درودوں سے افضل درود وہ ہے جو نماز میں مقرر کیا گیا۔(فتاوی رضویہ جدید جلد ۶ صفحہ ۱۸۳ مطبوعہ مرکز اہلسنت برکات رضا پوربندر)

لہٰذا معلوم ہوا کہ نماز میں درود پڑھنا سنت ہے اور ترک سنت سے نماز ہوجائیگی مگر مکروہ تنزیہی ہوگی لہٰذا ایسا شخص کافر نہ ہوگا کہ سنت ترک کرنے والا کافر نہیں ہوتا۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

معصوم رضا نوری

(چین والی گھڑی پہن کرنماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ چین والی گھڑی پہن کرنماز پڑھنا کیسا ہے؟ حوالے کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں **المستفتی:۔** فیروز عالم بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

گھڑی کے ساتھ لوہایا اسٹیل یا پیتل وغیرہ کا چین باندھ کرنماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے جیسا کہ اعلحضرت امام احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ احکام شریعت حصہ دوم میں تحریر فرماتے ہیں کہ گھڑی کی زنجیر سونے چاندی کی مرد کو حرام اور دھاتوں کی ممنوع ہے اور جو چیزیں ممنوع کی گئیں ہیں ان کو پہن کرنماز ادا کرنا یا امامت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔(فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ ۳۷۲)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اشرف الحق رضوی

(ایک سورہ چھوڑ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ایک سورہ پڑھی اور دوسری رکعت میں ایک سورہ چھوڑ کر پڑھی تو کیا نماز مکروہ ہوگی؟ بینوا توجروا

المستفتی:۔محمد ہارون حشمتی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ چھوٹی سورہ بیچ میں چھوڑنا مکروہ ہے جیسے اذا جآء کے بعد قل ھو اللہ اور بڑی ہو تو کوئی حرج نہیں جیسے والتین کے بعد انآ انزلنا۔(فتاوی رضویہ شریف جلد ۶ رص ۱۷۳ ردعوت اسلامی)

اور حضور صدر الشریعہ علامہ مفتی محمد امجد علی علیہ الرحمۃ و رضوان فرماتے ہیں کہ پہلی رکعت میں ایک سورہ پڑھنا اور دوسری میں ایک سورہ چھوڑ کر قرآت کرنا اس وقت مکروہ ہے جبکہ وہ درمیان والی سورہ چھوٹی ہو اگر بڑی ہے تو کراہت نہیں ہے۔(فتاوی امجدیہ ج ۱ رباب القرآۃ ص ۱۰۰)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(نماز میں کپڑا لٹکانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ موسم سرماں میں شال، چادر، رومال وغیرہ اوڑھ کر نماز پڑھتے ہیں اور اس کے کنارے لٹکتے رہتے ہیں اس طرح اوڑھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ بینوا توجروا **المستفتی:۔** جواد علی کرناٹک

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

شال، چادر، رومال، یا کوئی کپڑا سر سے اوڑھ کر نماز پڑھنا سنت ہے اور کندھے سے اوڑھ کر نماز پڑھنا خلاف سنت ہے نماز میں اگر سر سے ڈھلک کر کندھے پر آجائے تو اشارے سے سر پر رکھ لینا چاہئے بشرطیکہ عمل کثیر نہ ہونے پائے ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی اور رومال شال ،چادر وغیرہ کندھے پر اس طرح ڈالا کہ اس کے کنارے لٹکتے ہوں تو یہ مکروہ تحریمی ہے نماز کا پھیرنا واجب ہے اور حدیث پاک میں ایسا کرنے سے سخت منع کیا گیا ہے۔

کپڑا سر یا کندھے پر اس طرح ڈالنا کہ اس کے کنارے لٹکتے ہوں یہ سدل ہے اور سدل نماز میں مکروہ ہے ہاں ایک کنارہ دوسرے مونڈھے پر ڈال لیا اور دوسرا لٹک رہا ہے تو مکروہ نہیں ہے جیسا کہ سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری برکاتی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ اگر سر پر ڈال کر اس کا آنچل شانے یعنی کندھے پر ڈال لیا جو اوڑھنے کا طریقہ ہے تو حرج نہیں اور اگر سر پر ڈال کر دونوں پلو لٹکے چھوڑ دئے تو مکروہ تحریمی و گناہ اور نماز کا پھیرنا واجب ہے۔

(فتاوی افریقہ ص ۷۵ ۱/احکام شریعت ح ۲ ص ۲۰۹)

لہٰذا تمام مصلیان پر لازم وضروری ہے کہ ان باتوں کا خاص خیال رکھیں اور نماز کے مسائل معلوم کرتے رہیں ورنہ تھوڑی سی بھول پر نماز فاسد ہو جائے گی۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(ایک ہی سورہ کو ہر رکعت میں پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص دو رکعت یا چار رکعت والی نماز میں ایک ہی سورۃ پڑھے تو نماز ہوگی یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی:۔محمد اسمعیل قادری واحدی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورہ کا تکرار مکروہ تنزیہی ہے جبکہ کوئی مجبوری نہ ہو اور مجبوری ہو تو بالکل کراہت نہیں مثلاً پہلی رکعت میں پوری قل اعوذ برب الناس پڑھی تو اب دوسری میں بھی یہی پڑھے یا دوسری میں بلا قصد وہی پہلی سورۃ شروع کر دی یا دوسری سورۃ یاد نہیں آتی تو یہی پہلی سورہ پڑھے۔(بہار شریعت ح ۳ ص ۸۲)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(تصویر اور عکس کے سامنے نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ تصویر اور عکس کے سامنے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی:۔عبدالواحد حشمتی کلکتہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

تصویر (فوٹو) کے سامنے نماز پڑھنا حرام ہے اور عکس کے سامنے نماز پڑھنا جائز و درست ہے تصویر اور عکس میں پانچ طرح کا فرق ہے اول یہ کہ تصویر بنائی جاتی ہے اور عکس خود بخود بن جاتا ہے اور دوم یہ کہ تصویر کو بقا ہے اور عکس کو بقا نہیں سوم یہ کہ تصویر کی پوجا اور تعظیم ہوتی ہے اور عکس کی نہیں چوتھا یہ کہ آئنہ کے سامنے سے چیز ہٹا دی گئی تو عکس ختم ہوگیا اور تصویر میں یہ بات نہیں تصویر والا ہٹ بھی جائے بلکہ مر بھی جائے تو بھی تصویر باقی رہتی ہے پنجم یہ کہ تصویر جیب وغیرہ میں رکھی جاسکتی ہے اور عکس نہیں رکھا جاسکتا اور ایک شرعی فرق یہ بھی ہے کہ عکس کے سامنے نماز پڑھنا بالکل ہر طرح جائز ہے مگر کپڑے کاغذ وغیرہ کی تصویر، مورتی کے سامنے نماز پڑھنا قطعاً حرام ہے۔

(تفسیر نعیمی پارہ ۱۷ سورہ حج ص ۱۸۹) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(کیا عورت مرد کا لباس پہن کر نماز پڑھ سکتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عورت مردانہ لباس پہن کر نماز پڑھے یا مرد زنانہ لباس پہن کر نماز پڑھے تو کیا نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی؟

المستفتی:۔عبدالجبار خان عطاری عرب شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر مرد وعورت نے ایک دوسرے کی وضع یعنی عورت مرد جیسا دکھنے کے لئے اور مرد عورت جیسی دکھنے کے لئے لباس استعمال کیا جو فی زمانا رائج ہے تو یہ فعل ملعون اور موجب لعنت ہے تو اسی وجہ سے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی حدیث شریف میں ہے ابو داؤد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی جو مردوں سے تشبہ کریں اور ان مردوں پر جو عورتوں سے تشبہ کریں۔اور دوسری حدیث شریف میں ہے جس کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس مرد پر لعنت کی جو عورت کا لباس پہنتا ہے اور اس عورت پر لعنت کی جو مردانہ لباس پہنتی ہے۔(مشکوۃ)

لیکن اگر عورت نے مرد کا لباس کرتا پاجامہ اور مرد نے عورت کا لباس فراک سلوار پہن کر بغرض ستر عورت نہ کہ مشابہت کی بنیاد پر نماز پڑھی اور وہ بھی وقت ضرورت گھر کے اندر نہ کہ مجمع عام میں تو ایسی صورت میں نماز بلا کراہت جائز ہے۔واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

العبد محمد عمران القادری التنویری غفرلہ

(در میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے مسجد کے در میں نماز ادا کی اب بکر کہتا ہے کہ تمہاری نماز نہیں ہوئی کیونکہ تم نے در میں نماز پڑھی جب کہ زید کا کہنا ہے کہ ہماری نماز ہوگئی کیونکہ کہ ہمارا پیر در کے باہر تھا تو مطلوب امر یہ ہے کہ زید کا قول درست ہے یا بکر کا؟ **المستفتی:۔محمد سمیع اللہ رضوی سعد اللہ نگر بلرام پور**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں زید کی نماز ہوگئی۔بے ضرورت محراب میں کھڑا ہونا کہ پاؤں محراب کے اندر ہوں یہ مکروہ ہاں پاؤں باہر اور سجدہ محراب کے اندر ہو تو کراہت نہیں اور در میں کھڑا ہونا یہ بھی مکروہ مگر وہ اسی طرح کہ پاؤں باہر اور سجدہ در میں ہو تو کراہت نہیں۔

(فتاوی رضویہ جلد سوم صفحہ ۴۲ قدیم)

عبارت سے واضح ہوا کہ بکر کا قول درست نہیں لہذا بکر کو توبہ کرنا چاہئے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبد الستار رضوی

(لوہے کا نعلین لگا کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نعلین پاک جو کہ لوہا یا کوئی اور دھاتوں سے بنا ہے اسکے اوپر شیشے کا نگ لگا ہوا ہے اسے اپنی ٹوپی میں لگا کر امامت کرتا ہے بکر نے اعتراض کیا کہ چاندی کے علاوہ وہ بھی ساڑھے چار ماشہ تک کی انگوٹھی جائز ہے اس کے علاوہ کوئی چیز جائز نہیں اس لئے اسے لگا کر نماز پڑھنا پڑھانا درست نہیں اگر نہیں تو نعلین پاک لگا کر جو نماز ادا کی گئی اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں؟

المستفتی:۔محمد اکرم رضا نظامی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نعلین مبارک ٹوپی میں لگانے کے تعلق سے اسے چاندی کی انگوٹھی پر قیاس کرنا ہرگز درست نہیں بلا کراہت نماز ہو جائے گی نعلین مبارک پگڑی یا کپڑے میں لگا سکتے ہیں اور اس میں اللہ ورسول کا نام بھی لکھ سکتے ہیں جیسا کہ فتاوی فقیہ ملت میں ہے کہ جس دھات پر نقش نعلین شریفین بنا ہوا ہو اس کو ٹوپی یا کسی پارچہ میں آویزاں کرکے نماز پڑھ سکتے ہیں اور وہ ہرگز چین دار گھڑی کے حکم میں نہیں ہے لہٰذا جب نقش نعلین شریفین کو ٹوپی یا کسی پارچہ میں آویزاں کریں گے تو وہ اس کے تابع ہو جائے گا اس صورت میں نماز پڑھنا بلا کراہت جائز ہے اس لئے کہ تابع متبوع کے حکم میں ہے۔

اور محقق علی الاطلاق شیخ عبد الحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں

کہ داخل متوضا را باید کہ چیزے کہ درو بے نام خدا و رسول خدا و قرآن ست با خود نہ برود. و در بعض شروح گفتہ کہ ایں شامل است اسمائے تمام انبیاء صلوات اللہ علیہم اجمعین" یعنی بیت الخلا میں داخل ہونے والے کو چاہئے کہ ایسی چیز جس میں خدا اور رسول کا نام لکھا ہو یا قرآن کا کوئی کلمہ ہو تو اپنے ہمراہ نہ لے جائے. اور بعض شروح میں کہا گیا کہ یہ حکم تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے اسمائے مبارکہ کو بھی شامل ہے۔

(اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ ۲۰۱)

اور جس طرح نعلین شریفین کی تعظیم لازم ہے اسی طرح ان کے نقوش کی بھی تعظیم ضروری ہے کیونکہ تعظیم و توہین کے سلسلہ میں جو حکم اصل کا ہے وہی حکم نقوش کا بھی ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ علمائے دین نے نقشے کا اعزاز و اعظام وہی رکھا ہے جو اصل کا رکھتے ہیں۔ (فتاوی رضویہ جلد نہم نصف اول صفحہ ۱۵۰)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(چالیس دن سے زیادہ موئے زیرناف رکھ کے نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر چالیس دن کے بعد بھی کوئی شخص موئے زیرناف اور بغل کے بال نہ صاف کرے اور اسی طرح نماز پڑھتا پڑھاتا رہے تو اس کی نماز درست ہوگی یا نہیں؟ مدلل ومفصل جواب مع حوالہ پیش کریں۔بہت مہربانی ہوگی

المستفتی: سلمان رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

چالیس دن تک بال صاف نہ کرنا مکروہ تحریمی اور گناہ ہے صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا ”جو موئے زیرِناف کو نہ مونڈے اور ناخن نہ تراشے اور مونچھ نہ کاٹے، وہ ہم میں سے نہیں۔

اور فتاوی رضویہ میں ہے چالیس روز سے زیادہ ناخن یا موئے بغل یا موئے زیر ناف رکھنے کی اجازت نہیں، بعد چالس روز کے گنہگار ہوں گے، ایک آدھ بار میں گناہ صغیرہ ہوگا عادت ڈالنے سے کبیرہ ہو جائے گا فسق ہوگا۔

صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے ”وقت لنا لفظه عند احمد وابی داؤد و الترمذی والنسائی وقت لنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فی قص الشارب وتقلیم الاظفار ونتف الابط و حلق العانة ان لانترك اکثر من اربعین لیلة“ ہمارے لئے وقت مقرر فرمایا (مسلم شریف کے الفاظ)

مسند احمد، ابو داوٗد، جامع الترمذی اور سنن النسائی کے الفاظ یہ ہیں وقت لنا یعنی ہمارے لئے حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مونچھیں کترنے، ناخن کاٹنے، زیر بغل بال اکھاڑنے اور زیر ناف بال مونڈنے کے لئے ایک وقت مقرر فرمایا کہ ہم میں سے کوئی شخص چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑے۔ (صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب خصال الفطرۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۲۹، سنن ابی داوٗد کتاب الترجل باب فی اخذ الشارب آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۲۱، سنن النسائی ذکر التوقیت فی ذٰلک نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/۷، جامع الترمذی ابواب الآداب باب ماجاء فی تقلیم الاظفار امین کمپنی دہلی ۲/۱۰۰)

درمختار میں ہے "کرہ ترکہ وراء الاربعین" چالیس روز سے زیادہ چھوڑ دینا مکروہ ہے۔ (درمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/۲۵۰)

ردالمحتار میں ہے "ای تحریما لقول المجتبی ولا عذر فیما وراء الاربعین ویستحق الوعید" یہاں کراہت سے مکروہ تحریمی مراد ہے۔ المجتبٰی کے اس قول کی وجہ سے کہ چالیس دن سے زیادہ دیر لگانے میں کوئی عذر (مقبول) نہیں، لہٰذا اگر ایسا کیا گیا تو پھر عذاب کی دھمکی کا مستحق ہے اھ (ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/۲۶۱، بحوالہ فتاوی رضویہ جلد ۲۲، صفحہ نمبر ۶۸۰، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

اور رہی نماز کی بات تو نماز ہو جائے گی اگرچہ گناہ کبیرہ ہے کیونکہ علانیہ نہیں ہے اور نماز واجب الاعادہ اس وقت ہوتی ہے جب بندہ علانیہ فسق کرنے لگے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اشفاق عطاری

(نمازی کے سامنے تصویر ہو تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر نمازی کے آگے تصویر ہو اور وہ نماز پڑھ لے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟ اگر اسے پتہ نہ ہو بعد میں معلوم ہو تو کیا حکم ہوگا؟ تشفی بخش جواب عنایت فرما کر شکر گزاری کا موقع عطا کریں۔

المستفتی:۔محمد ارمان بریلی شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مصلی کے سامنے اور دائیں بائیں اور سر کے اوپر تصویریں ہوں تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی البتہ سامنے تصویر ہو تو کراہت زیادہ ہے۔

فتاوی عالمگیری میں ہے"ویکرہ ان یصلی وبین یدیہ او فوق راسہ اوعلی یمینہ اوعلی یسارہ" یعنی نماز پڑھنا مکروہ ہے جبکہ سامنے یا اوپر داہنے بائیں تصویر ہو"واشد کراھۃ ان تکون امام المصلی ثم فوق راسہ ثم یمنیہ ثم یسارہ ثم خلفہ"اور سب سے زیادہ مکروہ یہ ہے کہ نمازی کے سامنے ہو۔

(فتاوی عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۰۷)

سرکار اعلی حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی فرماتے ہیں نماز مطلقا مکروہ تحریمی ہے خواہ آگے ہو یا پیچھے یا داہنے ہو یا بائیں۔(فتاوی رضویہ جلد ۷ صفحہ ۳۸۸)

اور یہ بھی یاد رہے کہ کراہت اس صورت میں ہوگی جبکہ ذی روح کی تصویر اتنی بڑی ہو

کہ تصویر کو زمین پر رکھ کر پھر کھڑے ہو کر دیکھا جائے تو تصویر کے اعضاء جسم تفصیلا نظر آ رہے ہوں نیز تصویر مقطوع راَس بھی نہ ہو" ھکذا قال الامام احمد رضا فی الفتاوی الرضویة من الجزء الثالث باب المکروھات رضا اکیڈمی"۔

اگر سامنے تصویر تھی اور اسے خبر نہ تھی بعد نماز نظر آئی تو اس صورت میں بھی نماز مکروہ تحریمی ہوئی جس کا اعادہ واجب۔ فتاوی رضویہ میں ہے تصویر سامنے ہو تو نماز مطلقا مکروہ ہے۔

(ج ۳ ص ۴۴۸)

در میں ہے "کل صلاۃ ادیت مع کراھة التحریم تجب اعادتھا"۔

صورت مسئولہ میں نماز مکروہ تحریمی ہوئی یعنی دہرانا واجب ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(بالوں میں جوڑا باندھ کرنماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بالوں میں جوڑا باندھ کرنماز پڑھنا کیسا ہے؟ برائے مہربانی مکمل طور پر جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی

المستفتی:۔محمد شاکر رضا آگرا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عورتوں کو جوڑا باندھ کرنماز پڑھنا درست ہے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو جوڑا باندھنے سے منع فرمایا ہے حدیث شریف میں ہے ”انه علیه السلام نهی ان یصلی الرجل وهو معقوص“ (ہدایہ اولین صفحہ ۱۴۰ کتاب الصلوۃ)

حدیث وفقہ میں جہاں منع ہے وہاں مذکر کی ضمیر لائی گئی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت کو جوڑا باندھ کرنماز پڑھنی جائز ہے (فتاوی اکرمی جلد اول صفحہ ۱۲۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(آنکھ بند کر کے نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ دورانِ نماز کچھ لوگ اپنی آنکھیں بند کر کے نماز پڑھتے ہیں۔اس بارے میں کیا حکم شرع ہے؟ آج کل عموماً دیکھا جاتا ہے کہ ہمارے نوجوان حضرات باتھ روم میں جا کر نشہ آور چیز استعمال کرتے ہیں۔جیسے سگریٹ،تمباکو،پان وغیرہ وغیرہ ان سب چیزوں کا استعمال کرتے ہیں۔اس طرح کی چیز باتھ روم میں جا کر استعمال کرنا کیسا؟اس بارے میں کیا حکمِ شرع ہے؟مع حوالہ جواب عنایت کریں۔

المستفتی:۔احقرایم۔کے۔رضاصدّیقی متعلم الجامعۃ الاسمٰعیلیۃ،مسولی شریف،بارہ بنکی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں بلاوجہ دوران نماز آنکھیں بند کرنا مکروہ تنزیہی ہے یعنی گناہ تو نہیں ہے مگر بچنا اولیٰ ہے اور اگر خشوع وخضوع کی بنیاد پر بند کرتا ہے کہ آنکھیں نہیں بند کرتا ہے تو خشوع وخضوع نہیں ہوتا ہے تب آنکھیں بند کر کے پڑھنا افضل ہے جیسا کہ حضور صدرالشریعہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان نے ارشاد فرمایا نماز میں آنکھیں بند رکھنا مکروہ ہے مگر کھلی رہنے میں خشوع نہ ہوتا ہو تو بند کرنے میں حرج نہیں بلکہ بہتر ہے۔(بہار شریعت حصہ سوم)

سرکار اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں بعض مکروہات سے کراہت زائل ہو جاتی ہے، جیسے نماز میں آنکھیں بند کرنا مکروہ ہے اور خشوع یونہی ملتا ہے تو آنکھیں بند کرنا ہی اولی کما فی الدرالمختار کرہ تغمیض

عینیه للنهی الاالکمال الخشوع. وفی ردالمحتار بان خاف فوت الخشوع بسبب رؤیة مایفرق الخاطرفلایکره بل قال بعض العلماء انه الاولی ولیس ببعید حلیة وبحر اھ ۔اقول ولعل التحقیق ان بخشیة فوات الخشوع تزول الکراهة وبتحققه یحصل الاستحباب اور درمختار میں ہے: نماز میں آنکھیں بند کرنا مکروہ ہے کیونکہ اس بارے میں ممانعت آئی ہے لیکن اگر کمال خشوع کے لئے ہو تو مکروہ نہیں ۔

ردالمحتار میں ہے: اس طرح طبیعت کو منتشر کرنے والی چیزیں دیکھنے کے سبب خشوع فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو مکروہ نہیں بلکہ بعض علماء نے فرمایا کہ اولی ہے، اور یہ کوئی بعید نہیں ۔حلیہ وبحر ۔اھ اقول شاید تحقیق یہ ہے کہ خشوع فوت ہونے کے اندیشہ کی وجہ سے کراہت زائل ہو جاتی ہے اور آنکھ بند کر لینے پر خشوع متحقق ہو جانے سے استحباب حاصل ہو جاتا ہے اور خدائے برتر خوب جاننے والا ہے (درمختار باب مایفسد الصلوۃ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/ ۹۲/ردالمحتار باب مایفسد الصلوۃ ادارۃ الطباعۃ المصریہ مصر ۱/ ۴۳۴/فتاوی رضویہ شریف جدید جلد نہم صفحہ ۲۱)

بیت الخلاء میں کھانا پینا منع ومکروہ تنزیہی ہے اور جب ان چیزوں کا استعمال بیت الخلاء میں کرے گا تو تھوکے گا بھی اور بیت الخلاء میں تھوکنا منع ہے اور اس سے نسیان کی بیماری ہوتی ہے تو اولیٰ یہی کہ ان کاموں کو ایسی جگہ کرنے سے بچے ۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(کیا محراب کا وسط میں ہونا ضروری ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسجد میں محراب اس طرح بنا ہوا ہے کہ ایک طرف پندرہ مقتدی کھڑے ہو سکتے ہیں اور دوسری طرف دس ہی تو کیا اس طرح سے نمازیوں کے نماز میں کوئی خامی آئیگی اور کیا اس طرح محراب بنوانا درست ہے برائے مہربانی مکمل طور پر جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ **المستفتی**:۔محمد ابوبکر صدیق قادری منظری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

امام کا وسط مسجد میں کھڑا ہونا سنت ہے مسجد میں محراب جو رہتا ہے وہ وسط مسجد سے ہی رہتا ہے اسی لئے فقہاء کرام نے بیان فرمایا کہ امام محراب میں کھڑا ہو تاکہ دونوں طرف برابر رہے اور اگر محراب وسط مسجد سے الگ بن گیا ہے تو امام کو چاہئے کہ حکم دے کہ محراب کو تبدیل کیا جائے اور جب تک محراب کو تبدیل نہیں کیا جاتا ہے جب تک امام صف اول میں کھڑے ہو کر نماز پڑھائے تاکہ دونوں طرف برابر رہے ہاں جمعہ وغیرہ میں لوگوں کی تعداد زیادہ رہتی ہو تو وہ وہاں کھڑے ہو کر نماز پڑھائے نماز ہو جائے گی لیکن مکروہ تنزیہی ہوگی کیونکہ سنت کا ترک مکروہ تنزیہی ہے اور امام کا اس طرح کھڑا ہونا کہ پندرہ مقتدی ایک طرف ہوں اور دس مقتدی ایک طرف تو یہ مکروہ ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(ٹھنڈی والی ٹوپی موڑ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جاڑے کے موسم میں ٹھنڈی والی ٹوپی جو بازاروں میں ملتی ہے اس کو موڑ کر نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں آیا کہ نماز ہوگی یا نہیں؟

المستفتی:۔ فضل الرحمن

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جاڑے کے موسم میں جو بازاروں میں ٹوپی ملتی ہے اس کو موڑ کر نماز پڑھنا درست ہے کیونکہ یہ کف ثوب نہیں ہے اس لئے اس سے نماز ہو جائے گی۔

فتاویٰ مرکز تربیت افتاء میں ہے: جاڑے کے موسم میں اونی ٹوپی موڑ کر پہننے کا جو رواج ہے وہ شرعاً کف ثوب نہیں کیونکہ فقہاء کی اصطلاح میں کف ثوب یہ ہے کہ عادت کے خلاف کپڑے کو موڑ کر استعمال کیا جائے اور یہاں ایسا نہیں یہ ٹوپی عام طور پر موڑ کر ہی استعمال کی جاتی ہے بلکہ بہت سی ٹوپیاں موڑ کر ہی پہنی جاتی ہیں تو یہ موڑنا عادت کے موافق ہے اس لئے یہ جائز ہے اور اس کی وجہ سے نماز میں ذرہ برابر بھی کراہت نہ آئے گی۔

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں: کسی کپڑے کو ایسا خلاف عادت پہننا جسے مہذب آدمی مجمع یا بازار میں نہ کر سکے اور کرے تو بے ادب، خفیف الحرکات سمجھا جائے یہ بھی مکروہ ہے" کرہ کفہ ای رفعہ ولو لتراب کمشمر کم او ذیل"

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۲، صفحہ ۴۰۶)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے " یکرہ للمصلی ان یکف ثوبه بأن یرفع ثوبه من بین یدیه اومن خلفه اذا اراد السجود کذا فی معراج الدرایة " (فتاویٰ عالمگیری جلد اول صفحہ ۱۰۵ ؍ بحوالہ فتاویٰ مرکز تربیت افتاء جلد اول صفحہ ۲۴۱) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

غلام محمد صدیقی فیضی

(کیا نماز میں فون کٹ کر سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز میں اگر فون آجائے تو کیا فون کاٹ سکتے ہیں یا نہیں اور اگر نہیں کاٹ سکتے تو کیوں جواب عنایت فرمائیں؟ **المستفتی**:۔محمد رضا شاہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز ایک عظیم الشان عبادت ہے اس لئے حکم یہ ہے کہ خشوع خضوع اور پورے وقار واطمینان کے ساتھ نماز پڑھی جائے اور جہاں شور وغل ہو وہاں نماز نہ پڑھی جائے۔

بہار شریعت میں ہے کہ اگر بار بار نماز میں ٹوپی گر جاتی ہو تو چھوڑ دیں نہ اٹھائیں اور ٹوپی نہ اٹھانے سے مقصود خشوع خضوع ہو تو ٹوپی نہ اٹھانا افضل ہے (حصہ سوم جلد اول صفحہ ۶۳۱ المکتبۃ المدینہ)

اس سے ہم نماز میں خشوع خضوع کی اہمیت کا اندازہ لگا سکتے ہیں: موبائل کی گھنٹی نماز کے خشوع خضوع کو بری طرح متاثر کرتی ہے لہذا اگر نماز کی حالت میں موبائل کی گھنٹی بجنے لگے اور عمل کثیر کئے بغیر گھنٹی بند کرنا ممکن ہو تو جیب کے اوپر (جیب سے باہر نکال کر نہیں) سے بٹن دبا کر موبائل کی گھنٹی یا پھر سرے سے موبائل بند کر دینا جائز ہے بشرطیکہ عمل کثیر کی نوبت نہ آئے اگر گھنٹی یا موبائل بند کرنے کے لئے عمل کثیر کی نوبت آجائے تو ایسی صورت میں موبائل کی گھنٹی یا موبائل بند نہیں کرنا چاہئے کیونکہ عمل کثیر کی وجہ سے نماز فاسد ہو جائے گی اور نماز جیسی اہم عبادت اور مہتم بالشان عمل کو باطل کرنا بھی لازم آئے گا جو جائز نہیں۔(موبائل فون کے ضروری مسائل صفحہ ۱۱۱) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

غلام محمد صدیقی فیضی

(الٹے مصلے پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ الٹے مصلے پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔نورعالم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جان بوجھ کر الٹے مصلے پر نماز نہ پڑھنا چاہئے اگر الٹے مصلے پر نماز پڑھ لی تو نماز تو ہوگئی لیکن مکروہ ہوئی ،ظاہر ہے کہ یہ کراہت تنزیہی ہے اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ نماز ہوگئی مگر مکروہ ہوئی۔

(فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ ۷۰)

اس صورت میں نماز دہرالینا مستحب ہے کہ جس عبادت میں کراہت ہوجائے اسے دہرانا ہی مناسب ہے اور اگر نہ دہرایا جب بھی حرج نہیں ۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خاں امجدی

(گلے کا بٹن یا آستین کا بٹن بند نہ ہو تو کیا نماز نہیں ہو گی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ گلے کا بٹن یا آستین کا بٹن بند نہ ہو تو نماز نہیں ہو گی؟ صدری کا کتنا بٹن بند رہنا چاہئے؟ **المستفتی:۔** حافظ جعفر علی نظامی بھیونڈی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کرتے کا بٹن کھلا رہنے کی چند صورتیں ہیں یا تو کرتے کے اوپر یا نیچے کوئی دوسرا کپڑا مثلاً صدری، شیروانی یا بنیائن وغیرہ پہنے ہوئے ہو ایسی صورت میں اگر اوپر یا نیچے والے دوسرے کپڑے کی وجہ سے سینہ ڈھکا ہوا تھا تو کرتے کی بٹن کا کھلنا مکروہ تنزیہی ہے، اور اگر کرتے کے اوپر یا نیچے دوسرا کپڑا نہیں ہے جس سے سینہ ڈھکا رہے اس صورت میں مکروہ تحریمی ہے۔جیسا کہ علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ اگر کرتے کا بٹن لگا ہو سینہ ڈھکا ہو اوپر سے صدری پہنا اور بٹن نہ لگایا تو مکروہ تنزیہی ہے۔

نیز فرماتے ہیں کہ انگرکھے کے بند نہ باندھنا اور اچکن وغیرہ کے بٹن نہ لگانا اگر اس کے نیچے کرتا وغیرہ نہیں اور سینہ کھلا رہا تو ظاہر کراہت تحریم ہے، اور نیچے کرتا وغیرہ ہے تو مکروہ تنزیہی (بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۱۶۵ مطبوعہ قادری کتاب گھر بریلی شریف)

فیض الرسول میں ہے کہ اگر بٹن اس طرح کھلے ہوئے تھے جس سے سینہ ظاہر ہے تو نماز قطعاً مکروہ تحریمی ہوگی، اور اگر صرف اوپر کا بٹن اس طرح کھلا ہوا ہے جس سے صرف گلے کے پاس کا خفیف حصہ نظر آرہا ہے تو کوئی حرج نہیں۔(فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ ۳۷۵) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خاں امجدی

(دونوں سجدوں کے مابین اللھم اغفرلی پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے مومن کی نماز میں فتاویٰ رضویہ کے حوالے سے ایک مسئلہ میں پڑھا کہ دو سجدے کے درمیان اللھم اغفرلی۔پڑھنا مستحب ہے، پھر زید نے ایک نمازی کو بتایا تو امام صاحب نے سن کے کہا کہ اللہ اللہ ایسی نئی بات پیدا کرنا منافق کا طریقہ ہے ایسی کوئی بات نہیں ہے؟ اور یہ غلط مسئلہ ہے اب اس امام کے بارے میں کیا حکم ہے؟ مدلل جواب سے نوازیں **المستفتی:**۔غلام حیدر ڈومرمنی کشن گنج (بہار)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بیشک دونوں سجدوں کے مابین اللھم اغفرلی پڑھنا جائز بلکہ مستحب ہے جیسا کہ ترمذی شریف میں ہے"عن ابن عباس ان النبی ﷺ کان یقول بین السجدتین اللھم اغفرلی وارحمنی واجبرنی واھدنی وارزقنی"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان کہتے تھے"اللھم اغفرلی وارحمنی واجبرنی واھدنی وارزقنی"(جلد اول کتاب الصلوۃ ص ۶۳)

سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تحریر فرماتے ہیں"اَللّٰھُمَّ اغفِرلی کہنا امام ومقتدی ومنفرد سب کو مستحب ہے اور زیادہ طویل دعا سب کو مکروہ ہاں منفرد کو نوافل میں مضائقہ نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۶ رص ۱۸۲ر دعوت اسلامی)

امام صاحب کا یہ کہنا کہ اللہ اللہ نئی بات پیدا کرنا منافق کا طریقہ ہے غلط ہے شاید امام

صاحب اس سے غافل تھے، مگر پھر بھی امام صاحب کو یہ نہیں کہنا چاہئے تھا کہ منافق کا طریقہ ہے کسی کو منافق کہنا جائز نہیں ہے لہذا امام صاحب پر لازم ہے کہ زید سے معافی مانگیں اور سچے دل سے توبہ کرلیں۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(یہ سوچ کر نماز پڑھنا کہ فلاں سورہ پڑھوں گا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام اگر یہ سوچ کر مصلے پر جائے کی ہمیں فلاں سورت پڑھانا ہے تو نماز ہوگی یا مکروہ ہوگی؟ **المستفتی**:۔احمد رضا گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز بلا کراہت ہو جائے گی سورت سوچ کر مصلے پر جانے میں بہتری ہے نسیان سے بچنے کے لئے نہ کہ مداومت البتہ سورتوں کا معین کر لینا کہ اس نماز میں ہمیشہ وہی سورت پڑھا کرے مکروہ ہے مگر جو سورتیں احادیث میں وارد ہیں ان کو کبھی کبھی پڑھ لینا مستحب ہے مگر مداومت نہ کرے کہ کوئی واجب نہ گمان کر لے۔(بہار شریعت ج۱ حصہ سوم ص ۹۳) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خاں امجدی

(پلاسٹک کی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ پلاسٹک کی ٹوپی جو مسجد میں رکھی رہتی ہے اسے پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ مکروہ تنزیہی ہے اور حوالے میں شامی کی عبارت پیش کرتے ہیں جس کا مفہوم یہ ہے کہ کام کاج کے کپڑے میں نماز مکروہ (تنزیہی) ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا پلاسٹک کی ٹوپی میں نماز مکروہ تنزیہی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: ۔عبداللہ قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جو ٹوپی مسجد میں نمازیوں کے لئے وقف کی جاتی ہے خواہ وہ پلاسٹک کی ہو یا کپڑے کی اس سے بلا کراہت نماز ہو جاتی ہے۔

اولا:۔ یوں کہ جو ٹوپی مسجد میں وقف کی جاتی ہے وہ بازار میں پہن کر جانے کے لئے نہیں اور نہ ہی مہمان کے یہاں پہن کر جانے کے لئے ہوتی ہے بلکہ بارگاہ رب العزت میں بوقت نماز پہننے کے لئے ہوتی ہے اور فقہ کا قاعدہ ہے ''والواقف لا یملك'' پس جب وہ خاص اللہ کی عبادت کے لئے وقف کی جاتی ہے اور جو چیز خاص عبادت الہی کے لئے وقف کی گئی ہے اس میں نماز مکروہ کیوں؟ جیسے سیوٹر (اونی کپڑہ) نیچے سے موڑ کر پہنا جاتا ہے کیونکہ وہ اسی طرح بنایا گیا ہے جبکہ دیگر کپڑے کو حالت نماز میں موڑ کر پہننے سے نماز مکروہ ہو جاتی ہے مگر سیوٹر کا حکم الگ ہے، یونہی ٹوپی کا معاملہ ہے۔اور یہ دلیل پیش کرنا کہ یہ معزز لوگوں کے پاس پہن کر جانے والی ٹوپی نہیں ہے، بے جا دلیل ہے کیوں کہ مسجد اور بارگاہ الہی سے بڑھ کر معزز ہستی یا جگہ اور کون سی ہے؟

دوم:۔اگر بالفرض مان لیا جائے کہ یہ کام کاج کے کپڑوں کے مثل ہے کہ معززلوگوں کے پاس پہن کر جانے والی ٹوپی نہیں ہے جب بھی بلا کراہت نماز ہو جائے گی اور جو لوگ شامی کی عبارت پیش کر کے تنزیہی کا حکم نافذ کرتے ہیں وہ شاید مکمل عبارت کو سمجھ نہیں پائے۔مکمل عبارت یہ ہے

"کرہ صلوته فی ثیاب بذلة (یلبسها فی بیته) (ومهنة) ای خدمة ان له غیرها" کام کے کپڑوں میں نماز مکروہ ہے(وہ کپڑے جو گھر میں پہنتا ہے)(اور صنعت کے کپڑوں میں)یعنی خدمت والے،اگر اس کے پاس دوسرے کپڑے ہوں (درمختار باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا)

مطلب یہ ہے کہ گھر میں یا کام کاج کے وقت معمولی کپڑے پہنے جاتے ہیں جنہیں پہن کر معززین کے یہاں جانا معیوب سمجھا جاتا ہے،پس اگر دوسرے ایسے کپڑے جو معمولی نہ ہوں موجود ہوں تو معمولی کپڑوں میں نماز مکروہ تنزیہی ہے،اور اگر دوسرے غیر معمولی کپڑے نہیں تو بلا کراہت انہیں میں نماز درست ہے۔

دوسرا مطلب یوں لے سکتے ہیں کہ اچھے کپڑے جنہیں پہن کر معززین کے یہاں جانا معیوب نہیں سمجھا جاتا ہے اگر گھر میں یا کام کاج کے وقت بھی پہنے جائیں تو بھی ان سے نماز بلا کراہت درست ہے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ گھر میں یا کام کاج میں پہنے جانے والے کپڑے ہیں اس لئے نماز میں کراہت ہوگی،ہرگز نہیں ہوگی۔ہاں ایسے معمولی اور کم حیثیت کے کپڑے جنہیں معززین کے یہاں پہن کر نہیں جایا جاسکتا،انہیں پہن کر دوسرے اچھے اور بیش قیمت کپڑوں کے ہوتے ہوئے نماز میں کراہت تنزیہی ہوگی،اور ٹوپی ان سب سے الگ حکم والی ہے کیونکہ وہ مسجد میں بوقتِ حاضری استعمال کے لئے ہی وقف ہے نہ کہ معززین زمانہ کے یہاں پہن کر جانے کے لئے،اور نہ ہی گھر میں یا کام کاج کے وقت استعمال کرنے کے لئے،پس کراہت کا حکم کیوں؟

علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ کام کاج کے کپڑوں سے نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے،جب کہ اس کے پاس اور کپڑے ہوں،ورنہ کراہت نہیں۔

(بہار شریعت جلد اول حصہ سوم مکروہات کا بیان ص ۶۳۰ ،دعوت اسلامی)

فتاوی امجدیہ میں ہے: ہر وقت کے پہننے کے کپڑوں میں جس کو ثیاب بذلہ کہتے ہیں نماز پڑھنا جبکہ دوسرے اچھے کپڑے موجود ہوں مکروہ ہے۔ (جلد اول ص ۱۹۸)

یونہی ہاف ٹی شرٹ پہن کر نماز مکروہ تنزیہی ہے لیکن اگر نمازی کے پاس دوسرا کپڑا نہیں تو مکروہ بھی نہیں جیسا کہ علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ" جس کے پاس کپڑے موجود ہوں اور صرف نیم آستین یا بنیائن پہن کر نماز پڑھتا ہے تو کراہت تنزیہی ہے اور کپڑے موجود نہیں تو کراہت بھی نہیں معاف ہے۔ (فتاوی امجدیہ جلد اول ص ۱۹۳)

ان مذکورہ بالا عبارات سے ظاہر ہے کہ کام کاج کے کپڑے میں نماز اسی وقت مکروہ ہے جب مصلی کے پاس دوسرا کپڑا ہو، اور اگر دوسرا کپڑا نہیں ہے تو پھر نماز مکروہ نہیں۔ یونہی پلاسٹیک کی ٹوپی میں نماز اسی وقت مکروہ ہوگی جب مصلی (نمازی) کے پاس دوسری ٹوپی اس سے بیش قیمت اور عمدہ ٹوپی موجود ہو۔ اور ظاہر سی بات ہے کہ مصلی پلاسٹیک کی ٹوپی اسی وقت استعمال کرتا ہے جب اس کے پاس دوسری ٹوپی نہیں ہوتی ہے۔

پس معلوم ہوا کہ نماز بلا کراہت ہو جاتی ہے۔ ہاں بہتر یہ ہے کہ ہر بندہ نماز کے لئے ایک بہتر ٹوپی خود ضرور رکھے تا کہ اس میں نماز ادا کر سکے اور وقتی ٹوپی پہننے کی حاجت ہی پیش نہ آئے۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

الجواب صحیح و المجیب نجیح،

العبد العاصی، سید شمس الحق برکاتی مصباحی (قاضی شرع گوا اسٹیٹ)

الجواب صحیح و المجیب نجیح

محمد عزیز الرحمن رضوی بریلوی (صدر شعبہ افتاء وصدر المدرسین جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف)

(چشمہ لگا کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ چشمہ لگا کر نماز پڑھنا جائز ہے کیا؟ جواب عنایت فرمائیں **المستفتی**:۔محمد عباس اشرفی کچھوچھہ شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

چشمہ لگا کر نماز پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ اسکا حلقہ اور فریم سونے چاندی کا نہ ہو اور بوقت سجدہ ناک ہڈی تک دبنے میں رکاوٹ کا سبب نہ بنے مگر بہتر یہ ہے کہ نماز پڑھتے وقت اتار لے جیسا کہ فتاوی مرکز تربیت افتاء میں ہے کہ دھات کا چشمہ لگا کر نماز پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ سونے چاندی کا نہ ہو لیکن بہتر یہ ہے کہ نماز پڑھتے وقت اتار لے جیسا کہ اعلی حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فتاوی رضویہ جلد سوم صفحہ ۴۲۷/ میں تحریر فرماتے ہیں کہ اگر عینک (چشمہ) کا حلقہ چاندی یا سونے کی ہیں تو ایسی عینک ناجائز ہے اور نماز اسکی اور مقتدیوں سب کی سخت مکروہ ہوتی ہے ورنہ تانبے یا اور دھات کی ہوں تو بہتر یہ ہے کہ نماز پڑھنے میں اتارلے ورنہ یہ خلاف اولی اور کراہت سے خالی نہیں ۔اھ (فتاوی مرکز تربیت افتاء ج:۱/ص:۲۲۴/ ۲۲۵/ باب مایکرہ فی الصلاۃ/فقیہ ملت اکیڈمی اوجھا گنج ضلع بستی) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

اسرار احمد نوری بریلوی

(کالرموڑ کرنماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو سادے کپڑے ہوتے ہیں اس کی جو کالرموڑی ہوئی ہوتی ہیں تو کیا ایسی حالت میں نماز پڑھ سکتے ہیں یا اسے سیدھی کر کے پڑھیں؟ جواب عنایت فرمائیں المستفتی:۔محمد رضا جمالی

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کالرکوموڑ کر بلا کراہت نماز ہو جائے گی اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ کپڑے میں جو کالر ہوتا ہے اسے موڑ کر ہی پہننے کے لئے بنایا گیا ہے اس کو موڑ کر جو پہننے کا رواج ہے وہ شرعا کف ثوب نہیں۔بلکہ اگر کوئی کھول کرنماز پڑھے تو نماز مکروہ تنزیہی ہوگی کیونکہ اس طرح کھول کر پہننا معیوب ہے اور لوگ اس طرح مہمان وغیرہ کے پاس نہیں آتے جاتے ہیں کیونکہ فقہاء کی اصطلاح میں" کف ثوب" یہ ہے کہ عادت کے خلاف کپڑے کو موڑ کر استعمال کیا جائے اور یہاں ایسا نہیں ہے۔بلکہ سارے کپڑوں کی کالرکوموڑ کر ہی پہنی جاتی ہے تو یہ موڑ عادت کے موافق ہے اس لئے یہ جائز ہے اور اس کی وجہ سے نماز میں ذرہ برابر بھی کراہت نہ آئے گی حضور فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ:کسی کپڑے کو ایسا خلاف عادت پہننا جسے مہذب آدمی مجمع یا بازار میں نہ کر سکے اور اگر کرے تو بے ادب خفیف الحرکات سمجھا جائے یہ مکروہ ہے جیسے انگرکھا پہننا اور گھنڈ یا باہر کے بند نہ لگانا یا ایسا کرتا جس کے بٹن سینے پر ہیں پہننا اور بوتام اتنے لگانا کہ سینہ یا شانہ کھلا رہے جبکہ اوپر سے انگرکھا نہ پہنے ہو یہ بھی مکروہ ہے۔

(فتاوی فیض الرسول جلد اول صفحہ نمبر ۳۷۳)

معلوم ہوا کہ کسی کپڑے کو ایسا خلاف عادت پہننا کہ جسے مہذب انسان مجمع یا بازار میں نہ کر سکے اور اگر کرے تو بے ادب خفیف الحرکات سمجھا جائے یہ مکروہ ہے لہذا۔کالر کو موڑ کر پہننا کہیں خفیف الحرکات نہیں سمجھا جاتا ہے اس لئے اس طرح نماز پڑھنا بلا کراہت جائز و درست ہے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مدثر جاوید رضوی

(کیا آیۃ الکرسی پڑھنے سے نماز ہو جائے گی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ فرض نمازوں میں پہلی رکعت میں صرف آیت الکرسی پڑھنا اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھ کر نماز ادا کرنا کیسا ہے؟ نماز ہوگی یا نہیں جواب عطا فرمائیں۔ **المستفتی**:۔محمد قاسم رضا اترولہ بلرام پور یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اس صورت میں نماز واجب الاعادہ ہوگی کہ سورہ فاتحہ کا پڑھنا دونوں رکعتوں میں واجب ہے یہاں تک کہ ایک آیت بلکہ ایک لفظ کا ترک بھی ترک مکروہ تحریمی ہے۔ردالمحتار علی الدرالمختار میں ہے"وأما قرائة الفاتحة والسورة أو ثلاث آيات فهي واجبة أيضاً۔

(جلد ۲/باب صفۃ الصلاۃ ص ۱۳۳)

اور ترمذی شریف میں ہے"عن عبادة بن الصامت عن النبی صلی الله علیه وسلم قال لا صلوٰة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب"(جلداول صفحہ ۳۴)

اس حدیث شریف سے فرض تو نہیں مگر وجوب ضرور مستنبط ہوتا ہے۔اور بہار شریعت جلد اول صفحہ ۵۱۷/پر بھی اسی طرح ہے۔

ہاں اگر سورہ فاتحہ کے ساتھ آیۃ الکرسی اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھی تو نماز ہو جائے گی۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

الاحقر سراج احمد المصباحی

(غروب آفتاب کے وقت نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ غروب آفتاب کے وقت نماز ادا یا قضاء پڑھ سکتے ہیں؟ برائے مہربانی مکمل طور پر جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی

المستفتی:۔ساجد رضا رضوی گونڈہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

غروب آفتاب وطلوع آفتاب ونصف النہار ان تین وقتوں میں کوئی بھی نماز پڑھنا جائز نہیں ہاں اگر عصر کی نماز اس روز نہ پڑھی ہوتو پڑھ لے لیکن اتنی تاخیر کرنا حرام ہے جیسا کہ سرکار صدر الشریعہ علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں طلوع وغروب ونصف النہار ان تینوں وقتوں میں کوئی نماز جائز نہیں نہ فرض نہ واجب نہ نفل نہ ادا نہ قضا، یوہیں سجدۂ تلاوت وسجدۂ سہو بھی ناجائز ہے، البتہ اس روز اگر عصر کی نماز نہیں پڑھی تو اگر چہ آفتاب ڈوبتا ہو پڑھ لے، مگر اتنی تاخیر کرنا حرام ہے۔ حدیث میں اس کو منافق کی نماز فرمایا۔(بہار شریعت جلد اول حصہ سوم نماز کے وقتوں کا بیان)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(مسجد کی چھت پر نماز پڑھنے کا شرعی حکم؟)

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

المستفتی:۔ عبدالقادر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مسجد کی چھت پر بلا ضرورت نماز ادا کرنا مکروہ ہے فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ مسجد کی چھت پر بلا ضرورت نماز ادا کرنا مکروہ ہے جیسا کہ درمختار میں ہے"و کرہ تحریما (الوط فوقه والمول والتغوط" اسی کے تحت ردمختار میں ہے" ثم رایت القهستانی نقل عن المفید کراهة الصعود علی سطح المسجد ویلزمه کراهة الصلوة ایضا فوقه فلیتامل"۔(ردالمحتار جلد ۲ ص ۴۲۸)

اور اسی طرح فتاوی امجدیہ جلد ۱ ص ۲۴۹ پر بھی ہے،لہذا اس کراہت سے بچنے کے لئے نماز کی ابتداء مسجد کے نچلے حصے سے کی جائے اور جب آدمی زیادہ ہوجائیں اور نیچے جگہ نہ بچے تو بقیہ لوگ مسجد کی چھت پر نماز پڑھ سکتے ہیں اس صورت میں نماز بلا کراہت جائز ہوجائے گی کیوں کہ اب اوپر چڑھنا بوجہ ضرورت ہوا اور یہ جائز ہے جیسا کہ فتاوی ہندیہ جلد ۵ ص ۳۲۲ پر ہے" الصعود علی سطح کل مسجد مکروہ ولهذا اذا اشتد الحر یکره ان یصلوا بالجماعة فوقه الا اذا ضاق المسجد فحینئذ لا یکره الصعود للضرورة" ایسا ہی فتاوی رضویہ شریف جلد سوم میں ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد انیس الرحمن حنفی رضوی

(بنا سلے ہوئے تہبند پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا تہبند (لنگی) بنا سیلے پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے؟ جیسا کی آج کل ہندوؤں میں پہنا جاتا ہے۔

المستفتی: ۔نوشاد عالم برکاتی ہرسوس بنارس یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جس طرح کفار پہنتے ہیں یعنی ران کھول کر اس طرح پہن کر نماز پڑھنا مکروہ نہیں بلکہ ہوتی ہی نہیں ہے؟ کیونکہ نماز میں ستر کا چھپانا فرض ہے جیسا کہ فقیہ اعظم ہند حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فتاوی امجدیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ' نماز کے لئے ستر عورت فرض ہے ۔جب ستر عورت ہو جائے تو نماز ہو جائے گی۔(فتاوی امجدیہ جلد ا صفحہ ۱۸۳ باب مفسدات الصلوۃ)

حالانکہ اس طرح کوئی مسلمان پہن کر نماز نہیں پڑھتا اور نہ ہی گمان کیا جا سکتا ہے تو اگر ستر پوشی کے ساتھ پڑھیں تو نماز ہو جائے گی ہاں اگر اس قدر باریک ہو کہ ران چمکے جب بھی نماز نہ ہوگی جیسا کہ بہار شریعت میں ہے کہ بعض لوگ باریک ساڑیاں اور تہبند باندھ کر نماز پڑھتے ہیں کہ ران چمکتی ہے ان کی نمازیں نہیں ہوتیں اور ایسا کپڑا پہننا جس سے ستر عورت نہ ہو سکے علاوہ نماز کے بھی حرام ہے۔(بہار شریعت حصہ ۳ صفحہ ۴۸۰ نماز کی شرطوں کا بیان مکتبۃ المدینہ) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

(تصویر والی ٹی شرٹ پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ تصویر والی ٹی شرٹ پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

المستفی:۔ساجد علی اعظم گڑھ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جاندار کی تصویر والی ٹی شرٹ پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور نماز کے علاوہ بھی تصویر والا کپڑا پہننا جائز نہیں جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں جس کپڑے پر جاندار کی تصویر ہو، اسے پہن کر نماز پڑھنا، مکروہ تحریمی ہے۔نماز کے علاوہ بھی ایسا کپڑا پہننا، ناجائز ہے۔ یوہیں مصلّی کے سر پر یعنی چھت میں ہو یا معلّق ہو، یا محل سجود میں ہو، کہ اس پر سجدہ واقع ہو، تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی یوہیں مصلّی کے آگے، یا داہنے، یا بائیں تصویر کا ہونا، مکروہ تحریمی ہے، اور پس پُشت ہونا بھی مکروہ ہے، اگر چہ ان تینوں صورتوں سے کم اور ان چاروں صورتوں میں کراہت اس وقت ہے کہ تصویر آگے پیچھے دہنے بائیں معلق ہو، یا نصب ہو یا دیوار وغیرہ میں منقوش ہو، اگر فرش میں ہے اور اس پر سجدہ نہیں، تو کراہت نہیں۔ اگر تصویر غیر جاندار کی ہے، جیسے پہاڑ دریا وغیرہا کی، تو اس میں کچھ حرج نہیں۔(بہار شریعت جلد اول حصہ سوم صفحہ ۶۳۱)واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد عمران نظامی قادری تنویری عفی عنہ

(ریشمی کپڑا پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ریشمی کپڑا پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اور اگر امام نے ریشمی کپڑا پہن کر نماز پڑھایا تو اس نماز کا کیا حکم ہے؟

المستفی:۔ ریاض الدین سعد اللہ نگر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب ھوالھادی الی الصواب

ریشمی کپڑا پہن کر مرد کے لئے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے دوسرا کپڑا پہن کر دوبارہ نماز پڑھنا واجب ہے جس امام نے ریشمی کپڑا پہن کر نماز پڑھائی تو خود اس امام کی نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے تو اس کی اقتداء میں سب مقتدیوں کی نماز بھی مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی۔جیسا کہ حضور اعلی حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں" فی الواقع ریشمی کپڑا پہن کر نماز مرد کے لئے مکروہ تحریمی ہے کہ اسے اتار کر پھر پڑھنا واجب کما ھو معلوم من الفقه فی غیر ما موضع شرح مقدمه غزنویه پھر فتاوی انقرویہ میں ہے:تکرہ الصلوٰۃ فی ثوب الحریر وعلیه ایضا لانه محرم علیه لبسه فی غیر الصلوٰۃ ففیھا اولی فان صلی فیھا صحت صلاته لان النھی لا یختص بالصلوٰۃ انتھی اقول وقوله وعلیه ایضا مبتن علی قولھما من حرمة افتراش الحریر والا فھو جائز عندالامام الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنه لان المحرم لبسه لاسائر وجوہ الانتفاع کما فی ردالمحتار وغیرہ نعم تکرہ الصلاۃ علیه وان

جاز افتراشه لان الصلوٰة لیست موضع الترفه وهذه الکراهة تنزیهیا۔ جبکہ اللہ عزوجل نے مرد کو ریشمی کپڑا گھر میں پہننا حرام کیا تو خود اس کے دربار میں اسے پہن کر حاضر ہونا کس درجہ گستاخی و بے ادبی ہوگا، جو بات گھر بیٹھ کر تنہائی میں کرنا تو قانون سلطانی میں جرم ہو وہ خود بارگاہ سلطانی میں اس کے حضور کھڑے ہوکر کرنا کیسی صریح بیباکی اور بادشاہ کا موجب ناراضی ہوگا والعیاذ باللہ تعالیٰ اور پُر ظاہر کہ نماز امام کی یہ کراہت نماز مقتدیان کی طرف بھی سرایت کرے گی تو اُن سب کی نمازیں خراب و ناقص ہونے کا یہی شخص باعث ہوا اور معاذ اللہ ارشاد حضرت مولوی قدس سرہ المعنوی کا مصداق ٹھہرا بے ادب تنہا نہ خود را داشت بدبلکہ آتش درهمه آفاق زد بعینہٖ یہی حکم ان سب چیزوں کا ہے جن کا پہننا ناجائز ہے جیسے ریشمی کمر بند یا مغرق ٹوپی یا وہ کپڑا جس پر ریشم یا چاندی یا سونے کے کام کا کوئی بیل بُوٹا چار انگل سے زیادہ عرض کا ہو یا ہاتھ خواہ پاؤں میں تانبے سونے چاندی پیتل لوہے کے چھلّے یا کان میں بالی یا بُندا یا سونے خواہ تانبے پیتل لوہے کی انگوٹھی اگرچہ ایک تارکی ہو یا ساڑھے چار ماشے چاندی یا کئی نگ کی انگوٹھی یا کئی انگوٹھیاں اگرچہ سب مل کر ایک ہی ماشہ کی ہوں کہ یہ سب چیزیں مردوں کو حرام و ناجائز ہیں اور اُن سے نماز مکروہ تحریمی اور تانبے پیتل لوہے کے زیور تو عورتوں کو بھی حرام ہیں انہیں پہن کر اُن کی نماز بھی مکروہ تحریمی۔ (فتاویٰ رضویہ قدیم جلد ۳ رصفحہ ۴۲۲) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری رضوی

(مقبرہ میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مقبرہ میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟ چونکہ کچھ مزارات اولیاء ایسے ہیں جہاں پر داہنے بائیں یا مزار شریف کے قریب ہی دیوار کے دوسری طرف نماز پڑھنے کے لئے جگہ بنا ہوا ہوتا ہے اور کچھ جگہوں پر تو مزار شریف ہی سامنے ہوتا ہے فقط بیچ میں دیوار حائل ہوتی ہے اور اگر دیوار گرادی جائے تو نمازی سے دو تین گز کے فاصلے پر ہی مزار نظر آتا ہے کچھ وہابیوں کا کہنا ہے کہ یہ شرک ہے مزار شریف کے قریب ہی مزار شریف کی طرف منھ کر کے نماز پڑھنا۔علمائے کرام کی بارگاہ میں عرض ہے کہ تشفی بخش جواب دلائل و براہین کی روشنی میں عطا فرمائیں بہت بہت مہربانی ہوگی **المستفی:**۔غلام معین الدین بنجاری باغ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں نماز بلا کراہت جائز ہے وہابیہ دیابنہ تو خود کافر و مرتد ہیں انہیں محبوبان بارگاہ الٰہی کے قرب میں نماز پڑھنے کی توفیق کیونکر ہوگی اگر اولیاء اللہ کے دامن سے وابستہ ہی ہوتے تو ان کی آخرت تباہ نہ ہوتی الحمد للہ یہ اہلسنت کا نصیبہ ہے کہ محبوبان بارگاہ الٰہی کے قرب میں بھی انہیں عبادت کا موقع نصیب ہوتا ہے اور یقیناً اللہ والوں کی قرب کی برکت سے عبادت مقبول ہوتی ہے۔حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اسی طرح کے سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں صورت مذکورہ میں نماز جائز اور بلا کراہت جائز، اور قرب مزار محبوباں کردگار کے باعث زیادہ مثمر برکات و انوار و مورد رحمت جلیلہ غفار۔خلاصہ و ذخیرہ و

محیط و ہندیہ وغیرہا میں ہے: واللفظ لھذین قال محمد اکرہ ان تکون قبلۃ المسجد الی المخرج والحمام والقبر (الی قولہ اعنی المحیط) ھذا کلہ اذا لم یکن بین المصلی وبین ھذہ المواضع حائط اوسترۃ اما اذا کان لایکرہ ویصیر الحائط فاصلا"۔ سرکار اعظم مدینہ طیبہ صلی اللہ تعالٰی علٰی من طیبہا وآلہ وسلم میں روضہ انور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سامنے نمازیوں کی صفیں ہوتی ہیں جن کا سجدہ خاص روضہ انور کی طرف ہوتا ہے مگر نیت استقبال قبلہ کی ہے، نہ استقبال روضہ اطہر کی۔

لہٰذا ہمیشہ علمائے کرام نے اسے جائز رکھا ہاں بلا مجبوری مزار اقدس کو پیٹھ کرنے سے منع فرمایا اگر چہ نماز میں ہو، منسک متوسط اور اس کی شرح مسلک متقسط ملا علی قاری میں ہے:

(لایستدبر القبر المقدس) ای فی صلاۃ ولا غیرھا الالضرورۃ ملجئۃ الیہ

نیز شرح مذکور میں ہے: لاتکرہ الصلٰوۃ خلف الحجرۃ الشریفۃ الا اذا قصد التوجہ الی قبرہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم (۱) امام اجل قاضی عیاض شرح صحیح مسلم شریف پھر (۲) علامہ طیبی شرح مشکوٰۃ المصابیح پھر (۳) علامہ قاری مرقاۃ المفاتیح (۴) نیز علامہ محدث طاہر فتنی مجمع بحار الانوار (۵) امام قاضی ناصر الدین بیضاوی پھر (۶) امام جلیل علامہ محمود عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری پھر (۷) امام احمد محمد خطیب قسطلانی ارشاد الساری شرح بخاری نیز (۸) امام ابن حجر مکی شرح مشکوٰۃ شریف پھر (۹) شیخ محقق محدث دہلوی لمعات التنقیح میں فرماتے ہیں: وھذا لفظ الاولین، من اتخذ مسجدا فی جوار صالح اوصلی فی مقبرۃ وقصد الاستظھار بروحہ اووصول اثر من اٰثار عبادتہ الیہ، لاللتعظیم لہ و التوجہ نحوہ، فلاحرج علیہ الاتری ان مرقد اسمٰعیل علیہ الصلاۃ و السلام فی المسجد الحرام عند الحطیم، ثم ان ذلک المسجد افضل مکان یتحری المصلی لصلاتہ۔ یعنی جس نے کسی نیک بندے کے قرب میں مسجد بنائی یا مقبرہ میں

نماز پڑھی اور اس کی روح سے استمداد و استعانت کا قصد کیا یا یہ کہ اس کی عبادت کا کوئی اثر پہنچے، نہ اس لئے کہ نماز سے اس کی تعظیم کرے یا نماز میں اس کی طرف منہ ہونا چاہیے تو اس میں کوئی حرج نہیں، کیا دیکھتے نہیں کہ سیدنا اسمعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مزار شریف خاص مسجد الحرام میں حطیم کے پاس ہے پھر یہ مسجد سب سے افضل وہ جگہ ہے کہ نمازی نماز کے لئے جس کا قصد کرے، اخیرین کے لفظ یہ ہیں: خرج بذلك اتخاذ مسجد بجوار نبی او صالح والصلوٰة عند قبره لالتعظیمه والتوجه نحوه بل لوصول مدد منه حتی تكمل عبادته ببركة مجاورته لتلك الروح الطاهرة فلاحرج فی ذلك لما ورد ان قبر اسمعیل علیه الصلوٰة والسلام فی الحجر تحت میزاب وان فی الحطیم وبین الحجر الاسود وزمزم قبر سبعین نبیا ولم ینه احد عن الصلاة فیه۔ یعنی کسی نبی یا ولی کے قرب میں مسجد بنانا اور ان کی قبر کریم کے پاس نماز پڑھنا ان دونیتوں سے بلکہ اس لئے کہ اُن کی مدد مجھے پہنچے اُن کے قرب کی برکت سے میری عبادت کامل ہو اس میں کچھ مضائقہ نہیں کہ وارد ہوا ہے کہ اسمعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مزار پاک حطیم میں میزاب الرحمۃ کے نیچے ہے اور حطیم میں اور سنگِ اسود وزمزم کے درمیان ستّر پیغمبروں کی قبریں ہیں علیہم الصلوٰۃ والسلام، اور وہاں نماز پڑھنے سے کسی نے منع نہ فرمایا۔ شیخ محقق فرماتے ہیں: کلام الشارحین متطابق فی ذٰلک تمام اصحاب شرح اس بارے میں یک زبان ہیں۔ الحمدللہ ائمہ کرام کے اس اجماع و اتفاق نے جان وہابیت پر کیسی قیامت توڑی کہ خاص نماز میں مزارات اولیائے کرام سے استمداد و استعانت کی ٹھہرا دی، اب تو عجب نہیں کہ حضرات وہابیہ تمام ائمہ دین کو گور پرست کا لقب بخشیں ولاحول ولا قوۃ الاّ باللہ العلی العظیم پھر روضہ مبارک کا دروازہ مبارک بند کرنے کی بھی ضرورت اس حالت میں ہے کہ قبر انور نمازی کے خاص سامنے ہو اور بیچ میں چھڑی وغیرہ کوئی سترہ نہ ہو اور قبر اتنی قریب ہو کہ جب یہ خاشعین کی سی نماز پڑھے تو حالت قیام میں قبر پر نظر پڑے، اور اگر مزار مبارک ایک کنارے کو

ہے یا بیچ میں کوئی سترہ ہے اگر چہ آدھ گز اونچی کوئی لکڑی ہی کھڑی کرلی ہو یا مزار مطہر نماز کی جگہ سے اتنی دور ہے کہ نمازی نیچی نظر کئے اپنے سجدہ کی جگہ نظر جمائے تو مزار شریف تک نگاہ نہ پہنچے تو ان صورتوں میں دروازہ بند کرنے کی بھی حاجت نہیں یونہی نماز بلا کراہت جائز ہے۔

(۱) تاتارخانیہ پھر (۲) فتاوی عالمگیریہ میں ہے: ان کان بینه وبین القبر مقدار ما لو کان فی الصلوٰة و یمر انسان لایکره فههنا ایضا لایکره (۳) جامع مضمرات شرح قدوری پھر (۴) جامع الرموز شرح نقایہ پھر (۵) طحطاوی علی مراقی الفلاح و (۶) ردالمحتار علامہ شامی میں ہے: لاتکره الصلوٰة الی جهة القبر الا اذا کان بین یدیه بحیث لوصلی صلاة الخاشعین وقع بصره علیه یہ قلب وہابیت پر کیسا شاق ہوگا کہ مزار مبارک بلا حائل بے پردہ صرف چار پانچ گز کے فاصلے سے عین نماز میں نمازی کے سامنے ہے اور نماز بلا کراہت جائز، کیا یہ فقہائے کرام کو قبر پرست نہ کہیں گے۔ والعیاذ باللہ رب العٰلمین۔

یہ سب اُس صورت میں ہے کہ وہ بہ نیت فاسدہ نہ ہوں یعنی نماز سے تعظیم قبر کا ارادہ یا بجائے کعبہ نماز میں استقبال قبر کا قصد۔ ایسا ہو تو آپ ہی حرام بلکہ معاذ اللہ نیت عبادت قبر ہو تو صریح شرک وکفر مگر اس میں مزار مقدس کی جانب سے حرج نہ آیا بلکہ اس شخص کا فاسد ارادہ یہ فساد لایا اس کی نظیر یہ ہے کہ کوئی ناخداترس کعبہ معظمہ کے سامنے اس نیت سے نماز پڑھے کہ وہ کعبہ کی طرف نہیں بلکہ وہ خود کعبہ کو سجدہ کرتا ہے یا نماز تعظیم کعبہ کے لئے پڑھتا ہے ایسی نماز بیشک حرام اور نیت عبادت کعبہ ہو تو سلب اسلام مگر اس میں کعبہ معظمہ کا کیا قصور ہے یہ تو اس کی نیت کا فتور ہے، یونہی جو مزارات کے حضور ہے اور مزار کریم مستور ہے یا نظر خاشعین سے دور ہے تو فاسد نیت سے ماز ور ہے اور تبرک واستمداد کی نیت سے ماجور ہے کہ نماز و نیاز کا اجتماع نورٌ علیٰ نور ہے۔ (فتاوی رضویہ قدیم جلد ۳؍صفحہ ۴۱۹؍۴۲۱؍تا۴۲۱) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری رضوی

(دوران نماز دائیں بائیں دیکھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ دوران نماز دائیں بائیں اوراوپر دیکھنے سے نماز ہوگی یا نہیں؟ جواب عنایت فرما کر عند الناس مشکور ہوں وعند اللہ ماجور ہوں

المستفی:۔محمد انصاف علی جلال آباد شاہجہاں پور یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ادھر ادھر اوپر یا دائیں بائیں نادراً کسی غرض صحیح کی بنیاد پر ہو تو دیکھنے میں کوئی حرج نہیں پھر اگر دائیں بائیں منہ پھیر کر دیکھنا ہو یا آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا ہو تو یہ مکروہ تحریمی ہے ہاں چہرہ نہ پھرا اور کنکھیوں سے ادھر ادھر بلا حاجت دیکھے تو یہ مکروہ تنزیہی ہے جیسا کہ صدر الشریعہ علامہ امجد علی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں ادھر ادھر منہ پھیر کر دیکھنا مکروہ تحریمی ہے کل چہرہ پھر گیا ہو یا بعض اور اگر منہ نہ پھیرے صرف کنکھیوں سے ادھر ادھر بلا حاجت دیکھے تو کراہت تنزیہی ہے؛ اور نادراً کسی غرض صحیح سے ہو تو حرج نہیں؛ نگاہ آسمان کی طرف اٹھانا بھی مکروہ تحریمی ہے۔(بہار شریعت جلد اول حصہ سوم صفحہ نمبر ۶۲۶ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

لہذا بلا حاجت دائیں بائیں ادھر ادھر یا اوپر منہ پھیر کر دیکھا تو نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی اور اگر بغیر منھ پھیرے بلا حاجت کنکھیوں سے ادھر ادھر دیکھا تو مکروہ تنزیہی کہ جس کے اعادہ کی حاجت نہیں بہر حال اس سے بچنا بہتر وانسب۔واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

ابوعبداللہ محمد ساجد چشتی

(سجدہ میں جاتے وقت پائجامہ اٹھانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بعض لوگ سجدہ میں جاتے وقت پائجامہ اوپر کھینچ کر سجدہ کرتے ہیں ایسا کرنا کیسا ہے؟ **المستفی:۔** شعبان علی دہلی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز میں ایسا کرنا مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے،سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ بعض شخص نماز میں رکوع کے بعد سجدہ کو جاتے وقت دونوں ہاتھوں سے دونوں پائچوں کو گھٹنوں سے اوپر کو چھڑا لیا کرتے ہیں یعنی ہر رکعت میں ایسا ہی کرتے ہیں اس کی نسبت کیا حکم ہے؟ تو جواب میں ارشاد فرمایا مکروہ ہے (فتاوی رضویہ جلد ۷ /ص ۲۹۷ / دعوت اسلامی)

بہار شریعت میں ہے کپڑا سمیٹنا،مثلاً سجدہ میں جاتے وقت آگے یا پیچھے سے اٹھا لینا، اگرچہ گرد سے بچانے کے لیے کیا ہو اور اگر بلا وجہ ہو تو اور زیادہ مکروہ۔(بہار شریعت ح سوم مکروہات کا بیان ص ۶۲۴ / دعوت اسلامی) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

تاج محمد قادری واحدی

(حالت نماز میں ٹوپی گرجائے تو اٹھا سکتے ہیں یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز پڑھتے وقت سر سے ٹوپی گرجائے تو اٹھا لینی چاہیئے یا نہیں؟ **المستفی**:۔رمضان علی پونہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اٹھا لینے میں حرج نہیں بلکہ افضل ہے جبکہ عمل کثیر نہ پایا جائے اور اگر انکساری کی نیت ہو تو نہ اٹھانا افضل ہے جیسا کہ فتاوی رضویہ میں ہے کہ اٹھالینا افضل ہے جبکہ بار بار نہ گرے اور اگر تذلل وانکساری کی نیت سے سر برہنہ رہنا چاہے تو نہ اٹھانا افضل۔

درمختار میں ہے:سقط قلنسوته فاعادتها افضل الا اذا احتاجت لتكوير او عمل کثیر۔ نمازی کی ٹوپی گرجائے تو اس کا اٹھانا افضل ہے مگر اس صورت میں کہ باندھنے کی حاجت ہو یا عمل کثیر لازم آرہا ہو۔(درمختار باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۹۱)

ردالمحتار میں ہے:الظاهر ان افضلية اعادتها حيث لم يقصد بتركها التذليل ”ظاہر یہی ہے کہ اس کا اٹھانا تب افضل ہے جب اس کے ترک میں تذلل کا ارادہ نہ ہو۔(ردالمحتار باب مکروہات الصلوٰۃ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۴۷۴ بحوالہ فتاوی رضویہ جلد ۷ رص ۲۹۸ ردعوت اسلامی)

بہار شریعت میں ہے نماز میں ٹوپی گر پڑی تو اٹھالینا افضل ہے، جب کہ عمل کثیر کی حاجت نہ پڑے، ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی اور بار بار اٹھانی پڑے، تو چھوڑ دے اور نہ اٹھانے سے خضوع مقصود ہو، تو نہ اٹھانا افضل ہے۔(حصہ سوم مکروہات کا بیان ص ۶۳۱ ردعوت اسلامی) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

تاج محمد قادری واحدی

(کسی کے خاطر رکوع کو طول دینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام رکوع میں ہو اور مقتدی نیت باندھنے جارہا ہو تو رکوع کی تسبیح تین سے زائد پڑھ سکتے ہیں؟ **المستفی:۔**(حافظ) اشتیاق احمد نیپال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جماعت میں شامل کرنے کی غرض سے ایک دو تسبیح بڑھانے میں حرج نہیں ہے اور اگر اسکی خوشامد مقصود ہو تو ایک تسبیح بھی بڑھانے کی اجازت نہیں کہ مکروہ تحریمی ہے جیسا کہ علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ امام کو کسی آنے والے کی خاطر نماز کا طول دینا مکروہ تحریمی ہے، اگر اس کو پہچانتا ہو اور اس کی خاطر مدنظر ہو اور اگر نماز پر اس کی اعانت کے لئے بقدر ایک دو تسبیح کے طول دیا تو کراہت نہیں۔(بہار شریعت ح سوم ص ٦٣٠ ردعوت اسلامی)

سرکار اعلی حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ اگر کسی خاص شخص کی خاطر اپنے کسی علاقہ خاصہ یا خوشامد کے لئے منظور تو ایک بار تسبیح کی قدر بھی بڑھانے کی ہرگز اجازت نہیں بلکہ ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ یخشی علیہ امر عظیم یعنی اس پر شرک کا اندیشہ ہے کہ نماز میں اتنا عمل اس نے غیر خدا کے لئے کیا اور اگر خاطر خوشامد منظور نہیں بلکہ عمل حسن پر مسلمان کی اعانت (اور یہ اس صورت میں واضح ہے کہ یہ اس آنے والے کو نہ پہچانے یا پہچانے اور اس کا کوئی تعلق خاص اس سے نہ ہو نہ کوئی غرض اس سے اٹکی ہو) تو رکوع میں دو ایک تسبیح کی قدر بڑھا دینا جائز بلکہ اگر حالت یہ ہے کہ یہ ابھی سر اٹھائے لیتا ہے تو وہ رکوع میں شامل ہونے نہ ہونے میں شک میں پڑ جائے گا تو بڑھا دینا مطلوب اور جو ابھی نماز میں نہ ملے گا مسجد میں آیا ہے وضو وغیرہ کرے گا

یا وضو کرتا رہے اس کے لئے قدر مسنون پر نہ بڑھائے بلکہ اگر بڑھائے موجب ثقل حاضرین نماز ہوگا تو سخت ممنوع و ناجائز۔(فتاوی رضویہ جلد ۷ ص ۲۹۸ ، ۲۹۹ ، دعوت اسلامی) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

تاج محمد قادری واحدی

(رومال یعنی دستی سر پر باندھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بعض لوگ رومال یعنی دستی باندھ کر نماز پڑھتے ہیں اور بعض کسان گلے میں ڈالنے والا رومال سر پر باندھ کر نماز پڑھتے ہیں تو کیا نماز ہو جائے گی یا کراہت ہے؟

المستفی:۔(مولانا) عبدالستار بہرائچی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

دستی باندھ کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے،اور رومال اگر بڑا ہو کہ اتنے پیچ آسکیں جو سر کو چھپالیں تو حرج نہیں کہ وہ عمامہ کے حکم میں ہے جبکہ اس کے نیچے ٹوپی ہو،اور اگر رومال کے نیچے ٹوپی نہ ہو یا پھر رومال اتنا چھوٹا ہو کہ اسکے پیچ سر کو نہ چھپاسکیں جب بھی نماز مکروہ تحریمی ہے ۔فتاوی رضویہ میں ہے کہ:رومال اگر بڑا ہو کہ اتنے پیچ آسکیں جو سر کو چھپالیں تو وہ عمامہ ہی ہوگیا،اور چھوٹا رومال جس سے صرف دو ایک پیچ آسکیں لپیٹنا مکروہ ہے،اور بغیر ٹوپی کے عمامہ بھی نہ چاہئے نہ کہ رومال،حدیث میں ہے:فرق ما بیننا وبین المشرکین العمائم علی القلانس،،ہم میں اور مشرکوں میں ایک فرق یہ ہے کہ ہمارے عمامے ٹوپیوں پر ہوتے ہیں ۔(سنن ابو داؤد باب فی العمائم مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۲ / ۲۰۸/بحوالہ فتاوی رضویہ جلد ۷/ ۳۰۰/۳۰۱/دعوت اسلامی)

اور بہار شریعت میں ہے کہ اعتجار یعنی پگڑی اس طرح باندھنا کہ بیچ سر پر نہ ہو مکروہ تحریمی ہے،نماز کے علاوہ بھی اس طرح عمامہ باندھنا مکروہ ہے ۔(حصہ سوم ص ۶۲۶/دعوت اسلامی)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیا دروازہ بند کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ٹھنڈک کے موسم میں کچھ مساجد میں سردی کے سبب سب دروازے بند کر کے صرف ایک دروازہ تھوڑا سا کھلا رکھتے ہیں تو نماز میں کوئی کراہت تو نہیں ہوتی؟ **المستفی:۔محمد گلزار اشرفی نائیگاؤں**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز بلا کراہت ہو جاتی ہے چونکہ یہاں منع من الصلاۃ کے مشابہ نہیں ہے حضور فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ علیہ اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں" جب ایک دروازہ کھول کر پڑھی جائے تو کراہت نہیں اس لئے کہ فقہائے کرام نے جو مکروہ فرمایا ہے اس کی علت مشابہ منع من الصلاۃ ہے اور صورت مذکورہ میں منع من الصلاۃ کے مشابہ نہیں۔ہدایہ، عنایہ، فتح القدیر، بحر الرائق اور رد المحتار میں ہے " کرہ غلق باب المسجد لانہ یشبہ المنع من الصلاۃ اھ (فتاویٰ فیض الرسول جلد ا صفحہ ۳۷۳) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری رضوی

(امام کو مقتدیوں سے کتنا آگے ہونا چاہئے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام کو مقتدیوں سے کتنا آگے رہنا ضروری ہے؟

المستفتی:۔محمد مقصود عالم اتر دیناجپور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک والوہاب

امام اور مقتدی کے درمیان اتنا فاصلہ ہونا چاہئے کہ مقتدی امام کے پیچھے سجدہ باسانی کرسکیں۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں: امام صف سے اتنا آگے کھڑا ہو کہ جو مقتدی اس کے پیچھے ہے اس کا سجدہ بطور مسنون بآسانی ہو جائے بلا ضرورت اس سے کم فاصلہ رکھنا جس کے سبب مقتدیوں کو سجدہ میں تنگی ہو منع ہے یوں ہی فاصلہ کثیر، عبث چھوڑنا خلاف سنت مؤکدہ ہے۔(فتاویٰ رضویہ، جلد ۶ صفحہ ۵۴۷) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد عارف رضوی قادری گونڈوی

(پہلی رکعت میں قریش اور دوسری میں کوثر کی تلاوت کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید جو امام ہے بکر جو مقتدی ہے بکر کا کہنا ہے نماز کی پہلی رکعت میں سورہ قریش اور دوسری میں سورہ کوثر کی تلاوت کرنا منع ہے کیا بکر کی بات درست ہے؟ اور کیوں پڑھنا منع ہے؟

المستفتی:۔ فیروز عالم اشرفی (خادم) دارالمطالعہ چھوٹی مسجد ادلاباری جلپائی گوری بنگال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بکر کی بات درست ہے کیونکہ پہلی رکعت میں کوئی سورت پڑھی اور دوسری رکعت میں درمیان والی ایک چھوٹی سورت چھوڑ کر دوسری پڑھی تو ایسا کرنا مکروہ ہے مثلا پہلی رکعت میں تبت یدا پڑھی اور دوسری میں قل اعوذ برب الفلق پڑھی تو یہ مکروہ ہے اس صورت میں نماز تو ہو جائے گی مگر کراہت کے ساتھ۔

حضور صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ تحریر فرماتے ہیں پہلی رکعت میں کوئی سورت پڑھی اور دوسری میں ایک چھوٹی سورت درمیان سے چھوڑ کر پڑھیں تو مکروہ ہے اور اگر وہ درمیان کی صورت بڑی ہے کہ اس کو پڑھے تو دوسری کی قرأت پہلی سے طویل ہو جائے گی تو حرج نہیں جیسے، والتین، کے بعد انا انزلنا پڑھنے میں حرج نہیں اور اذا جآ، کے بعد قل ھو اللہ پڑھنا نہیں چاہئے۔

(بہار شریعت، حصہ ۳،ص ۵۴۹، مکتبہ مدینہ دہلی) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ حنفی بریلوی

(بلا عذر سنت غیر مؤکدہ اور نفل ترک کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بلا عذر سنت غیر مؤکدہ اور نفل نماز ترک کرنا کیسا ہے اور اگر امام سنت غیر مؤکدہ اور نفل بار بار ترک کرے تو اس پر شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی:۔محمد ریاض الدین قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بلا عذر سنت غیر مؤکدہ اور نفل نماز کے تارک کی اقتداء کرنے میں کوئی حرج نہیں کیوں کہ سنت غیر مؤکدہ اور نفل کے ترک کرنے سے کراہت لازم نہیں آتی جیسا کہ بحر الرائق میں ہے لایلزم من ترك المستحب ثبوت الكراهة اذ لا بد لها من دليل خاص۔(باب صلاۃ العیدین ج۲،ص،۲۸۴)

اور سیدی سرکار اعلیحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ حدیث پاک تحریر فرماتے ہیں لما حضر ابابكر الموتُ دعا عمر فقال اتق الله يا عمر واعلم ان له عملا بالنهار لا يقبله بالليل و عملا بالليل لا يقبله بالنهار واعلم انه لا يقبل نافلة حتى تؤدى الفريضة یعنی جب خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نزع کا وقت ہوا امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالے عنہ کو بلا کر فرمایا: اے عمر اللہ سے ڈرنا اور جان لو کہ اللہ کے کچھ کام دن میں ہیں کہ انھیں رات میں کرو تو قبول نہ فرمائے گا اور کچھ کام رات میں کہ انھیں دن میں کرو تو مقبول نہ ہوں گے،اور خبر دار رہو کہ کوئی نفل قبول نہیں ہوتا

جب تک فرض ادا نہ کرلیا جائے ۔(فتاوی رضویہ ج۱۰رص ۱۸۳ر دعوت اسلامی)

لہذا جس کے ذمہ قضاء نمازیں باقی ہوں اسے چاہئے کہ نفل کی جگہ قضاء نمازیں ادا کریں کیوں کہ ادائیگی میں جتنی تاخیر ہوگی گناہ کا سبب بنے گا اور اور نفل قبول بھی نہ ہوگی اس لئے بہتر ہے جلد از جلد قضاء نمازیں ادا کرے ۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد فرقان برکاتی امجدی

(کیا مچھلی کی ٹنکی کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ فش ٹینک (fish taink) کے سامنے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ **المستفتی:۔محمد عالم مہاراشٹر**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک والوہاب

فِش ٹینک کے سامنے نماز پڑھنا جائز ہے نماز ہو جائے گی، کیونکہ اس میں تصویر کا معاملہ نہیں ہے کیوں کہ تصویر کی وجہ سے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے اور اگر جاندار فی نفسہ موجود ہو تو بھی نماز مکروہ نہ ہوگی حدیث شریف میں ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَأَنَا رَاقِدَةٌ مُعْتَرِضَةٌ عَلَى فِرَاشِهِ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُوتِرَ أَيْقَظَنِي فَأَوْتَرْتُ. نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے اور میں فرش پر آپ کے سامنے ترچھی سوئی رہتی ۔جب آپ وتر پڑھنے کا ارادہ فرماتے تو مجھے جگا دیتے تو میں بھی وتر پڑھ لیتی ۔(صحیح بخاری شریف، مترجم جلد اول صفحہ ۳۱۸ کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ خلف النائم،)

حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ فش ٹنیک کے سامنے نماز پڑھنے میں کوئی کراہت نہیں بلا کراہت نماز ہو جائے گی، البتہ اگر خشوع وخضوع میں فِش ٹینک مانع ہو تو اس کے برابر نماز بہتر نہیں ۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

(امام بغیر عمامہ ہو اور مقتدی مع عمامہ تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام عمامہ نہ باندھے ہو اور مقتدی عمامہ باندھ کر جماعت میں شامل ہوا تو نماز میں کوئی کمی تو واقع نہ ہوگی چونکہ آج کل اکثر ایسا ہوتا ہے کہ امام کے سر پر عمامہ نہیں ہوتا ہے جبکہ کچھ مقتدیوں کے سروں پر عمامہ موجود ہوتا ہے تشفی بخش جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔محمد عارف الہ آباد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مستفرہ میں کسی کی نماز میں کمی تو درکنار کسی طرح کی کراہت بھی نہیں اس لئے کہ عمامہ مستحبات نماز میں سے اور ترک مستحب سے کراہت بھی نہیں آتی جیسا کہ حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کسی کی نماز میں کچھ خلل نہیں، عمامہ مستحبات نماز سے ہے اور ترک مستحب سے خلل درکنار کراہت بھی نہیں آتی.وذلك لان التعمم من سنن الزوائد و سنن الزوائد حكمها حكم المستحب"

درمختار میں ہے :لها اٰداب تركه لايوجب اسائة ولاعتابا كترك سنة الزوائد لكن فعله افضل"

ردالمحتار میں ہے:السنة نوعان سنة الهدى وتركها يوجب اساءة و كراهة كالجماعة و الاذان والاقامة ونحوها وسنة الزوائد وتركها لايوجب ذلك كسير النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فى لباسه والنفل و منه المندوب يثاب فاعله

ولایسیئ تارکہ کذا حققہ العلامۃ ابن کمال فی تغییر التنقیح وشرحہ فلافرق بین النفل و سنن الزوائد من حیث الحکم لانہ لایکرہ ترک کل منھما وقدمثلوا السنۃ الزوائد بتطویلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام القرائۃ و الرکوع والسجود ولمالم تکن مکملات الدین وشعائرہ سمیت سنۃ الزوائد بخلاف سنۃ الھدی وھی السنن المؤکدۃ القریبۃ من الواجب التی یضلل تارکھا اھ ملخصا (فتاویٰ رضویہ قدیم جلد ۳ر صفحہ ۴۵۱) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری رضوی

(پائجامہ موڑ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ پاجامہ اگر بڑا ہو جائے تو اوپر سے موڑ کر نماز پڑھنے سے نماز ہو جائے گی

المستفتی:۔عبدالغفار بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اوپر سے موڑ (کھونس) کر نماز پڑھے یا نیچے سے نماز مکروہ تحریمی ہوگی اعلی حضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں کپڑا سمیٹنے، گھرسنے (کھوسنے) سے منع فرمایا۔(فتاوی رضویہ جلد سوم صفحہ ۲۴۶)

ہر وہ نماز جو مکروہ تحریمی ہو اس کا اعادہ واجب ہے۔مگر مکروہ تنزیہی ہو تو اعادہ واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔درمختار مع شامی میں ہے " کل صلوۃ ادیت مع کراھت التحریم تجب اعادتھا ۔(جلد اور صفحہ ۳۳۷/ماخوذ فتاوی فقیہ ملت جلد اول صفحہ ۱۷۸)

کپڑے کو موڑ کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے چاہے نیچے سے ہو یا اوپر سے۔اسلئے پاجامہ اگر بڑا ہے تو اسے موڑنے کے بجائے ٹخنہ کے نیچے بغیر نیت تکبر چھوڑ دے۔ اس سے نماز مکروہ تنزیہی ہوگی، نا کہ تحریمی (فتاوی رضویہ قدیم جلد سوم صفحہ ۴۴۸) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مدثر جاوید رضوی

(اونی ٹوپی موڑ کر پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اونی ٹوپی موڑ کر پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ **المستفتی**:۔غلام رسول رضوی اشفاقی پھلودی راجستھان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جاڑے کے موسم میں جو اونی ٹوپی موڑ کر پہننے کا رواج ہے وہ شرعاً کف ثوب نہیں، فقہاء کی اصطلاح میں ”کف ثوب“ یہ ہے کہ عادت کے خلاف کپڑے کو موڑ کر استعمال کیا جائے اور یہاں ایسا نہیں یہ ٹوپی عام طور پر موڑ کر ہی استعمال کیا جاتا ہے ۔بلکہ بہت ساری ٹوپیاں ایسے ہی موڑ کر پہنی جاتی ہیں ۔یہ موڑنا عادت کے موافق ہے اسلئے اس طرح اونی ٹوپی موڑ کر نماز پڑھنا جائز و درست ہے اس سے نماز میں کوئی ذرہ برابر بھی کوئی کراہت نہ آئے گی! کسی کپڑے کو ایسا خلاف عادت پہننا جسے مہذب آدمی مجمع یا بازار میں نہ کر سکے اور اگر کرے تو بے ادب خفیف الحرکات سمجھا جائے یہ مکروہ ہے ۔(فتاوی رضویہ قدیم جلد سوم صفحہ ۴۴۷ مکتبہ رضویہ آرام باغ روڈ کراچی پاکستان)

اور حضور فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کسی کپڑے کو ایسا خلاف عادت پہننا کہ کسی مہذب آدمی مجمع یا بازار میں نہ کر سکے اور اگر کرے تو بے ادب خفیف الحرکات سمجھا جائے یہ مکروہ ہے ۔(فتاوی فیض الرسول، ج ا ص ۳۷۳) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مدثر جاوید رضوی

(ولد الزنا امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ولد الزنا امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

المستفتی:۔جاوید رضا بنگلور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ولد الزنا امام کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اگر جماعت میں صوم وصلوۃ مسائل نماز اس سے زیادہ اور کوئی نہیں جاننے والا اور اس سے افضل کوئی نہیں ہے تو افضل یہی ہے کہ امامت وہی (یعنی ولد الزنا) کرے! جیسا کہ بقیۃ السلف حجۃ الخلف بحر العلوم حضرت علامہ ومولانا مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ ولد الزنا کی امامت مکروہ ہے اور اگر جماعت میں صوم وصلوۃ کے مسائل اس سے زیادہ کوئی جاننے والا اور اس سے افضل کوئی نہیں تو اسی کی امامت افضل ہے۔(فتاوی بحر العلوم جلد اول صفحہ ۳۳۸)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مدثر جاوید رضوی

(جاکٹ موڑ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر جاکٹ موڑ کر نماز پڑھیں گے تو نماز ہوگی کہ نہیں؟

المستفتی:۔محمد سرفراز عالم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سردیوں میں جو سوئٹر یا جاکٹ وغیرہ اندر سے موڑ کر نماز پڑھتے ہیں یہ"کف ثوب" نہیں کیونکہ یہ معتاد طریقہ سے ہے اسلئے نماز میں کوئی حرج نہیں۔فقہاء کی اصطلاح میں"کف ثوب" یہ ہے کہ کپڑے کو عادت کے خلاف موڑ کر استعمال کیا جائے۔حضور فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کسی کپڑے کو ایسا خلاف عادت پہننا کہ کوئی مہذب آدمی مجمع یا بازار میں نہ کرسکے اور اگر کرے تو بے ادب خفیف الحرکات سمجھا جائے یہ مکروہ ہے۔

(فتاوی فیض الرسول، ج ا ص ۳۷۳)

ہاں اس طرح سوئٹر یا جاکٹ کو پہن کر نماز پڑھنا جسے مہذب آدمی مجمع یا بازار میں نہ کرسکے اور اگر کرے تو بے ادب خفیف الحرکات سمجھا جائے یہ مکروہ ہے۔درمختار میں ہے " و کرہ کفه ای رفعه ولو لتراب کمشمر کم او ذیل او صلاته فی ثیاب بذلة یلبسھا فی بیته و مھنته ای خدمة ان له غیرھا و الا لا" (فتاوی امجدیہ جلد اول صفحہ ۱۹۳، ھکذا فی فتاوی رضویہ قدیم جلد سوم صفحہ ۴۴۷/ ۴۴۸ مکتبہ رضویہ آرام باغ روڈ کراچی پاکستان)

خلاصہ کلام یہ کہ سوئٹر جاکٹ وغیرہ کو خلاف عادت پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی واجب

الاعادہ ہے۔اور اگر سوئٹر یا جاکٹ وغیرہ کو نماز میں اس طرح پہنتے ہیں کہ عرف عام میں اسے معیوب نہیں سمجھتے تو اس طرح پہن کر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مدثر جاوید رضوی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فَسۡـَٔلُوۡۤا اَہۡلَ الذِّکۡرِ اِنۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (النحل ۴۳)

وتر کا بیان

۲۰ رفتاویٰ

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

(رمضان میں مقتدی دعائے قنوت پڑھے گا یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ رمضان میں تراویح کے بعد جو وتر کی نماز ہوتی ہے اس میں مقتدی دعائے قنوت پڑھے یا نہیں؟ حوالے کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی **المستفتی:۔**کمال اختر رضوی لوٹناڑ افخرپور بہرائچ شریف یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مقتدی کو دعائے قنوت پڑھنا واجب ہے چاہے وہ جماعت سے پڑھے یا تنہا پڑھے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ رحمتہ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ وتر میں دعائے قنوت کا پڑھنا واجب ہے اورآہستہ پڑھے اب وہ چاہے امام ہو یا منفرد ہو یا مقتدی ہو ادا ہو یا قضاء رمضان میں ہو یا اور دنوں میں اور آگے تحریر فرماتے ہیں کہ قنوت وتر میں مقتدی امام کی متابعت (یعنی امام کے ساتھ قنوت پڑھے) کرے اگر مقتدی قنوت سے فارغ نہ ہوا تھا کہ امام رکوع میں چلا گیا تو مقتدی امام کا ساتھ دے(یعنی مقتدی بھی امام کے ساتھ رکوع میں چلا جائے)اور اگر امام نے قنوت نہ پڑھی اور رکوع میں چلا گیا اور مقتدی نے ابھی کچھ نہ پڑھا تو مقتدی کو اگر رکوع فوت ہونے کا اندیشہ ہو جب تو رکوع کرے ورنہ قنوت پڑھ کر رکوع میں جائے(البتہ امام بھول کر کے بغیر دعائے قنوت پڑھے رکوع میں چلا گیا تو سجدہ سہو لازم ہوگا)(بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ(وتر کا بیان ناشر مکتبۃ المدین، دہلی)

واللہ تعالی اعلم

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(عشا پڑھے بغیر وتر جماعت کے ساتھ پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو شخص رمضان المبارک میں عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ ادا نہ کیا تو کیا وہ نماز وتر جماعت کے ساتھ نہیں پڑھ سکتا ہے؟ اور جو صرف ایک ہی رکعت امام کے ساتھ ادا کیا ہو عشاء کی نماز تو کیا وہ نماز وتر جماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے کہ نہیں،، حوالے کے ساتھ جواب دیں آپ لوگوں کی بہت مہربانی ہوگی۔

المستفتی:۔محمد صابر رضا اسمٰعیلی کشن گنج بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

رمضان المبارک میں عشاء کی فرض نماز کی جماعت اگر پالی ہے چاہے قعدہ اخیرہ ہی میں کیوں نہ شامل ہوا ہو تب بھی وتر کی نماز جماعت سے پڑھے۔اور اگر عشاء کی نماز فرض تنہا پڑھا تو وتر بھی تنہا پڑھے جیسا کہ فتاوی رضویہ میں ہے کہ رمضان المبارک میں عشاء کی فرض کی جماعت میں جو شامل نہیں ہوا وہ وتر کی جماعت میں شامل نہیں ہوسکتا۔جس نے فرض تنہا پڑھے ہوں وہ وتر بھی تنہا پڑھے۔(فتاوی رضویہ جلد سوم صفحہ ۴۸۱ /قدیم)

اور اسی طرح درمختار جلد اول صفحہ ۵۲۲ رمیں ہے"مصلیه وحده یصلیها معه اھ ای مصل الفرض وحده یصلی التراویح مع الامام"اسی کے تحت ردالمحتار میں ہے"اذا لم یصل الفرض معه لایتبعه فی الوتر"اھ

لہذا جس کو رمضان المبارک میں فرض نماز کی جماعت مل جائے وہ وتر جماعت سے

پڑھ سکتا ہے۔ اور جس کو جماعت نہ ملی ہو وہ تراویح جماعت سے پڑھنے کے بعد وتر تنہا پڑھے۔(فتاوی فقیہ ملت جلد اول ص ۲۰۰) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

العبد محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی ارشدی عفی عنہ

(جو تراویح نہ پڑھا ہو کیا وہ وتر جماعت سے پڑھ سکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ چند لوگوں نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی لیکن ان لوگوں نے تراویح کی نماز نہیں پڑھی اور وتر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنا چاہتے ہیں تو کیا وہ وتر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں اور اگر ان لوگوں نے جماعت کے ساتھ پڑھ لی تو کیا ان لوگوں کی نماز ہوگئی یا نہیں ہوئی یا وتر کی نماز تنہا تنہا پڑھیں گے؟ برائے کرم جواب عنایت فرمائیں **المستفتی**:۔شبیر عالم گیا بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر کچھ لوگوں نے نماز عشاء جماعت کے ساتھ پڑھ لی اور تراویح کی نماز نہیں پڑھی تب بھی یہ لوگ نماز وتر جماعت کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں کہ رمضان المبارک میں نماز وتر جماعت سے پڑھنا افضل ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ رمضان شریف میں وتر جماعت کے ساتھ پڑھنا افضل ہے اور فرماتے ہیں کہ اگر عشاء جماعت سے پڑھی اور تراویح تنہا تو وتر کی جماعت میں شریک ہوسکتا ہے اور اگر عشاء تنہا پڑھ لی اگر چہ تراویح با جماعت پڑھی تو وتر تنہا پڑھے۔(بہار شریعت جلد اول حصہ چہارم صفحہ نمبر ۳۳)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد الطاف حسین قادری

(رمضان میں وتر کی جماعت کیوں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ہم تراویح کے وقت وتر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھتے ہیں اور وقت میں تنہا پڑھتے ہیں ایسا کیوں؟ حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں **المستفتی:۔وصی اللہ فیضی**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

وتر کی نماز جماعت سے رمضان شریف میں تراویح کی تبعیت میں پڑھی جاتی ہے چونکہ تراویح جماعت سے ہوتی ہے اس لئے وتر بھی جماعت سے پڑھی جائے گی یہی افضل ہے اور غیر رمضان میں تراویح ہوتی نہیں اس لئے وتر کی جماعت بھی نہیں کیونکہ تبعیت باقی نہیں رہی۔

اس میں فقہاء کے کئی اقوال ہیں چنانچہ بہار شریعت میں ہے اگر عشا جماعت سے پڑھی اور تراویح تنہا تو وتر کی جماعت میں شریک ہوسکتا ہے اور اگر عشا تنہا پڑھ لی اگر چہ تراویح باجماعت پڑھی تو وتر تنہا پڑھے۔

اور رد المحتار میں ہے ”رجح الكمال الجماعة بانه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان اوتربهم ثم بين العذر فى تأخره مثل ماصنع فى التراويح فكما ان الجماعة فيها سنة فكذلك الوتر بحر وفى شرح المنية الصحيح ان الجماعة فيها افضل الاان سنيتها ليست كسنية جماعة التراويح اه قال الخير الرملى

وھذاالذی علیہ عامۃ الناس الیوم اھ

وقولہ المحشی ایضا بانہ مقتضی مامرمن ان کل ماشرع بجماعۃ فالمسجد افضل فیہ اھ مافی ردالمحتار اقول فی ھذہ التقویۃ عندی نظر ظاھر فانہ لوکان المراد ان ماجاز بجماعۃ فالمسجد افضل فیہ فممنوع فان کل نفل یجوز بجماعۃ مالم یکن علی سبیل التداعی مع ان الافضل فیہ البیت وفاقا وان کان المراد ماندب فیہ الشرع الی الجماعۃ فمسلم لکن ھذا اول المسئلۃ فالاستناد بہ صریح المصادرۃ فلیتأمل" کمال نے اس بنا پر جماعت کو ترجیح دی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کو وتر پڑھائے، پھر جماعت چھوڑنے پر وہی حکمت بیان کی جونماز تراویح میں تھی تو وتر کا حکم تراویح والا ہے جس طرح ان میں جماعت سنت ہے اسی طرح وتروں میں بھی، بحر، شرح المنیہ میں ہے کہ صحیح یہ ہے کہ جماعت وتروں میں افضل مگر اس سنت تراویح کی جماعت کی طرح نہیں۔اھ خیر رملی نے فرمایا اسی پر آج لوگوں کا عمل ہے اھ محشی نے بھی یہ کہتے ہوئے اس کی تائید کی گزشتہ اصول کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ہر وہ نماز جو جماعت کے ساتھ مشروع ہے وہ مسجد میں افضل ہے۔اھ (بحوالہ فتاوی رضویہ ج ۷ ص ۴۲)

اورعلامہ شامی نے قہستانی کے حوالے سے لکھا ہے کہ جس شخص نے فرض جماعت کے ساتھ نہ پڑھی ہو (بلکہ علیحدہ پڑھے ہوں) وہ وتر کی جماعت میں شریک نہیں ہوسکتا،لیکن یہ قول ضعیف ہے، صحیح یہ ہے کہ شریک ہوسکتا ہے، جیسا کہ علامہ طحطاوی نے درمختار کے حاشیہ میں تصریح کی ہے ان تصریحات کا ماحصل یہ ہے کہ اگر عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی ہے تو وتر کی جماعت افضل ہے ضروری نہیں۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

منظور احمد یار علوی ممبئی

(تہجد کے بعد وتر پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ تہجد کی نماز کے بعد وتر پڑھنا کیسا ہے اگر پڑھ لے تو کیا حکم ہے جو طریقہ ہو اس کو بیان فرمادیں کرم نوازی ہوگی مدلل و مفصل جواب عنایت فرمائیں؟ المستفتی:۔تنویر حسین رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز وتر تہجد کے بعد پڑھنا افضل ہے کیوں کہ اللہ کے رسول ﷺ اسی طرح پڑھتے تھے حدیث شریف، مسلم وترمذی ابن ماجہ وغیرہم حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا جسے اندیشہ ہو کہ پچھلی رات میں نہ اٹھے گا وہ اول میں وتر پڑھ لے اور جسے امید ہو کہ پچھلی کو اٹھے گا وہ پچھلی رات میں پڑھے کہ آخر شب کی نماز مشہود ہے یعنی اس میں ملائکہ رحمت نازل ہوتے ہیں اور یہ افضل ہے۔(صحیح مسلم کتاب الصلوۃ المسافرین باب من خاف آن لا یقوم من آخر اللیل۔الخ الحدیث ۷۵۵ ص ۳۸۰ بحوالہ بہار شریعت حصہ چہارم،وتر کا بیان) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(دعائے قنوت میں رفع یدین کیوں کرتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ وتر کی نماز میں ہم تیسری رکعت میں جو نیت توڑ کر پھر سے نیت باندھ کر دعائے قنوت پڑھتے ہیں تو معلوم یہ کرنا ہے کہ ہم تیسری رکعت میں نیت توڑ کر دوبارہ کیوں باندھتے ہیں؟ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی: ۔محمد راحت پیلی بھیت

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز وتر کی تیسری رکعت میں نیت توڑی نہیں جاتی ہے بلکہ اس طرح کرنے کا حکم حدیث شریف سے ثابت ہے نماز وتر میں تکبیر اس لئے کہی جاتی ہے کیونکہ آقا علیہ الصلوۃ والسلام کا فرمان ہے''لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن''کہ ہاتھ نہ اٹھایا جائے مگر سات جگہوں میں ۔(شامی،ا:۵۰۶)

تکبیر تحریمہ،دعائے قنوت،تکبیرات عیدین،استلام الحجر ،صفا مروہ میں،عرفات میں،شیطان کو کنکریاں مارنے کے وقت یعنی ان سات جگہوں پر ہاتھ اٹھانا سنت ہے۔

بہار شریعت میں ہے وتر کی تیسری رکعت میں قرات سے فارغ ہو کر رکوع سے پہلے کانوں تک ہاتھ اُٹھا کر اللہ اکبر کہے جیسے تکبیر تحریمہ میں کرتے ہیں پھر ہاتھ باندھ لے اور دعائے قنوت پڑھے، دعائے قنوت کا پڑھنا واجب ہے اور اس میں کسی خاص دعا کا پڑھنا

ضروری نہیں، بہتر وہ دعائیں ہیں جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہیں اور ان کے علاوہ کوئی اور دعا پڑھے جب بھی حرج نہیں لیکن سب میں زیادہ مشہور دُعا دعائے قنوت ہے۔

(بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ ۶۵۷؛ وتر کا بیان) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(دعائے قنوت کا ثبوت کہاں سے ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز عشاء میں پڑھی جانے والی تین رکعت وتر کی آخری رکعت میں تکبیر ثانی کے بعد جو دعائے قنوت پڑھنے کا حکم ہے یہ دعاء لفظ ''اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُكَ وَ نَسْتَغْفِرُكَ'' ہمارے آقا اسی طرح پڑھتے تھے یا اور کوئی تبدیلی کی گئی امت کیلئے کیا یہ دعائے آسمانی ہے یا پھر میرے آقا کو کس نے سکھایا؟ مدلل قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد مشرف رضا رضوی پورنیہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

دعائے قنوت جس طرح حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے اسی طرح امت کو بھی پڑھنے کا حکم ہے کوئی تبدیلی نہیں ہوئی دعائے قنوت کی تعلیم خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو دی ہے. جیسا کہ بہار شریعت میں ہے وتر میں دعائے قنوت کا پڑھنا واجب ہے اور اس میں کسی خاص دعا کا پڑھنا ضروری نہیں، بہتر وہ دعائیں ہیں جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہیں اور ان کے علاوہ کوئی اور دعا پڑھے جب بھی حرج نہیں، سب میں زیادہ مشہور دعا یہ ہے''اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُكَ وَ نَسْتَغْفِرُكَ وَ نُؤْمِنُ بِكَ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَیْكَ وَنُثْنِیْ عَلَیْكَ الْخَیْرَ كُلَّهٗ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَ نَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ یَّفْجُرُكَ ط اَللّٰھُمَّ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْكَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰی عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ''، اور بہتر یہ ہے کہ اس دعا کے ساتھ وہ دعا بھی پڑھے جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تعلیم فرمائی وہ یہ ہے ’’ اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْ مَنْ هَدَیْتَ وَعَافِنِیْ فِیْ مَنْ عَافَیْتَ وَ تَوَلَّنِیْ فِیْ مَنْ تَوَلَّیْتَ وَ بَارِكْ لِیْ فِیْ مَا اَعْطَیْتَ وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ فَاِنَّكَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْكَ اِنَّهٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ تَبَارَكْتَ وَ تَعَالَیْتَ سُبْحَانَكَ رَبَّ الْبَیْتِ وَ صَلَّی اللّٰہ عَلَی النَّبِیِّ وَاٰلِهٖ‘‘ اور ایک دُعا وہ ہے جو مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخر وتر میں پڑھتے ’’اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ‘ (بہار شریعت حصہ چہارم وتر کا بیان)

خلاصہ یہ کہ ان تینوں دعاؤں میں سے جو چاہیں پڑھ سکتے ہیں کوئی حرج نہیں۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

(رمضان میں وتر امام سری پڑھا دے تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ رمضان شریف میں وتر کی نماز اگر امام نے سرّی پڑھایا تو نماز ہوگی یا نہیں؟ **المستفتی:۔محمد افتخار پورنیہ بہار**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب

رمضان المبارک کے مہینے میں باجماعت وتر کی تینوں رکعات میں قرأت بالجہر واجب ہے لہذا ترک واجب پرسجدہ سہو کرے گا جیساکہ نورالایضاح فصل فی واجبات الصلوۃ میں ہے"وجھر الامام بقرأۃ الفجر واولیی العشائین ولوقضاء والجمعۃ والعیدین والتراویح والوتر فی رمضان"اور امام کا جہر کرنا فجر کی قرأت میں اور مغرب وعشاء کی پہلی دو رکعتوں میں اگر چہ وہ قضاہی ہوں اور جمعہ عیدین تراویح اور رمضان کی وتر میں صورت مسؤلہ میں اگر امام نے وتر کی نماز میں سری قرأت کی تو ترک واجب کی وجہ سے سہوا پرسجدہ سہو واجب تھا اور عمدا پر واجب الاعادہ اور اگر ایسا سہوا ہوا تھا لیکن سجدہ سہو کئے بغیر نماز پوری کرلی تو وقت گزرنے کے بعد بھی ان رکعتوں کا اعادہ واجب ہے جیسا کہ علامہ صدرالشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں قصدا واجب ترک کیا تو سجدہ سہو سے وہ نقصان دفع نہ ہوگا بلکہ اعادہ واجب ہے، یونہی اگر سہوا واجب ترک ہوا اور سجدہ سہو نہ کیا جب بھی اعادہ واجب ہے۔(بہار شریعت جلد اول حصہ چہارم صفحہ ۷۰۸ دعوت اسلامی) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(دعائے قنوت کی جگہ قل ھو اللہ احد پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کسی کو دعائے قنوت یاد نہ ہو تو کیا وتر میں دعائے قنوت کی جگہ قل ھو اللہ احد پڑھ سکتا ہے؟ جواب عنایت کریں

المستفتی:۔ محمد مسیح الدین

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر کسی کو دعائے قنوت یاد نہ ہو تو بہتر ہے کہ "رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ" پڑھ لے اور اگر یہ بھی یاد نہ ہو تو قل ھو اللہ احد ہی پڑھ لے نماز ہو جائے گی مگر اسے چاہئے کہ دعائے قنوت یاد کرلے۔

تفہیم المسائل میں ہے: وتر کی تیسری رکعت میں مطلقاً دعا پڑھنا واجب ہے اور بطور خاص دعائے قنوت پڑھنا سنت ہے لہٰذا پہلی فرصت میں اسے یاد کریں تاکہ نماز وتر کے اجر کامل سے محروم نہ رہیں جب تک دعائے قنوت مسنون یاد نہیں کر پاتے "رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ" تک پڑھ لیا کریں یہ بھی یاد نہ ہو تو "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِی" تین بار پڑھ لیں اور اگر یہ بھی فوری طور پر یاد نہ ہو سکے تو "قل ھو اللہ احد" پڑھنے سے بھی واجب ادا ہو جائے گا۔(تفہیم المسائل جلد اول صفحہ ۸۴) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

غلام محمد صدیقی فیضی

(اگر تراویح گھر میں پڑھیں تو وتر جماعت سے پڑھیں یا تنہا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حکومت نے اعلان کیا ہے کہ نماز تراویح گھر میں رہ کر ادا کریں تو اب وتر کی نماز جماعت سے پڑھیں یا علاحدہ ادا کریں نماز اور تراویح حکومت کے اعلان مطابق کس طرح ادا کریں شرعی اعتبار سے جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی

المستفتی: ۔محمد اعجاز اولیاء مسجد دوست پور سلطان پور یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

پنج وقتی نماز جماعت کے ساتھ گھر میں یا کسی بھی پاک جگہ پر پڑھنا سنت ہے، جبکہ ابھی یعنی ۲۰۲۰ء موجودہ حالات کے پیش نظر مساجد میں زیادہ لوگ جمع نہیں ہوسکتے اس لئے جہاں تک ممکن ہو گھروں پر چند اشخاص باجماعت نماز ادا کریں جتنے لوگوں کو اکٹھا ہونے کی اجازت ہے اتنے ہی لوگ اکٹھا ہو کر نماز ادا کریں اس سے زیادہ لوگ جمع نہ ہوں اس لئے کہ زیادہ لوگوں کو جمع ہونا قانون کو توڑنا ہے۔اپنے کو اہانت کے لئے پیش کرنا،اپنی عزت کو خطرہ میں ڈالنا ہے۔ اور عزت کی حفاظت کرنا ذلت و رسوائی سے بچنا ضروری ہے اسی طرح فقیہ ملت علیہ الرحمۃ اسی قسم کے ایک جواب میں مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں جس طرح پنج وقتی نماز گھروں میں جماعت سے ادا کرسکتے اسی طرح ماہ رمضان المبارک میں تراویح اور وتر بھی باجماعت ادا کرسکتے ہیں البتہ اگر کسی نے عشاء کی فرض جماعت سے نہ پڑھی ہو تو وہ وتر بھی تنہا پڑھے جیسا کہ حضور فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ ”جس

نے عشاء کی نماز تنہا پڑھی وہ تراویح کی جماعت میں شامل ہوجائے تنہا نہ پڑھے ہاں وتر کی جماعت میں شامل نہ ہو درمختار میں ہے: مصلیه (ای الفرض) وحده یصلیها (ای التراویح) معه (ای مع الامام)
اور ردالمحتار میں ہے: اذالم یصل الفرض معه لایتبعه فی الوتر "(فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ ۳۷۶) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خاں امجدی

(وتر میں روزانہ ایک ہی سورہ کو پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص روزانہ تراویح کے بعد وتر کی نماز میں سورہ لہب پڑھتا ہے تو کیا اس سے نماز میں کوئی خرابی ہوسکتی ہے ۔مفتی صاحب قبلہ مدلل جواب عنایت فرمائیں **المستفتی:۔حافظ مشیر احمد جامعہ علی حسن سائی ناکہ**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں نماز میں کوئی خرابی نہ ہوگی البتہ سورتوں کا معین کرلینا کہ ہمیشہ وہی سورت پڑھا کرے مکروہ ہے مگر جو سورتیں احادیث میں وارد ہیں ان کو کبھی کبھی پڑھ لینا مستحب ہے مگر مداومت نہ کرے کہ کوئی واجب نہ گمان کرلے ۔(درمختار ردالمحتار ج ا ص ۳۶۵)

وتر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی رکعت میں سبح اسم ربك الاعلى دوسری میں قل یآیھا الکافرون، تیسری میں قل ھو اللہ احد پڑھی ہے،لہذا کبھی تبرکاً انھیں پڑھے ۔

(عالمگیری ج ا ص ۷۳)

اور کبھی پہلی رکعت میں سورہ اعلیٰ کی جگہ انا انزلنا(بحوالہ بہار شریعت ج ا حصہ ۳ ص ۹۲)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خاں امجدی

(کیا وتر کی نماز میں وقت عشاء کہا جائے گا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ وتر کی نماز میں وقت عشاء کہا جائے گا یا کچھ اور؟ **المستفی:۔** صادق علی رام پور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

وتر کی نماز میں وقت عشاء کہا جائے گا حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ اگر چہ عشاء و وتر کا وقت ایک ہے۔مگر باہم اس میں ترتیب فرض ہے الخ (بہار شریعت جلد اول حصہ سوم صفحہ ۴۵۱)

مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ جب عشاء اور وتر کا وقت ایک ہی ہے تو وتر کی نماز میں بھی وقت عشاء ہی کہا جائے گا۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مدثر جاوید رضوی

(ایک مسجد میں فرض پڑھی اور تراویح دوسری میں تو وتر تنہا پڑھے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد میں عشاء کی نماز باجماعت ادا کی اور تراویح کے لئے دوسری مسجد میں آیا تو وتر کی نماز جماعت سے پڑھے یا تنہا پڑھے گا؟

المستفی:۔ اعجاز احمد قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر کسی نے ایک مسجد میں عشاء کی نماز باجماعت ادا کی اور تراویح کی نماز کے لئے دوسری مسجد میں آیا تو وتر کی نماز باجماعت ادا کرے گا۔جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ مفتی امجد علی اعظمی رضوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ: رمضان شریف میں وتر جماعت کے ساتھ پڑھنا افضل ہے خواہ اُسی امام کے پیچھے جس کے پیچھے عشا و تراویح پڑھی یا دوسرے کے پیچھے۔

(بہار شریعت جلد اول حصہ چہارم صفحہ ۶۹۲) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

غلام محمد صدیقی فیضی ارشدی

(وتر کی نیت میں واجب کہنا ضروری ہے یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ وتر کی نماز میں نیت کس طرح کرے؟ کیا لفظ واجب لگانا ضروری ہے؟ **المستفی:۔عاشق علی کلکتہ**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نیت دل کے ارادے کا نام ہے جیسا کہ بخاری شریف کی پہلی حدیث ہے "انما الاعمال بالنیات" یعنی کسی نے زبان سے نہ کہا بس دل میں وتر کی نیت کرکے نماز پڑھ لی نماز ہوگئی مگر زبان سے کہہ لینا افضل ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے "نیت کی میں نے تین رکعت نماز وتر واجب واسطے اللہ تعالیٰ کے منھ میرا کعبہ شریف کی طرف اللہ اکبر۔

لفظ واجب لگانا ضروری نہیں ہے البتہ کہہ لینا چاہئے کہ افضل ہے جیسا کہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ وتر کی نیت تو ضرور ہی ہے پھر چاہے اسی قدر پر قناعت کرے اور بہتر یہ ہے کہ وتر واجب کی نیت کرے کہ ہمارے مذہب میں وتر واجب ہی ہیں اور اگر سنت بمعنی مقابل واجب کے نیت کی تو ہمارے امام کے نزدیک وتر ادا نہ ہوں گے۔ فی الدر المختار

لابد من التعیین عند النیة لفرض انه ظهر اوعصر وواجب انه وتراونذر"

درمختار میں ہے نیت کے وقت اس بات کا تعین کہ یہ فرض ہے مثلاً یہ ظہر وعصر کی نماز ہے یا واجب مثلاً وتر یا نذر کی نماز ہے ضروری ہے۔(درمختار باب شروط الصلوٰۃ مطبع مجتبائی دہلی بھارت ۱/ ۲۷)

وفی ردالمحتار ای لایلزمه تعیین الوجوب وان کان حنفیا ینبغی ان

ینویه لیطابق اعتقاده الخ، اور ردالمحتار میں ہے کہ تعین وجوب لازم نہیں، ہاں اگر وہ حنفی ہو تو مناسب یہی ہے کہ اس کی نیت کرے تاکہ وہ اس کے اعتقاد کے مطابق ہو جائے الخ (ردالمحتار باب شروط الصلوۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۴۱۹ بحوالہ فتاوی رضویہ جلد ۷ ص ۴۲۰ دعوت اسلامی)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(ایک امام فرض پڑھائے اور دوسرا وتر تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عشاء کے فرض کی نماز ایک امام نے پڑھائی اور وتر دوسرے نے تو کیا نماز ہوجائے گی؟ **المستفی:** ۔محمد شہباز عالم دہلی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

فرض و وتر دونوں نمازیں ہوجائیں گی کوئی حرج نہیں جیسا کہ حضور صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ تحریر فرماتے ہیں رمضان شریف میں وتر جماعت کے ساتھ پڑھنا افضل ہے خواہ وہ اسی امام کے پیچھے جس کے پیچھے عشاء وتراویح پڑھیں یا دوسرے کے پیچھے۔(بہار شریعت، حصہ ۴ ص ۶۹۲ مکتبہ مدینہ دہلی)

نوٹ:۔ اکثر جگہوں پر یہی معمول ہے کہ جو عشاء کی نماز پڑھاتا ہے وہی وتر کی جماعت کراتا ہے تو اب ان جگہوں پر دوسرا امام تراویح پڑھانے والا وتر پڑھا دے تو ہوسکتا ہے کہ عوام کے مابین انتشار ہوجائے تو ایسی جگہوں پر بہتر یہی ہے کہ وتر کی جماعت وہی کرائے جس نے عشاء کی نماز پڑھائی ہو اور ساتھ ہی اس مسئلہ کو بھی ظاہر کیا کریں تا کہ عوام شرعی مسائل سے آگاہ ہوسکے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ حنفی بریلوی

(وتر مسجد میں پڑھنا افضل ہے یا گھر میں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ رمضان المبارک میں وتر جماعت کے ساتھ پڑھنا افضل ہے یا بوقت تہجد گھر میں پڑھنا افضل ہے؟ بینوا وتوا جروا **المستفتی**:۔شاہ عالم باندہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

وتر رمضان المبارک میں نمازی کو اختیار ہے چاہے تو جماعت کے ساتھ پڑھے یا گھر میں تنہا پڑھے تہجد کی نماز پڑھ کر پڑھے یا پہلے پڑھے۔وتر رمضان المبارک جماعت کے ساتھ پڑھنا افضل ہے یا گھر میں نفل کی طرح تنہا پڑھنا افضل ہے اس بارے میں ہمارے علماء کا اختلاف ہے۔حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں" وتر رمضان المبارک میں ہمارے علمائے کرام قدست اسرارہم کو اختلاف ہے کہ مسجد میں جماعت سے پڑھنا افضل ہے یا مثل نماز گھر میں تنہا، دونوں قول باقوت ہیں اور دونوں طرف تصحیح وترجیح، اول کو یہ مزیت کہ اب عامہ مسلمین کا اس پر عمل ہے اور حدیث سے بھی اس کی تائید نکلتی ہے، ثانی کو یہ فضیلت کہ وہ ظاہر الروایۃ ہے، ردالمحتار میں زیر قولِ درمختار الجماعۃ فی وتر رمضان مستحبۃ علی قول فرمایا: وغیر مستحبۃ علی قول اٰخر بل یصلیھا وحدہ فی بیتہ وھما قولان مصححان وسیاتی قبیل ادراک الفریضۃ ترجیح الثانی بأنہ المذھب"

درمختار میں ہے: ھل الافضل فی الوتر الجماعۃ ام المنزل تصحیحان لکن نقل شارح الوھبانیۃ مایقتضی ان المذھب الثانی واقرہ المصنف وغیرہ"

ردالمحتار میں ہے: رجح الکمال الجماعة بانه صلی الله تعالی علیه وسلم کان اوتربهم ثم بین العذر فی تأخره مثل ماصنع فی التراویح فکما ان الجماعة فیها سنة فکذلك الوتر بحر وفی شرح المنیة الصحیح ان الجماعة فیها افضل الاان سنیتها لیست کسنیة جماعة التراویح اه قال الخیر الرملی وهذاالذی علیه عامة الناس الیوم اھ

وقوله المحشی ایضا بانه مقتضی مامرمن ان کل ماشرع بجماعة فالمسجد افضل فیه اھ

مافی ردالمحتار اقول فی هذه التقویة عندی نظر ظاهر فانه لو کان المراد ان ماجاز بجماعة فالمسجد افضل فیه فممنوع فان کل نفل یجوز بجماعة مالم یکن علی سبیل التداعی مع ان الافضل فیه البیت وفاقا وان کان المراد ماندب فیه الشرع الی الجماعة فمسلم لکن هذا اول المسئلة فالاستناد به صریح المصادرة فلیتأمل۔ بالجملہ اس مسئلہ میں اپنے وقت وحالت اور اپنی قوم وجماعت کی موافقت سے جسے انسب جانے اس پر عمل کا اختیار رکھتا ہے۔(فتاویٰ رضویہ قدیم جلد ۳ر صفحہ ۴۵۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری رضوی

(فرض جماعت سے پڑھنے والے پر کیا وتر جماعت سے لازم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جس شخص نے رمضان المبارک میں عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی ہو تو کیا اس پر لازم ہے کہ وتر بھی جماعت سے پڑھے اس لئے کہ ہمارے یہاں ایک تہجد گزار شخص ہیں جو گھر پر وتر کی نماز تنہا پڑھتے ہیں جبکہ عشاء کی نماز اور تراویح جماعت کے ساتھ مسجد میں ادا کرتے ہیں۔ **المستفتی**:۔نوید الحسن ٹانڈہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

تہجد گزار ہو غیر تہجد گزار کسی پر بھی یہ لازم وضروری نہیں ہے کہ عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھا ہے تو وتر رمضان المبارک بھی جماعت سے پڑھے جیسا کہ حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں ”کسی کو بھی ضرور نہیں بلکہ افضلیت میں اختلاف ہے، ہمارے اصل مذہب میں افضل یہی ہے کہ تنہا گھر میں پڑھے اور ایک قول پر مسجد میں جماعت سے پڑھنا افضل ہے، اب اکثر مسلمین کا عمل اسی پر ہے کمافی الدر وحواشیہ وبیناہ فی فتاونا بہر حال ضروری کسی کے نزدیک نہیں۔(فتاوی رضویہ قدیم جلد ۳/صفحہ ۴۵۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری رضوی

(دو حافظ دس دس رکعت تراویح پڑھا سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ رمضان المبارک میں تراویح کے لئے دو حافظ رکھنا ایک حافظ دس رکعت پڑھائے اور دوسرا دس رکعت پڑھائے لیکن ایک حافظ نے دس رکعت میں جو پڑھایا دوسرے حافظ نے بھی وہی اخیر کی دس رکعتوں میں پڑھایا مثلاً ایک حافظ نے شروع کی دس رکعتوں میں پارہ الم پڑھایا دوسرے حافظ نے اخیر کی دس رکعتوں میں پارہ الم ہی پڑھایا تو اس طرح تراویح میں پڑھنا کیسا ہے جبکہ کمیٹی والوں کا کہنا ہے اس طرح پڑھانے سے دو قرآن ختم ہو جاتا ہے۔بینوا وتوا جرو **المستفتی**:۔رضوان احمد گریڈیہ جھارکھنڈ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

یہ طریقہ مکروہ ہے اگر کچھ مقتدیوں کو گراں گزرنے کا سبب ہو تو سخت ممنوع ہے جیسا کہ سرکار اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں" یہ طریقہ مکروہ ہے اور اگر ثابت ہو کہ بعض مقتدیوں پر گراں گزرنے کا باعث تھا (اور ضرور ہوگا) تو سخت ممنوع ہے کہ یوں دو ختم معاً سنت سے زائد ہیں تو ایک امر زائد سنت کے لئے مقتدیوں پر گرانی کی گئی اور یہ ناجائز ہے"وانما علل عدم ترك ختم بکسل القوم لانه سنة فمازاد یترك لانه فتنة" قوم کی سستی کی وجہ سے ایک ختم قرآن ترک نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ سنت ہے اور جو اس سے زائد ہے وہ ترک کر دیا جائے گا کیونکہ یہ فتنہ ہے۔(فتاوی رضویہ قدیم جلد ۳ صفحہ ۴۸۰) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری رضوی

(وتر پڑھنے کے بعد رات میں تہجد پڑھا تو کیا پھر وتر پڑھے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عشاء کی نماز کے بعد وتر پڑھ لیا آدھی رات کے بعد آنکھ کھل گئی اور تہجد بھی پڑھ لیا تو کیا وتر بھی پڑھیں گے۔

المستفتی:۔اختر عالم پاکوڑ جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

دوبارہ وتر پڑھنا جائز نہیں۔ چنانچہ صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: جوشخص جاگنے پر اعتماد رکھتا ہو اس کو آخر رات میں وتر پڑھنا مستحب ہے، ورنہ سونے سے قبل پڑھ لے، پھر اگر پچھلے کو آنکھ کھلی تو تہجد پڑھے وتر کا اعادہ جائز نہیں۔(بہارِ شریعت، حصہ سوم)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اُسامہ قادری

(کیا رمضان میں وتر کی جماعت واجب ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ رمضان شریف میں جو شخص نماز عشاء باجماعت سے پڑھا ہو اس پر وتر باجماعت پڑھنا واجب ہے یا نہیں؟ برائے کرم مع حوالہ جواب ارسال فرمائیں؟ **المستفتی**:۔محمد ثاقب رضا صمدی بنگال ضلع اتر دیناجپور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جو شخص رمضان المبارک میں نماز عشا باجماعت پڑھا اس پر وتر کی نماز باجماعت پڑھنا واجب نہیں ہے بلکہ افضل ہے! جیسا کہ حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ جس نے فرض تنہا پڑھے وتر کی جماعت میں شریک نہ ہوگا کما فی الغنیۃ و جامع الرموز وردالمحتار جس نے فرض کسی جماعت میں پڑھے ہوں اس کے باب میں بھی مختلف ہیں کہ وتر جماعت سے ادا کرنا اولی ہے یا تنہا پڑھنا دونوں طرف ترجیحیں ہیں اور زیادہ رجحان اس طرف ہے کہ جماعت افضل ہے رجحہ الامام ابن الھمام وصححہ العلامۃ الحلبی فی الغنیۃ وقال خیر الرملی علیہ عامۃ الناس الیوم۔،(فتاوی رضویہ قدیم جلد سوم صفحہ ۴۸۰)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مدثر جاوید رضوی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(وَ سَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ قَبۡلَ طُلُوۡعِ الشَّمۡسِ وَ قَبۡلَ الۡغُرُوۡبِ وَ مِنَ الَّیۡلِ فَسَبِّحۡہُ وَ اَدۡبَارَ السُّجُوۡدِ)

اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو سورج چمکنے سے پہلے اور ڈوبنے سے پہلے اور کچھ رات گئے اس کی تسبیح کرو اور نمازوں کے بعد۔ (کنزالایمان، سورہ ق ۴۰)

سنن ونوافل کا بیان

۳۰ر فتاویٰ

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

(نماز چاشت پڑھنے کا طریقہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔مولانا تاج محمد واحدی صاحب قبلہ لاک ڈاؤن کی وجہ سے پانچ لوگوں سے زیادہ نماز عید الفطر پڑھنے کی اجازت نہیں ہے تو بقیہ حضرات کو چاشت کی نماز پڑھنے کا حکم ہے مگر کس طرح پڑھنی ہے تنہا یا جماعت سے ایک پوسٹ تحریر فرمادیں کئی گروپ میں سوال کیا مگر علمائے کرام مصروفیت کے سبب جواب نہ دے سکے امید ہے کہ آپ ضرور جواب دیں گے کیونکہ یہ صرف میرے لئے نہیں بلکہ تمام لوگوں کے لئے مفید ہوگا، اللہ تعالی آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔آمین

المستفتی:۔ ثناء اللہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

فقیر کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے موبائل ولیپ ٹاپ زیادہ استعمال کرنے کی وجہ سے آنکھ میں درد اور جلن ہونے لگی ہے اور پانی بھی نکلتا رہتا ہے اس لئے ایک ہفتہ سے میں آرام کررہا ہوں مگر چونکہ ضروری ہے اس لئے تحریر کردیتا ہوں دعا ہے مولیٰ تعالیٰ اسے قبول فرمائے نیز مجھے شفا عطا فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں" امام نے نماز پڑھ لی اور کوئی شخص باقی رہ گیا خواہ وہ شامل ہی نہ ہوا تھا یا شامل تو ہوا مگر اس کی نماز فاسد ہوگئی تو اگر دوسری جگہ مل جائے پڑھ لے ورنہ نہیں پڑھ سکتا، ہاں بہتر یہ ہے کہ یہ شخص چار رکعت چاشت کی نماز پڑھے۔(الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، ج۳،ص۶۷ بحوالہ بہار شریعت ح۴ رعیدین کا بیان)

بہتر ہے کہ حکومت کے حکم کے مطابق پانچ لوگ نماز عید الفطر ادا کریں بقیہ لوگ نماز عید کے بعد اپنے اپنے گھروں میں چار رکعت نماز چاشت ادا کریں، نماز چاشت مستحب ہے اور اسکا وہی طریقہ ہے جو اور نوافل کا ہے مثلا پہلے نیت کرے ''نیت کی میں چار رکعت نماز نفل چاشت واسطے اللہ تعالی کے منہ میرا کعبہ شریف کی طرف اللہ اکبر۔

اکبر کہتا ہوا ہاتھ نیچے لائے اور ناف کے نیچے باندھ لے، یوں کہ داہنی ہتھیلی کی گدی بائیں کلائی کے سرے پر ہو اور بیچ کی تین انگلیاں بائیں کلائی کی پشت پر اور انگوٹھا اور چھنگلیا کلائی کے اغل بغل اور ثنا پڑھے، پھر تعوذ یعنی ''اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم'' پڑھے، پھر تسمیہ یعنی ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' پڑھے پھر الحمد اللہ پڑھے اور ختم پر آمین آہستہ کہے، اس کے بعد کوئی سورت یا تین آیتیں پڑھے یا ایک آیت کہ تین آیت کے برابر ہو، اب اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں جائے اور کم سے کم تین بار ''سبحان ربی العظیم'' کہے پھر ''سمع اللہ لمن حمدہ'' کہتا ہوا سیدھا کھڑا ہو جائے اور منفرد ہو (اکیلا پڑھتا ہو) تو اس کے بعد ''اللھم ربنا ولک الحمد'' کہے، پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں جائے اور کم از کم تین بار ''سبحان ربی الاعلی'' کہے، پھر سر اٹھائے، پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدے کو جائے اور اسی طرح سجدہ کرے، پھر اللہ اکبر کہتا ہوا کھڑا ہو جائے، اب صرف ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' پڑھ کر قرآت شروع کر دے، پھر اسی طرح رکوع اور سجدے کر کے داہنا قدم کھڑا کر کے بایاں قدم بچھا کر بیٹھ جائے اور التحیات پڑھے اس کو تشہد بھی کہتے ہیں۔

التحیات میں کوئی حرف کم وبیش نہ کرے بہتر ہے کہ درود شریف بھی پڑھے لے اگر نہ پڑھے جب بھی نماز ہو جائے گی، پھر کھڑا ہو جائے اور ثنا پڑھے اگر نہ پڑھا جب بھی نماز ہو جائے گی اور اسی طرح دو رکعت اور پڑھے، اب پچھلا قعدہ جس کے بعد نماز ختم کریگا، اس میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھے، پھر دعائے ماثورہ پڑھے، جسے دعائے ماثورہ یاد نہ ہو وہ یہ پڑھے ''اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ'' اگر دعائے ماثورہ نہ

پڑھا جب بھی نماز ہو جائے گی مگر''اللھم ربنا میں لفظ اللھم کو ملا کر پڑھے بغیر اللھم کے پڑھنا منع ہے اس کے بعد داہنے شانے (مونڈھے) کی طرف منہ کر کے اَلسَّلاَ مُ علیکُم وَ رَحمَۃُ اللہِ کہے پھر بائیں طرف منہ کر کے ''اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَۃُ اللہ'' کہے

اس کے بعد اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا کریں، اور اگر جماعت سے پڑھنا چاہیں تو پڑھ سکتے ہیں کیونکہ نفل کی جماعت تداعی طور پر مکروہ ہے مگر تحریمی نہیں بلکہ تنزیہی ہے یعنی نماز ہو جائے گی مگر یاد رہے کہ دن کے نوافل میں امام آہستہ قرأت کرے گا جیسا کہ درمختار میں ہے''یجھر الامام وجوبا فی الفجر واولیی العشائین الی قولہ ویُسِرُّ فی غیرھا کمتنفل بالنھار'' امام فجر اور عشائین کی پہلی دو رکعتوں میں جہر کرے ان کے علاوہ میں امام سِرّاً پڑھے جیسے دن کے نوافل کا معاملہ ہے۔(درمختار باب صفۃ الصلوۃ) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(اگر فرض ادا نہ کریں تو کیا نفل قبول نہیں ہوگا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کا کہنا ہے کہ جب تک کوئی بھی انسان اپنا فرض نماز ادا نہیں کرلیتا تب تک اس کو نفل نماز کا ثواب نہیں ملتا کیا زید کا کہنا درست ہے؟ حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں برائے کرم مہربانی ہوگی۔ **المستفتی:** محمد علی رضا بنگال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ہاں زید کا کہنا صحیح و درست ہے جیسا کہ حدیث شریف میں حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: و النظم للاول "مثل المصلی کمثل التاجر لا یخلصله ربحه حتی یخلص له رأس مال کذالك المصلی لا تقبل نافلته حتی یؤدی الفریضة" نمازی کی مثال تاجر کی طرح ہے کہ اس کا نفع کھرا نہیں ہوتا جب تک وہ اپنا راس المال کھرا نہ کرلے یوں ہی نمازی کے نفل قبول نہیں ہوتے جب تک وہ اپنے فرائض نہ ادا کرے۔(السنن الکبری جلد نمبر ۲، صفحہ نمبر ۵۴۱)

اور اعلی حضرت رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: "جب تک فرض ذمہ پر باقی رہتا ہے کوئی نفل قبول نہیں کیا جاتا" (الملفوظ حصہ اول صفحہ نمبر ۶۲)

لہذا جن کے ذمہ قضا نمازیں باقی ہیں وہ نفل وسنت غیر مؤکدہ کی جگہ پر جلد سے جلد اپنی قضاو قضائے عمری پوری کریں۔واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ساجد چشتی شاہجہاں پوری

(کیا سنت مؤکدہ کے قعدہ اولیٰ میں درود پڑھنا ضروری ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا سنت مؤکدہ کے قعدہ اولی میں التحیات کے بعد دورد شریف ضروری ہے؟ کیا تیسری رکعت میں الحمد اللہ اور کوئی سورہ پڑھنا ضروری ہے؟

المستفتی:۔احمد رضا یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سنت مؤکدہ کے قعدہ اولی میں التحیات کے بعد درود شریف پڑھنا منع ہے اگر اللھم صلی علی سیدنا محمد تک پڑھا تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے،جیسا کہ حضور صدرالشریعہ بدرالطریقہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان نے ارشاد فرمایا، فرض و واجب وسنن رواتب کے قعدہ اولی میں تشہد کے بعد اتنا کہہ لیا اللھم صلی علی محمد یا اللھم صلی علی سیدنا تو اگر سہواً ہو سجدہ سہو کرے۔اور اگر عمداً ہو تو اعادہ واجب ہے۔(بحوالہ درمختار ورد المحتار جلد اول صفحہ ۳۴۲۔بہار شریعت جلد اول حصہ سوم صفحہ ۷۲۔)

اور ارشاد فرماتے ہیں،، جو سنت مؤکدہ چار رکعتی ہے اس کے قعدہ اولی میں صرف التحیات پڑھے اگر بھول کر درود شریف پڑھ لیا تو سجدہ سہو کرے۔(بہار شریعت حصہ چہارم)

اور نماز فرض کی پہلی دو رکعتوں میں اور سنن و وتر ونوافل کی ہر ہر رکعت میں سورہ ملانا واجب ہے، بہار شریعت جلد اول حصہ سوم صفحہ۔۔میں ہے الحمد اور اس کے ساتھ سورت ملانا فرض کی دو پہلی رکعتوں میں اور نفل و وتر کی ہر رکعت میں واجب ہے۔

اورفتاوی امجدیہ میں ہے،،ظہر کی سنتوں میں چاروں رکعت بھری پڑھی جائے گی۔یعنی ہرایک میں فاتحہ کے بعدسورت ملاناواجب ہے۔

بحوالہ درمختار بیان واجبات صلوٰۃ میں ہے" وضم سورۃ فی الاولیین من الفرائض وفی جمیع رکعات النفل وکل الوتر "اورنفل اس مقام پرعام ہے سنت مؤکدہ وغیرمؤکدہ کوشامل ہے۔

درمختارمیں ہے"کل سنۃ نافلۃ ولاعکس "ردالمحتارمیں ہے"والکل یسمی نافلۃ لانہ زیادۃ علی الفرض لتکمیلہ "پس معلوم ہواکہ ظہر یاجمعہ کی چاررکعت والی سنتوں میں ہررکعت میں سورت ملائی جائے گی (فتاوی امجدیہ جلداول صفحہ ۹۷)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

العبدمحمدعتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی ارشدی عفی عنہ

(فرض پڑھے بغیر سوگیا تو رات میں عشاء اور تہجد پڑھ سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی عشاء کی نماز پڑھے بغیر سوجائے تو کیا ۱۲/بجے کے بعد عشاء اور تہجد کی نماز ایک ساتھ پڑھ سکتا ہے اور عشاء کی نماز ادا پڑھے گا یا قضا؟

المستفتی:۔ساجد علی قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز تہجد کے لئے فرض پڑھنے کے بعد سونا ضروری ہے اگر چہ ایک ہی منٹ، تو کوئی بغیر نماز پڑھے سوجائے پھر اٹھ کر نماز عشاء و تہجد پڑھنا چاہے تو نہیں پڑھ سکتا کہ نماز عشاء کے بعد نہ سویا اور وہ نماز تہجد نہ ہوگی بلکہ نفل کہلائے گی ۔لہذا نماز عشاء ادا کرنے کے بعد کچھ دیر سوئے پھر فجر سے پہلے جب بھی آنکھ کھلے تو نماز تہجد پڑھے ۔ہاں افضل ہے کہ عشاء کی نماز ادا کرے وتر چھوڑ دے پھر سوئے بعدہ یہ وتر تہجّد کے ساتھ پڑھے حدیث شریف میں ہے ان صلاۃ النبی ﷺ باللیل کانت ثلاث عشرۃ رکعۃ منھن ثلاث رکعات الوتر ورکعتا الفجر ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر اور دو رکعت سنت فجر سمیت رات کی تیرہ رکعت نماز ادا فرماتے تھے۔(بخاری)

وتر کا ذکر ہے عشاء کا ذکر نہیں ہے مطلب عشاء پڑھ کر وتر چھوڑ دیتے تھے جو وقت تہجد پڑھتے تھے ۔(شرح مسند امام اعظم صفحہ ۴۰۵/فاروقیہ بک ڈپو دہلی)

چونکہ نماز عشا کا وقت طلوع فجر سے پہلے تک ہے تو جب بھی پڑھے گا ادا ہی کہلائے گا قضا نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(کیاسنت غیر موکدہ کے قعدہ اولی میں درود پڑھنا ضروری ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ چار رکعت سنت غیر مؤکدہ میں دو رکعت کے قعدہ میں التحیات کے بعد درود شریف اور دعائے ماثور پڑھنا ضروری ہے یا نہیں؟

المستفتی:۔ شمیم اخترامروہہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سنت غیر مؤکدہ نفل نمازوں کے قائم مقام ہے۔چار رکعت والی نفل نماز وسنت غیر مؤکدہ کے پہلے قعدہ میں التحیات کے بعد درود شریف پڑھ لیا تو سجدہ سہو واجب نہیں بلکہ چار رکعت والی نفل نماز وسنت غیر مؤکدہ کے قعدہ اولی میں التحیات کے بعد درود شریف پڑھنا مستحب ہے ضروری نہیں۔ایسا ہی بہار شریعت حصہ چہارم سنن ونوافل کے بیان میں ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ سنت غیر مؤکدہ کے قعدۂ اولی میں بعد تشہد درود ابراہیم ودعاء ماثورہ پڑھنا مستحب ہے واجب نہیں اور وہاں تیسری رکعت کے قیام میں سورہ فاتحہ سے پہلے ثناء پڑھنا بھی مستحب ہے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(کیا تہجد کی نماز نبی کریم ﷺ پر فرض تھی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا تہجد کی نماز نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر فرض تھی؟ کیا دوسرے انبیائے کرام کے او پر بھی تہجد کی نماز فرض تھی؟ جواب مدلل ومفصل عنایت فرمائیں

المستفتی:۔غلام جبریل قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز تہجد جملہ انبیائے کرام علیہم السلام اور انکی تمام امتوں پر فرض تھی مگر اس امت محمدی سے اسکی فرضیت ختم ہوگئی البتہ ہمارے نبی کریم ﷺ پر آخر عمر تک فرض رہی مزید تفصیل دیکھیں اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۵۰۶ ۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

(فجر کی سنت ترک ہوجائے تو کب پڑھیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز فجر کی دو رکعت سنت فرض کے بعد پڑھ سکتے ہیں یا نہیں جواب عنایت فرمایں نوازش ہوگی **المستفتی**:۔شہنواز

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر فجر کی فرض پڑھ لیا اور سنت رہ گئی تو فرض کے بعد نہیں پڑھ سکتا البتہ امام محمد رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ طلوع آفتاب کے بعد پڑھ لے تو بہتر ہے، آفتاب کے طلوع ہونے سے پہلے پڑھنا بالاتفاق ممنوع ہیں آج کل اکثر عوام ایسی ہے کہ جماعت فجر ہو رہی ہے بغیر سنت پڑھے جماعت میں شامل ہوگئے اور فرضوں کے بعد فوراً سنتیں پڑھ لیا کرتے ہیں یہ ناجائز ہے اب یہ فجر کی سنتیں آفتاب بلند ہونے کے بعد یعنی آفتاب کے طلوع ہونے کے بیس منٹ کے بعد پڑھیں زوال سے پہلے پہلے۔(بہار شریعت حصہ ۴ صفحہ ۶۶۴/۶۶۵) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

نوٹ:۔عوام اگر فرض بعد فوراً پڑھیں تو حکمت سے سمجھائیں اور معلوم ہو کہ منع کرنے پر نہ پڑھے گا تو پڑھنے دیں کہ جس طرح اللہ و رسول کا نام لیتا ہے لینے دیں۔

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(نمازِ اوابین پڑھنے کی فضیلت کیا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نمازِ اوابین کے پڑھنے کی کیا فضیلت ہے؟ اور کتنی رکعت پڑھنی ہے برائے کرم رہنمائی فرمائیں کرم ہوگا۔

المستفتی:۔حافظ نسیم احمد اشرفی بنارس

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صلوۃ الاوّابین بعد نماز مغرب پڑھی جاتی ہے یہ دو رکعتیں ہیں اور چار بھی ہیں اور چھ بھی
دو رکعت کی فضیلت حضرت سیدنا امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی مغرب کے بعد بات چیت کرنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لے اللہ تعالی اس کو حطیرۃ القدس (جنت) میں رہنے کے لئے جگہ عطا فرمائے گا۔

چار کی فضیلت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ سے ہی روایت ہے کہ اگر کوئی بندہ چار رکعت پڑھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں وہ ایسا ہو جاتا ہے گویا اس نے حج پر حج کیا یعنی ہر دو رکعت پر ایک ایک حج کا ثواب پائے گا۔

چھ رکعت کی فضیلت یہ روایت بھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے اگر کوئی بندہ چھ رکعت پڑھ لے تو اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کے پچاس سال کے گناہ بخش دیتا ہے۔(نزہۃ المجالس)

چھ رکعت کے تعلق سے ایک اور روایت میں حضرت سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ تعالی عنہ

سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمایا کہ جو کوئی مغرب کے بعد چھ رکعت پڑھے اس کے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگر چہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔

(طبرانی رفیضان سنت صفحہ ۱۰۴۴،۱۰۴۵)

تنبیہ:۔ جو صاحب ترتیب ہے یعنی اسکے ذمہ قضا نماز نہیں ہے وہ صلوۃ الاوابین پڑھے اور جسکے ذمہ قضا نماز باقی ہے وہ صلوۃ الاوابین کے بجائے عمر قضا پڑھے کیونکہ فرض باقی ہو تو نفل قبول نہیں ہوتا اور صلوۃ الاوابین نفل ہی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

(سنت مؤکدہ اور غیر مؤکدہ کی تعریف کیا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سنت مؤکدہ اور غیر مؤکدہ کی تعریف کیا ہے؟ اور ان دونوں میں کیا فرق ہے؟ برائے کرم جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی:۔غلام محمد الہند

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سنت مؤکدہ پر شریعت کی تاکید آئی ہے بلا عذر ایک بار بھی ترک کرے تو مستحق ملامت ہے اور ترک کی عادت کرے تو فاسق مردود الشہادہ، مستحق نار ہے (یعنی اس کی گواہی قابل قبول نہیں وہ جہنم کا حقدار ہے) اور بعض آئمہ نے فرمایا کہ وہ گمراہ ٹھہرایا جائے گا اور گنہگار ہے اگرچہ اس (سنت مؤکدہ) کا گناہ واجب کے ترک سے کم ہے تلویح میں اس کا ترک قریب حرام کے ہے اسکا تارک (چھوڑنے والا) مستحق ہے کہ (معا ذاللہ) شفاعت سے محروم ہو جائے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو میری سنت کو ترک کرے گا اسے میری شفاعت نہ ملے گی۔سنت مؤکدہ کو سنن الہدیٰ بھی کہتے ہیں

سنت غیر مؤکدہ جسکو سنن الزوائد بھی کہتے ہیں۔اس پر شریعت میں تاکید نہیں آئی کبھی اس کو مستحب اور مندوب بھی کہتے ہیں اور نفل عام ہے کہ سنت پر بھی اس کا اطلاق آیا ہے اور اس کے غیر کو بھی نفل کہتے ہیں یہی وجہ ہے فقہائے کرام باب النوافل میں سنن کا بھی ذکر کرتے ہیں لہذا نفل کے جتنے احکام بیان ہوں گے وہ سنتوں کو بھی شامل ہونگے البتہ اگر اگر سنتوں کے لئے

کوئی خاص بات ہوگی تو اس مطلق حکم سے اس کو الگ کیا جائے گا جہاں استثناء نہ ہو اسی مطلق حکم نفل میں شامل سمجھیں۔(بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ ۶۶۲/ ۶۶۳)

سنت مؤکدہ وغیر مؤکدہ میں فرق جو سنت مؤکدہ چار رکعتی ہیں مثلا چار رکعت فرض ظہر سے پہلے اسکے قعدہ اولی میں صرف التحیات پڑھ کر کھڑا ہو جائے اگر درود پڑھا تو سجدہ سہو واجب ہو جائے گا پھر تیسری چوتھی رکعت میں الحمد کے ساتھ سورت ملائے گا پھر قعدہ اخیرہ کرکے نماز پوری کرے گا۔مگر غیر مؤکدہ میں جو کہ چار رکعت والی ہو پہلے قعدہ میں التحیات ودرود شریف ودعائے ماثورہ پڑھ کر تیسرے قیام کے لئے کھڑا ہوگا تو ثناء وتعوذ بھی پڑے گا اس کے بعد تیسری چوتھی رکعت میں الحمد کے بعد سورت بھی ملائے گا پھر قعدہ اخیرہ کرکے التحیات ودرود ودعائے ماثورہ پڑھ کر سلام پھیرے گا۔(بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ ۶۶۷)

نوٹ:۔قلت وقت پر سنت غیر مؤکدہ میں درود نہ پڑھے جب بھی نماز ہو جائے گی۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(قضا نماز چھوڑ کر نفل پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کے ذمہ قضا نمازیں ہیں لیکن زید جب نماز پڑھتا ہے تو جس وقت کی نماز پڑھتا ہے اس کے ساتھ والی نفل بھی پڑھ لیتا تو کیا زید پہلے قضاء فرض پڑھے یا نفل؟ اگر قضاء فرض نمازیں چھوڑ کر نفل پڑھتا تو کیا نفل اس کو کوئی فائدہ دے گی یا پہلے جو قضاء نمازیں اسکے ذمہ وہ پڑھے؟ **المستفتی:۔** محمد صدیق احمد مشاہدی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جسکی نماز قضاء ہوں وہ نفل نہ پڑھے بلکہ اپنی قضاء نمازیں ادا کرے کیونکہ جس کے ذمہ فرض نمازیں ہوں اسکی نفل قبول نہیں ہوتی جیسا کہ فتاوی رضویہ شریف میں ہے" لما حضر ابابکرن الموتُ دعا عمر فقال اتق الله یا عمر واعلم ان له عملا بالنهار لا یقبله باللیل و عملا باللیل لا یقبله بالنهار واعلم انه لایقبل نافلة حتی تؤدی الفریضة "جب خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سیّدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نزع کا وقت ہوا امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر فرمایا اے عمر! اللہ سے ڈرنا اور جان لو کہ اللہ کے کچھ کام دن میں ہیں کہ انھیں رات میں کرو تو قبول نہ فرمائے گا اور کچھ کام رات میں کہ انھیں دن میں کرو تو مقبول نہ ہوں گے، اور خبردار رہو کہ کوئی نفل قبول نہیں ہوتا جب تک فرض ادا نہ کرلیا جائے ۔(حلیۃ الاولیاء، ذکر المہاجرین نمبر ۱ ابوبکر الصدیق دارلکتاب العربی بیروت ۱/ ۳۶ رفتاوی رضویہ جلد ۱۰ رص ۱۸۳ ردعوت اسلامی)

دیکھئے فرض کا معاملہ اس طرح ہے جیسے زید نے ایک لاکھ روپیہ بکر سے قرض لیا اب زید قرض دینے کے بجائے اس کو تحفہ تحائف پیش کرے یا اسے چائے وغیرہ پلاتا رہے اسی طرح ایک لاکھ سے زائد خرچ کر ڈالے جب بھی اس کا حق ادا نہیں ہوگا کیوں کہ یہ بطور تحفہ دیا ہے اسی طرح نفل پڑھنے سے فرض ادا نہ ہوگا کیوں کہ جس کے ذمہ فرض باقی ہے اس کا نفل قبول نہ ہوگا.اس لئے چاہئے کہ دو رکعت نفل ظہر کی، چار رکعت عصر کی سنت غیر مؤکدہ، دو رکعت نفل مغرب کی، چار رکعت سنت غیر مؤکدہ عشاء کی، چار رکعت نفل عشاء کی، نہ پڑھے بلکہ اس کی جگہ قضائے عمری پڑھتا رہے یہ نفل سے بہتر رہے گا اور اس میں بھی تخفیف ہے مکمل طریقہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالی عنہ نے تحریر فرمایا ہے عبارت ملاحظہ ہو۔

قضا ہر روز کی نماز کی فقط بیس رکعتوں کی ہوتی ہے دو فرض فجر کے، چار ظہر، چار عصر، تین مغرب، چار عشاء کے تین وتر۔اور قضا میں یوں نیت کرنی ضرور ہے کہ نیت کی میں نے پہلی فجر جو مجھ سے قضا ہوئی یا پہلی ظہر جو مجھ سے قضا ہوئی، اسی طرح ہمیشہ ہر نماز میں کیا کرے اور جس پر قضا نمازیں بہت کثرت سے ہیں وہ آسانی کے لئے اگر یوں بھی ادا کرے تو جائز ہے کہ ہر رکوع اور ہر سجدہ میں تین تین بار سبحان ربی العظیم، سبحان ربی الاعلی کی جگہ صرف ایک بار کہے، مگر یہ ہمیشہ ہر طرح کی نماز میں یاد رکھنا چاہئے کہ جب آدمی رکوع میں پورا پہنچ جائے اس وقت سبحان کا سین شروع کرے اور جب عظیم کا میم ختم کرے اس وقت رکوع سے سر اٹھائے اسی طرح جب سجدوں میں پورا پہنچ لے اس وقت تسبیح شروع کرے اور جب پوری تسبیح ختم کر لے اس وقت سجدہ سے سر اٹھائے۔ بہت سے لوگ جو رکوع سجدہ میں آتے جاتے یہ تسبیح پڑھتے ہیں بہت غلطی کرتے ہیں ایک تخفیف کثرت قضا والوں کی یہ ہو سکتی ہے، دوسری تخفیف یہ کہ فرضوں کی تیسری ور چوتھی رکعت میں الحمد شریف کی جگہ سبحان اللہ، سبحان اللہ، سبحان اللہ تین بار کہہ کر رکوع میں چلے جائیں مگر وہی خیال یہاں بھی ضرور ہے کہ سیدھے کھڑے ہو کر سبحان اللہ شروع کریں اور سبحان اللہ

پورے کھڑے کھڑے کہہ کر رکوع کے لئے سر جھکائیں، یہ تخفیف فقط فرضوں کی تیسری چوتھی رکعت میں ہے وتروں کی تینوں رکعتوں میں الحمد اور سورت دونوں ضرور پڑھی جائیں، تیسری تخفیف پہلی التحیات کے بعد دونوں درودوں اور دعا کی جگہ صرف اللھم صلی علی محمد والہ کہہ کر سلام پھیر دیں چوتھی تخفیف وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت کی جگہ اللہ اکبر کہہ کر فقط ایک یا تین بار رب اغفر لی کہے۔(فتاوی رضویہ جلد ۸ ص ۱۵۷ / ۱۵۸ / دعوت اسلامی) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(شب برأت میں کون سی نماز پڑھی جاتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ شب برأت میں کون سی نماز پڑھی جاتی ہے؟اور کتنی رکعت پڑھی جائے گی؟ اور کس طرح ؟کیا جماعت سے پڑھ سکتے ہیں ؟اور اسکی فضیلت کیا ہے؟مع حوالہ تحریر فرمائیں؟ **المستفتی:۔**محمد بصیر سلطان پور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

شب برأت میں جونماز پڑھی جاتی ہے وہ نفل ہے اور نماز نفل کی طرح دو دو رکعت کرکے پڑھی جائے گی مگر نماز نفل تداعی طور پر یعنی تین سے زیادہ مقتدی کے ساتھ پڑھنا مکروہ (تنزیہی) ہے حدیث شریف سے چودہ رکعت پڑھنا ثابت ہے جیسا کہ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نصف شعبان کی رات دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے اور چودہ ۱۴ر رکعت نماز ادا فرمائی،پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فارغ ہوکر بیٹھ گئے اور چودہ ۱۴ر مرتبہ سورۃ الفاتحہ یعنی الحمد للہ مکمل،پھر چودہ ۱۴ر مرتبہ سورۃ ناس،ایک بار آیت الکرسی تلاوت فرمائی اور ایک بار"لَقَدۡ جَآئَکُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ عَزِیۡزٌ عَلَیۡہِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ "بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان ۔(سورۃ توبہ آیت نمبر ۱۲۸)

میں نے عرض کیا کہ اس عمل کا کیا ثواب ہے؟ تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

اِرشاد فرمایا! جس آدمی نے یہ عمل کیا جیسا تم نے دیکھا ہے تو اس کے لئے بیس حج اور بیس سال کے روزوں کا ثواب ہوگا اور اگر وہ صبح کا روزہ رکھے تو اس کے گزشتہ اور آئندہ دو سال کے روزوں کا ثواب ہوگا اور ایک آئندہ کے روزوں کا ثواب ملے گا۔(کنزالعمال حدیث نمبر ۳۸۲۹۳)

لیکن مشائخ عظام سے ۱۰۰ سو رکعت پڑھنا بھی ثابت ہے جیسا کہ مجدد اعظم امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ ''مشائخ کرام سَو رکعت ہزار مرتبہ قل ھواللہ احد کے ساتھ ادا کرتے ہر رکعت میں دس دفعہ قل ھواللہ احد پڑھتے، اس نماز کا نام انھوں نے صلوٰۃ الخیر رکھا تھا، اس کی برکت مسلمہ تھی، اس رات (یعنی پندرہ شعبان) میں اجتماع کرتے اور احیاناً نماز کو باجماعت ادا کرتے تھے۔(قوت القلوب فصل العشر ون فی ذکر احیاء اللیالی مطبوعہ دارصادر بیروت ۱/ ۶۲)

اور یہی علمائے تابعین سے لقمان بن عامر وخالد بن معدان اور ائمہ مجتہدین سے اسحق بن راھویہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا ہے مگر ہمارے ائمہ رضی اللہ تعالی عنہم کا مذہب وہی ہے کہ جماعت بتداعی ہو تو مکروہ ہے ''كما نص عليه فى البزازية والتتارخانية والحاوى القدسى والحلية والغنية ونورالايضاح ومراقى الفلاح والاشباه وشروحها والدرالمختار وحواشيه وغيرذلك من الكتب المعتمدة'' جیسا کہ اس پر بزازیہ، تتارخانیہ، الحاوی القدسی، حلیہ، غنیہ، نورالایضاح، مراقی الفلاح، الاشباہ اور اس کی شروح، درمختار اور اس کے حواشی، اور اس کے علاوہ دیگر معتمد کتب میں تصریح ہے۔(فتاوی رضویہ جلد ۷ ص ۴۱۹)

یاد رہے جنکی نماز قضاء ہوں وہ نفل نہ پڑھے بلکہ اپنی قضاء نمازیں ادا کرے کیونکہ جس کے ذمہ فرض نمازیں ہوں گی اسکی نفل قبول نہیں ہوتی جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ''لما حضر ابابكر الموتُ دعا عمر فقال اتق الله يا عمر واعلم ان له عملا بالنهار لا يقبله بالليل و عملا بالليل لا يقبله بالنهار واعلم انه لايقبل نافلة حتى تؤدى الفريضة'' جب خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کی نزع کا

وقت ہوا امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر فرمایا اے عمر! اللہ سے ڈرنا اور جان لو کہ اللہ کے کچھ کام دن میں ہیں کہ انھیں رات میں کرو تو قبول نہ فرمائے گا اور کچھ کام رات میں کہ انھیں دن میں کرو تو مقبول نہ ہوں گے، اور خبر دار رہو کہ کوئی نفل قبول نہیں ہوتا جب تک فرض ادا نہ کرلیا جائے۔(حلیۃ الاولیاء، ذکر المہاجرین نمبر ا ابوبکر الصدیق دار الکتاب العربی بیروت ۱/ ۳۶ فتاوی رضویہ جلد ۱۰/ص ۱۸۳)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(جمعہ کی دو رکعت فرض کے بعد شہر میں سنت پڑھیں یا فرض؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جمعہ کی دو رکعت فرض کے بعد شہر میں سنت پڑھیں یا فرض؟ اور دیہات میں جمعہ جائز ہے یا نہیں؟ اور دو رکعت فرض کے بعد سنت پڑھے یا فرض مکمل جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں عنایت فرمائیں جزاک اللہ خیرا

المستفتی:۔محمد شہریار خان قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

شہر میں نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد سنت ہی پڑھی جائے گی جبکہ کوئی اور وجہ مانع جمعہ نہ ہو یعنی جمعہ کے دیگر تمام شرائط پائے جاتے ہوں رہی بات دیہات کی تو دیہات میں نماز جمعہ پڑھنے کے بعد ظہر کی فرض نماز باجماعت ادا کی جائیگی اس لئے کہ دیہات میں جمعہ کی نماز درست نہیں البتہ جہاں لوگ جمعہ پڑھتے ہیں انہیں روکا نہ جائے جیسا کہ فتاوی فقیہ ملت میں ہے، گاؤں میں جمعہ کی نماز درست نہیں لیکن اگر عوام پڑھتے ہوں تو انہیں منع نہ کیا جائے وہ جس طرح بھی اللہ کا نام لیں غنیمت ہے۔ایسا ہی فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ ۷۱۴ رمیں ہے گاؤں میں اگر جمعہ کی نماز پڑھی گئی تو اس سے ظہر کی نماز ساقط نہیں ہوگی لہذا گاؤں میں جمعہ کے دن بھی ظہر کی نماز پڑھنا فرض ہے اور جماعت کے ساتھ پڑھنا واجب ہے اس کے لئے تکبیر بھی کہی جائے گی۔ حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ گاؤں میں جمعہ کے دن بھی ظہر کی نماز اذان واقامت کے ساتھ پڑھیں۔(بہار شریعت حصہ چہارم ۱۰۲)

گاؤں میں بنام جمعہ دو رکعت پڑھنے کے لئے چاہے فرض کی نیت کریں یا نفل کی بہر حال وہ نماز نفل ہی ہوگی چار رکعت سنت ظہر اور فرض نماز ظہر با جماعت کے درمیان دو رکعت بنام جمعہ کے سبب وقفہ سے شرعاً کوئی خرابی نہیں گاؤں میں اگر چہ جمعہ نہیں ہے صرف ظہر فرض ہے لیکن جس گاؤں میں جمعہ قائم ہے اسے بند نہ کیا جائے گا کہ عام طور پر لوگ جو پنج وقتی نماز نہیں پڑھتے وہ جمعہ کے نام سے آٹھ دن پر مسجد میں حاضر ہو جاتے ہیں اور اللہ ورسول کا نام لے لیتے ہیں۔(فتاویٰ فقیہ ملت جلد اول صفحہ ۲۴۲)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خاں امجدی

(کیا نفل میں بھی قیام فرض ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز میں قیام شرط ہے تو نفل نماز بیٹھ کر جب پڑھتے ہیں تو قیام چھوٹ جاتا ہے تو کیا ایسے نفل نماز ہو جائے گی جبکہ ایک شرط فوت ہوگئی؟

المستفتی:۔حافظ محمد اخلاق رضا ہرسنگھ پور نگھاسن لکھیم پور کھیری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نوافل نماز کیلئے قیام شرط نہیں ہے اور یہ کہنا کہ اگر کوئی شخص بیٹھ کر نفل نماز پڑھے تو نماز نہیں ہوگی ایسا نہیں ہے اگر کوئی شخص بیٹھ کر نفل نماز پڑھتا ہے بلا عذر شرعی تب بھی اس کی نماز ہو جائے گی یہ الگ بات ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھنے سے جو ثواب ملتا ہے اس سے محروم رہ جائے گا جیسا کہ سرکار صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ فرض و وتر و عیدین و سنت فجر میں قیام فرض ہے کہ بلا عذر صحیح بیٹھ کر یہ نمازیں پڑھے گا نہ ہوں گی اور آگے فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے نفل نماز کیلئے تکبیر تحریمہ رکوع میں کہی تو نماز نہ ہوئی اور بیٹھ کر کہتا تو ہو جاتی۔(بہار شریعت جلد اول حصہ سوم فرائض نماز کا بیان)

اس سے معلوم ہوا کہ نوافل کیلئے قیام شرط نہیں ہے اگر نوافل کیلئے قیام شرط ہوتا تو صاحب بہار شریعت اس کا ذکر ضرور فرماتے تو اگر کوئی شخص بیٹھ کر نفل نماز پڑھے تو نماز ہو جائے گی لیکن بہتر یہی ہے کہ اگر طاقت رکھتا ہے بھر پور تو کھڑے ہو کر ہی پڑھے تا کہ زیادہ ثواب پائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(صلوۃ الغوثیہ نماز کی حقیقت کیا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ صلوۃ الغوثیہ نماز کی حقیقت کیا ہے؟ اور ختم قادریہ کیا ہے وضاحت فرمائیں

المستفتی:۔محمد جمال اختر رضوی گجرات

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ایک مجرب نماز صلاۃ الاسرار (نماز غوثیہ) ہے جو امام ابو الحسن علی بن جریر لخمی شطنو نی بہجۃ الاسرار میں اور ملا علی قاری و شیخ عبد الحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں اسکی ترکیب یہ ہے کہ بعد نماز مغرب سنتیں پڑھکر دو رکعت نماز نفل پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ الحمد کے بعد ہر رکعت میں گیارہ گیارہ بار قل ھو اللہ الخ پڑھے سلام کے بعد اللہ عزوجل کی حمد وثنا کرے پھر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر گیارہ بار درود وسلام عرض کرے اور گیارہ بار یہ کہے یا رسول یا نبی اللہ اغثنی و امددنی فی قضاء حاجتی یا قاضی الحاجات) پھر عراق کی جانب گیارہ قدم چلے ہر قدم پر یہ کہے ۔یا غوث الثقلین و یا کریم الطرفین اغثنی و امددنی فی قضاء حاجتی یا قاضی الحاجات " پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے توسل سے اللہ عزوجل سے دعاء کرے (بہجۃ الأسرار ذکر فضل أصحابہ و بشراھم صفحہ ۱۹۷ بتصرف بحوالہ بہار شریعت حصہ چہارم)

ختم قادریہ ایک مخصوص نیاز کا نام ہے جو حضور سیدنا غوث اعظم عبد القادر جیلانی بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے دلائی جاتی ہے، ختمِ قادریہ کے تمام وظائف ۱۱۱/ بار پڑھے جاتے ہیں سوائے سورۃ یس شریف وقصیدۃ قادریہ کے کہ انہیں ایک بار ہی پڑھنا ہوتا ہے پھر شیرینی و

ماحَضَر و ما ذُکِر کے ثواب کی نذر بحضورغوثیت مآب پیش کی جاتی ہے اور اپنی حاجات کے لئے دعا کی جاتی ہے،لیکن اس نیاز کے لئے کوئی مخصوص ایام نہیں ہیں کبھی بھی دلا سکتے ہیں۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

معصوم رضا نوری

(نماز اشراق اور چاشت پڑھنے کاوقت کب ختم ہوتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز اشراق اور چاشت پڑھنے کاوقت کب ختم ہوتا ہے؟

المستفتی:۔محمد عالمگیر رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز اشراق کے متعلق اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ(من صلی الفجر فی الجماعۃ ثم قعد یذکر اللہ حتی تطلع الشمس ثم صلی رکعتین کانت لہ اجر حجۃ و عمرۃ) یعنی جوشخص صبح کی نماز باجماعت پڑھ کرطلوع آفتاب تک بیٹھا اللہ کاذکر کرتا رہاپھر دورکعت نماز ادا کی اس کے لئے پورے حج اورعمرہ کاثواب ہے۔(ترمذی ج ۱ ص ۱۳۰)

بہارشریعت میں ہے کہ نماز اشراق سنت ہے فجر پڑھ کر درود شریف وغیرہ پڑھتا رہے جب سورج ذرااونچا ہوجائے یعنی کم ازکم نکلنے کے بعدبیس منٹ گزرجائے تو چاررکعت پڑھے۔اور اس نماز کا آخری وقت زوال تک ہے۔

نماز چاشت کے متعلق اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ(من حافظ علی شفعۃ الضحی غفرت لہ ذنوبہ وان کانت مثل زبد البحر) یعنی جوشخص چاشت کی دو رکعت کی حفاظت کرے اس کے گناہ (صغیرہ) بخش دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابرہو۔اھ(سنن ابن ماجہ شریف ص ۹۸)

اوراس نماز کاوقت آفتاب بلند ہونے (یعنی تیز) سے زوال تک ہے۔اور بہارشریعت

میں ہے کہ نماز چاشت سنت ہے کم سے کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں اور بارہ ہی افضل ہیں اس کا وقت سورج کے اچھی طرح اونچے ہونے کے بعد سے ضحوہ کبری کے شروع ہونے تک ہے لیکن بہتر وقت چوتھائی دن چڑھے ہے۔ اھ (قانون شریعت جدید تخریج ص ٢٢٧)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

کریم اللہ رضوی

(تہجد کی نماز کتنی رکعت پڑھ سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ تہجد کا وقت کب سے کب تک ہے اور تہجد کی نماز کتنی رکعت پڑھ سکتے ہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی:۔ زمزم رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

تہجد کی نماز کا وقت عشاء کی نماز کے بعد سو کر اٹھے اس وقت سے طلوع صبح صادق تک ہے۔تہجد کی نماز کم سے کم دو رکعت ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آٹھ تک ثابت ہے۔حدیث شریف میں اس نماز کی بڑی فضیلت آئی ہے نسائی اور ابن ماجہ نے اپنے سنن میں روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رات میں بیدار ہو اور اپنے اہل کو جگائے پھر دونوں دو دو رکعت پڑھیں تو کثرت سے یاد کرنے والوں میں لکھے جائیں گے۔(بہار شریعت)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خاں امجدی

(عیدین کے دن سنن ونوافل پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عید الفطر اور عید الاضحی کے دن سنت اور نوافل کی نماز پڑھنا کیسا ہے؟ بینوا وتوجروا **المستفتی**:۔قطب الدین رضوی سعد اللہ نگر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عیدین کے دن عیدگاہ میں کوئی نفلی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔نماز عید سے پہلے یا بعد۔ شہر میں ہو یا دیہات میں ہو نماز عیدین واجب ہو یا نہ ہو۔اور نماز عیدین کے بعد بھی عیدگاہ میں نفل پڑھنا مکروہ ہے۔یہ حکم خواص کے لئے ہے۔

اگر عوام الناس نفل پڑھیں تو انہیں منع نہ کیا جائے اگر چہ عیدگاہ میں ہی پڑھتے ہوں۔اور جس کی فجر نماز قضاء ہو اس کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔مگر بہتر ہے کہ گھر یا مسجد میں پڑھ کر جائے۔

فقیہ اعظم حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں نماز عید سے قبل نفل نماز مطلقاً مکروہ ہے،عیدگاہ میں ہو یا گھر میں اس پر عید کی نماز واجب ہو یا نہیں،یہاں تک کہ عورت اگر چاشت کی نماز گھر میں پڑھنا چاہے تو نماز ہو جانے کے بعد پڑھے اور نماز عید کے بعد عیدگاہ میں نفل پڑھنا مکروہ ہے،گھر میں پڑھ سکتا ہے بلکہ مستحب ہے کہ چار رکعتیں پڑھے۔یہ احکام خواص کے ہیں،عوام اگر نفل پڑھیں اگر چہ نماز عید سے پہلے اگر چہ عیدگاہ میں انھیں منع نہ کیا جائے (بہار شریعت جلد اول حصہ چہارم صفحہ ۷۸۶ / المکتبۃ المدینۃ دعوت اسلامی)

حدیث شریف میں ہے "وعن ابن عباس ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلی یوم الفطر رکعتین لم یصل قبلھما ولا بعدھما"۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں تحقیق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عید الفطر کی دو رکعتیں پڑھیں اور نہ اس سے پہلے کوئی نماز پڑھی اور نہ اس کے بعد۔ (مشکوۃ المصابیح مترجم باب صلوٰۃ العیدین جلد اول صفحہ ۳۰۴) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

العبد ابو الفیضان محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی ارشدی عفی عنہ

(کیا ظہر کی دو رکعت سنت مؤکدہ فرض سے پہلے پڑھ سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر ظہر کی جماعت میں صرف اور صرف اتنا وقت ہے کہ دو رکعت سنت پڑھ سکتا ہے تو امام اگر بعد کی سنت پہلے پڑھ لے اور جو پہلے چار رکعت سنت مؤکدہ ہے اس کو بعد میں پڑھ لے تو کیا حکم ہے ایسا کرنا کیسا ہے؟ کیا امام ایسا کرسکتا ہے یا نہیں؟ **المستفتی:۔محمد سرور رضا بہرائچ**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مذکورہ میں ظہر کی بعد والی دو رکعت سنت کو ظہر کی فرض سے قبل پڑھنا اگرچہ وقت کی قلت کے سبب سے ہو خلاف سنت ہے کیونکہ اس دو رکعت سنت کے پڑھنے کا وقت فرض کے بعد ہی ہے نہ کہ قبل اس لئے اسے اپنے وقت میں ہی پڑھا جائے ایسا پڑھنا نہ تو امام کے لئے درست ہے نہ ہی عوام کے لئے بلکہ اگر وقت جماعت قریب ہو تو اس چار رکعات کو فرض کے بعد پڑھے۔

ابن ماجہ کی حدیث پاک ہے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: كَانَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إِذَا فَاتَتْهُ الْأَرْبَعُ قَبْلَ الظُّهْرِ صَلَّاهَا بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ. نبی کریم ﷺ کی اگر ظہر سے پہلے کی چار رکعات رہ جاتی تھیں تو آپ ﷺ ظہر کے بعد کی دو رکعات کے ساتھ انہیں ادا کرلیتے تھے۔

(شرح سنن ابن ماجہ، ج ۲ / ص ۴۵۹ / شبیر برادرز)

بہار شریعت میں ہے: ظہر یا جمعہ کے پہلے کی سنت فوت ہوگئی اور فرض پڑھ لئے تو اگر وقت باقی ہے بعد فرض کے پڑھے اور افضل یہ ہے کہ پچھلی سنتیں پڑھ کر ان کو پڑھے۔ (ج ۱ ؍ ح ۴ ؍ ص ۶۶۳ ؍ مکتبۃ المدینہ دہلی)

اور اگر کسی نے پڑھ لیا تو وہ نفل ہو جائے گی سنت مؤکدہ کی ادائیگی نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

ابو کوثر محمد ارمان علی قادری جامعی

(سنت مؤکدہ کے قعدۂ اولیٰ میں درود پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جان بوجھ کر سنت مؤکدہ کے قعدہ اولیٰ میں درود شریف پڑھنے والے کی نماز ہوگی یا نہیں؟ **المستفی:**۔محمد غلام یاسین منکرہ بریلی شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سنت مؤکدہ کے قعدہ اولیٰ میں تشہد کے بعد جان بوجھ کر درود شریف پڑھنے والے کی نماز نہ ہوگی کہ سنت مؤکدہ کے قعدہ اولی میں تشہد پر کچھ نہ بڑھانا واجب ہے جیسا کہ صدر الشریعہ علامہ امجد علی رحمۃ اللہ تعالی علیہ واجبات نماز میں فرماتے ہیں فرض اور وتر وسنن رواتب (سنت موکدہ) میں قعدہ اولیٰ میں تشھد پر کچھ نہ بڑھانا۔(بہار شریعت جلد اول حصہ سو دفعہ نمبر ۵۱۸ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

لہذا ترک واجب اگر سہوا ہوتو سجدہ سہو ہے اور جان بوجھ کر ہوتو فساد نماز کو مستلزم ہے اسی لئے جس نے سنت مؤکدہ کے قعدہ اولی میں تشہد پر درود شریف بڑھایا تو اس کی نماز نہ ہوگی۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

ابوعبداللہ محمد ساجد چشتی

(اگر نوافل جماعت سے ہو رہی ہو تو غلطی ہونے پر لقمہ دے سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز نوافل اگر جماعت سے ہو رہی ہو اور امام سے غلطی ہو جائے تو اسے لقمہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟ **المستفی:۔** اصغر علی رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بالکل لقمہ دے سکتے ہیں خواہ فرض ہو یا نفل جیسا کہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ امام جب نماز یا قرأت میں غلطی کرے تو اسے بتانا لقمہ دینا مطلقاً جائز ہے خواہ نماز فرض ہو یا واجب یا تراویح یا نفل، اور اس میں سجدہ سہو کی بھی کچھ حاجت نہیں، ہاں اگر بھولا اور تین بار سبحٰن اللہ کہنے کی دیر چپ کھڑا رہا تو سجدہ سہو آئے گا۔(فتاوی رضویہ جلد ۷ رص ۲۱۷ ردعوت اسلامی)

نیز فرماتے ہیں کہ امام کو لقمہ دینا ہر نماز میں جائز ہے جمعہ ہو یا کوئی نماز، بلکہ اگر اس نے ایسی غلطی کی جس سے نماز فاسد ہوگی تو لقمہ دینا فرض ہے، نہ دے گا اور اس کی تصحیح نہ ہوگی تو سب کی نماز جاتی رہے گی اور لقمہ دینے سے سجدہ سہو نہیں آتا۔(فتاوی رضویہ جلد ۷ رص ۲۲۷ ردعوت اسلامی)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

تاج محمد قادری واحدی

(فرض پڑھنے کے بعد جماعت میں شامل ہو تو فرض کی نیت کرے یا نفل کی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ امام صاحب وقت پر نہیں رہتے ہیں تو میں اکیلا نماز فرض پڑھ لیتا ہوں پھر امام صاحب اور کچھ لوگ آتے ہیں تو ان کے ساتھ جماعت میں شامل ہو جاتا ہوں تو کیا یہ درست ہے؟ اگر درست ہے تو فرض کی نیت کروں یا نفل کی نیت؟

المستفی:۔ محمد عارف بلرام پوری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

فرض نماز پڑھنے کے بعد فجر، عصر، اور مغرب میں شامل نہیں ہونا چاہئے کہ منع ہے البتہ ظہر، اور عشا میں شامل ہو سکتے ہیں وہ بھی نفل کی نیت سے کہ فرض پڑھنے کے بعد اب فرض کہاں اب جو پڑھے گا وہ نفل ہوگا تو اگر کسی نے فرض کی نیت کی جب بھی نفل ہی کہلائے گا نہ کہ فرض جیسا کہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ نفل کی نیت چاہئے۔فان الفریضة فی الوقت لاتکرر، وفی الحدیث لایصلی بعد صلوٰۃ مثلھا،، کیونکہ وقتی فریضہ میں تکرار نہیں، حدیث میں ہے نماز کی مثل نماز کے بعد ادا نہ کی جائے۔(مصنف ابن ابی شیبہ من کرہ ان یصلی بعد الصلوٰۃ مثلھا مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۲/۲۰۶)

اور اگر فرض کی نیت کرے گا جب بھی نفل ہی ہوں گے فان الفریضة فی الوقت لاتکرر،، کیونکہ فریضہ ایک وقت میں متکرر نہیں ہوا کرتا۔(فتاوی رضویہ جلد ۷ ص ۳۹۸ دعوت اسلامی)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

تاج محمد قادری واحدی

(تہجد کی نماز سنت مؤکدہ ہے یا غیر مؤکدہ؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ تہجد کی نماز سنت مؤکدہ ہے یا غیر مؤکدہ؟

المستفی:۔ واجد علی رام نگر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اسی طرح ایک سوال کے جواب میں سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ تہجد سنت مستحبہ ہے تمام مستحب نمازوں سے اعظم واہم، قرآن واحادیث حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی ترغیب سے مالا مال، عامہ کتب مذہب میں اسے مندوبات و مستحبات سے گنا اور سنت مؤکدہ سے جدا ذکر کیا، تو اس کا تارک اگرچہ فضل کبیر وخیر کثیر سے محروم ہے گنہگار نہیں۔

(فتاوی رضویہ جلد ۷ رص ۴۰۱ ردعوت اسلامی) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

تاج محمد قادری واحدی

(کیا نفل کھڑے ہو کر پڑھنا دوگنا ثواب ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ہمارے امام صاحب روزانہ نماز نفل بیٹھ کر پڑھتے ہیں کیا یہ درست ہے؟ جبکہ ابھی نوجوان ہیں اس لئے بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں،اور امام صاحب کو کھڑے ہو کر پڑھنے پر مجبور کرتے ہیں تو کیا حکم ہے؟

المستفی:۔(حافظ) توفیق احمد سعد اللہ نگر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز نفل کو بیٹھ کر پڑھنے میں کوئی حرج نہیں اگر چہ نوجوان ہو،البتہ کھڑے ہو کر پڑھنے میں دوگنا ثواب ہے جیسا کہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ کھڑے ہو کر پڑھنا افضل اور دونا ثواب ہے، اور بیٹھ کر پڑھنے پر بھی کوئی اعتراض نہیں۔(فتاوی رضویہ جلد ۷ ص ۴۲۳ دعوت اسلامی)

نوٹ:۔جو تندرست ونوجوان ہوں انہیں چاہئے کہ کھڑے ہو کر پڑھیں تاکہ دوگنا ثواب کے مستحق بن سکیں،لیکن اگر کوئی بیٹھ کر ہی پڑھتا ہوں تو عوام کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ اس پر اعتراض کرے اور زبردستی کھڑے ہو کر پڑھنے پر مجبور کرے کہ یہ حد سے تجاوز کرنا ہوگا کیونکہ جن معاملات میں اللہ ورسول (جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے اجازت ہو تو پھر بندے کی کیا مجال کہ وہ اللہ و رسول (جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم) کی بات پر اپنی بات منوا کر اپنی بات اونچی کرے،ایسا کرنے والوں کو چاہئے کہ توبہ کریں اور علم دین حاصل کریں، بغیر علم کے شریعت میں من مانی نہ کریں

ورنہ دنیا و آخرت میں لعنت کے مستحق ہونگے حدیث شریف میں ہے، من افتی بغیر علم لعنته ملائكة السماء والارض، جو بغیر علم کے فتوٰی دے اس پر آسمان و زمین کے فرشتوں کی لعنت ہو۔(کنزالعمال بحوالہ ابن دسا کر عن علی حدیث ۲۹۰۱۸ موسستہ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۱۹۳، فتاوی رضویہ)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

تاج محمد قادری واحدی

(کیانفل کی نیت میں وقت کانام لینا ہوگا؟)

السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ظہر مغرب اور عشاء کی نماز میں جونفل نماز ہے اس کی نیت کرنے میں وقت بولا جائے گا یا نہیں نیز یہ بھی بتائیں کہ دوسری نفلی عبادات کی نیت کس طرح کی جائے گی۔ **المستفی:۔نصیب علی یوپی**

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نفل نماز کسی بھی وقت کی ہو اور کوئی بھی ہو اس کے لئے مطلق نیت کافی ہے۔مگر احتیاط یہ ہے کہ سنت وقت،تراویح،قیام اللیل کی نیت کرلے۔اور باقی سنتوں میں سنت رسول اللہ کی کہہ لیا کریں تاکہ حضور اقدس ﷺ کی متابعت ہوجائے۔باقی ظہر مغرب وعشاء میں جونفلیں ہیں ان کی نیت مطلق ہی کافی ہے۔فقیہ اعظم حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں اصح یہ ہے کہ نفل وسنت وتراویح میں مطلق نماز کی نیت کافی ہے،مگر احتیاط یہ ہے کہ تراویح میں تراویح یا سنت وقت یا قیام اللیل کی نیت کرے اور باقی سنتوں میں سنت یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی متابعت کی نیت کرے،اس لیے کہ بعض مشائخ ان میں مطلق نیت کو ناکافی قرار دیتے ہیں۔نفل نماز کے لیے مطلق نماز کی نیت کافی ہے، اگرچہ نفل نیت میں نہ ہو۔(بہارشریعت جلد اول حصہ سوم صفحہ ۴۹۷/المکتبۃ المدینۃ دعوت اسلامی)

دوسری نفلی عبادات میں نام لینا بہتر ہے۔جیسے چاشت کی نفل نماز پڑھنی ہے تو نیت اس طرح کریں۔نیت کی میں نے دو رکعت نماز نفل چاشت واسطے اللہ تعالیٰ کے منھ میرا کعبہ شریف

کی طرف اللہ اکبر۔ اسی طرح ہر نفلی نماز جو کسی خاص مقصد کے لئے ہو تو اس مقصد کا نام لینا بہتر ہے۔ حالانکہ نیت دل کے ارادے کو کہتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے "اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَلِکُلِّ امْرِءٍ مَانَوٰی" اعمال کا مدار نیت پر ہے اور ہر شخص کے لیے وہ ہے، جو اس نے نیت کی

(صحیح البخاری رکتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحي إلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ إلخ، الحدیث: ۱، جلد اول ۱صفحہ ۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

العبد ابوالفیضان محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی ارشدی عفی عنہ

(بیٹھ کر نفل پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر نماز نفل پڑھنے میں ثواب میں کمی زیادتی ہوتی ہے؟ بیان فرمادیں نوازش ہوگی **المستفی**:۔ محمد سلیم احمد یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا بھی جائز و درست ہے لیکن کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے اور بیٹھ کر پڑھنے سے ثواب کم ہو جاتا ہے جب کہ کوئی عذر نہ ہو اور اگر عذر ہو تو ثواب کم نہ ہوگا جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کھڑے ہو کر پڑھنے کی قدرت ہو جب بھی بیٹھ کر نفل پڑھ سکتے ہیں مگر کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے کہ حدیث میں فرمایا بیٹھ کر پڑھنے والے کی نماز کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی نصف ہے اور عذر کی وجہ سے بیٹھ کر پڑھے تو ثواب میں کمی نہ ہوگی یہ جو آج کل عام رواج پڑ گیا ہے کہ نفل بیٹھ کر پڑھا کرتے ہیں بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاید بیٹھ کر پڑھنے کو افضل سمجھتے ہیں ایسا ہے تو ان کا خیال غلط ہے وتر کے بعد جو دو رکعت نفل پڑھتے ہیں ان کا بھی یہی حکم ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے اور اس میں اس حدیث سے دلیل لانا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وتر کے بعد بیٹھ کر نفل پڑھے صحیح نہیں کہ یہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے مخصوصات میں سے ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم شریف کی حدیث عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے، فرماتے ہیں: مجھے خبر پہنچی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: کہ بیٹھ کر پڑھنے والے کی نماز کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی نماز سے آدھی

ہے۔اس کے بعد میں حاضر خدمت اقدس ہوا تو حضور (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) کو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے پایا، سر اقدس پر میں نے ہاتھ رکھا (کہ بیمار تو نہیں) ارشاد فرمایا: کیا ہے اے عبداللہ؟ عرض کی، یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم) حضور (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) نے تو ایسا فرمایا ہے اور حضور (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں؟ فرمایا ہاں ولیکن میں تم جیسا نہیں امام ابراہیم حلبی وصاحب درمختار وصاحب ردالمحتار نے فرمایا: کہ یہ حکم حضور (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) کے خصائص سے ہے اور اسی حدیث سے استناد کیا۔(بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ ۶۷۰،دعوت اسلامی) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد فرقان برکاتی امجدی

(صلوۃ الرغائب جماعت سے پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ صلاۃ الرغائب رجب کے مہینے میں جمعہ کی شب میں اور شعبان کی پندرہویں شب میں جماعت کے ساتھ کچھ جگہ پڑھی جاتی ہے تو اس کا باجماعت پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ **المستفتی:۔محمد شفیق صدیقی جلگاؤں**

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صلاۃ الرغائب بھی نفل ہی نماز ہے تو نفلی نماز تداعی کے ساتھ باجماعت پڑھنا مکروہ ہے اور اگر تین سے زائد مقتدی نہ ہوں تو کوئی حرج نہیں حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں" صلاۃ الرغائب کہ رجب کی پہلی شب ِجمعہ اور شعبان کی پندرھویں شب اور شب ِقدر میں جماعت کے ساتھ نفل نماز بعض جگہ لوگ ادا کرتے ہیں، فقہا اسے ناجائز ومکروہ و بدعت کہتے ہیں اور لوگ اس بارے میں جو حدیث بیان کرتے ہیں محدثین اسے موضوع بتاتے ہیں۔لیکن اجلۂ اکابر اولیا سے باسانید صحیحہ مروی ہے، تو اس کے منع میں غلو نہ چاہیے اور اگر جماعت میں تین سے زائد مقتدی نہ ہوں جب تو اصلاً کوئی حرج نہیں۔ (بہار شریعت حصہ ۴ صفحہ ۶۸۷ مطبوعہ دعوت اسلامی)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری رضوی

(چار رکعت نفل کے تیسری رکعت میں ثنا پڑھ سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ چار رکعت تراویح یا نفل ایک نیت سے پڑھے تو قعدہ اولیٰ میں درود شریف دعائے ماثورہ،اور تیسری رکعت میں ثنا پڑھنا کیسا ہے؟

المستفتی:۔عظیم احمد مولانا پور کٹیہار

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

چار رکعت ایک نیت سے پڑھنے والی نوافل یا تراویح کے قعدہ اولیٰ میں درود ماثورہ اور تیسری رکعت میں ثنا پڑھنا ضروری نہیں لیکن پڑھنا بہتر ہے مگر تراویح خود ہی دو رکعت بہتر ہے اس لئے کہ بعض ائمہ کے نزدیک تو ایک نیت سے چار یا اس سے زائد رکعت تراویح پڑھی دو ہی کے قائم مقام ہوگی لیکن صحیح یہ ہے کہ اگر ہر دو رکعت پر قعدہ کرتا رہا تو جتنی پڑھے گا اتنی شمار ہوگی۔اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں پڑھنا بہتر ہے۔

درمختار میں ہے:لایصلی علی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی القعدۃ الاولیٰ فی الاربع قبل الظھر والجمعۃ وبعدھا لایستفتح اذا قام الی الثالثۃ منھا وفی البواقی من ذوات الاربع یصلی علی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ویستفتح ویتعوذ ولو نذرا لان کل شفع صلٰوۃ۔ مگر تراویح خود ہی دو رکعت بہتر ہے لانہ ھو المتوارث (کیونکہ طریقہ متوارثہ یہی ہے)

تنویر میں ہے:عشرون رکعة بعشر تسلیمات (بیس رکعتیں دس سلاموں کے ساتھ پڑھائی جائیں۔)سراجیہ میں ہے:کل ترویحة اربع رکعات بتسلیمتین۔یہاں تک کہ اگر چار یازائد ایک نیت سے پڑھے گا تو بعض ائمہ کے نزدیک دو ہی رکعت کے قائم مقام ہونگی اگر چہ صحیح یہ ہے کہ جتنی پڑھیں شمار ہوں گی جبکہ ہر دو رکعت پر قعدہ کرتا رہا ہو۔

عالمگیری میں ہے :ان قعد فی الثانیة قدر التشهد اختلفوا فیه فعلی قول العامة یجوز عن تسلیمتین وهو الصحیح هکذا فی فتاوی قاضی خاں۔(بحوالہ فتاوی رضویہ قدیم جلد ۳؍صفحہ ۴۷۰)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری رضوی

(کیا بعد عصر سنت پڑھ سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عصر کی فرض نماز کے بعد عصر کی چھوٹی ہوئی سنّت پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ **المستفتی**:۔نوشاد عالم مقام اسلام پور بنارس اتر پردیش

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عصر کی فرض نماز پڑھنے کے بعد عصر کی چھوٹی ہوئی سنت نہیں پڑھ سکتے ہیں، کیونکہ نمازِ عصر کے بعد نفل نماز پڑھنا مکروہ تحریمی یعنی ناجائز وگناہ ہے اور سنت عصر بھی نفل ہی کے حکم میں ہے۔چنانچہ علامہ محمد بن عبد اللہ تمرتاشی حنفی متوفی ۱۰۰۴ھ اور علامہ علاء الدین حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں:(و کرہ نفل) قصداً بعد صلاۃ فجر و) صلاۃ (عصر)۔ ملخصاً (تنویر الابصار وشرحہ الدر المختار) یعنی، فجر اور عصر کی نماز کے بعد قصداً نفل ادا کرنا مکروہ ہے۔

اور یہاں کراہت سے مراد کراہت تحریمی ہے۔چنانچہ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:(قوله: و کرہ نفل إلخ) والکراهة هنا تحریمیة أیضا كما صرح به في الحلیة ولذا عبر في الخانیة والخلاصة بعدم الجواز، والمراد عدم الحل لا عدم الصحة۔(رد المحتار) یعنی، یہاں کراہت تحریمہ ہے جیسا کہ اس کی تصریح حلیہ میں ہے، اسی لئے خانیہ اور خلاصہ میں عدم جواز سے تعبیر کیا گیا اور اس سے مراد یہ ہے کہ حلال نہیں نہ کہ عدم صحت۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسامہ قادری

(کیا سنت کی ہر رکعت میں سورہ ملانی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سنت غیر مؤکدہ کی چاروں رکعتوں میں سورہ ملانی ہے، تیسری اور چوتھی رکعت میں سورہ ملانا واجب ہے؟ اس کے بارے میں رہنمائی فرمائیں

المستفتی:۔ محمد جمیل قادری، بنگال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جی ہاں سنتِ غیر مؤکدہ کی تیسری اور چوتھی رکعت میں بھی فاتحہ کے ساتھ سورہ ملانا واجب ہے۔ چنانچہ فتاوی ہندیہ میں ہے: تجب قراءۃ الفاتحۃ وضم السورۃ او ما یقوم مقامها من ثلاث آیات قصار او آیۃ طویلۃ فی الاولیین بعد الفاتحہ کذا فی النہر الفائق، وفی جمیع رکعات النفل والوتر ھکذا فی البحر الرائق۔ (الفتاوی الھندیہ، جلد اول صفحہ ۷۱)

اور بہارِ شریعت میں ہے الحمد اور اس کے ساتھ سورت ملانا فرض کی دو پہلی رکعتوں میں اور نفل و وتر کی ہر رکعت میں واجب ہے۔ (بہارِ شریعت، جلد اول، حصہ سوم صفحہ ۵۸)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اسامہ قادری

(نماز عشاء کے بعد فوراً تہجد پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ آدمی نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد نماز تہجد بھی ادا کرسکتا ہے؟

المستفتی:۔ محمد سہیل رضا قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز عشاء کے بعد بنا سوئے اگر نماز تہجد ادا کی تو وہ نماز تہجد ادا نہ ہوگی، اور اگر نماز عشاء کے بعد سوکر اٹھا اور نماز تہجد ادا کی تو نماز تہجد ادا ہو جائے گی۔جیسا کہ حضور صدرالشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ اسی صلاۃ اللیل کی ایک قسم تہجد ہے کہ عشاء کے بعد رات میں سوکر اٹھیں اور نوافل پڑھیں، سونے سے قبل جو کچھ پڑھیں وہ تہجد نہیں۔(بہار شریعت، ح ۴ ص ۶۷۷)

اور حضور سیدی سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ اور نماز تہجد وہ نفل کہ بعد فرض عشاء قدرے سوکر طلوع فجر سے پہلے پڑھی جائیں۔

طبرانی حجاج بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی انما التہجد المرء یصلی الصلوۃ بعد رقدۃ معالم میں ھے التہجد لا یکون الا بعد النوم (فتاوی رضویہ قدیم جلد سوم صفحہ ۴۵۶)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مدثر جاوید رضوی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فَسۡـَٔلُوۡۤا اَہۡلَ الذِّکۡرِ اِنۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (النحل ۴۳)

تراویح کا بیان

۱۹ر فتاوی

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

(چھوٹی تراویح پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ (چھوٹی) تراویح میں سورہ فیل سے والناس تک پڑھنا یہ کہیں سے ثابت ہے؟ منفرد تراویح پڑھے تو سورہ فیل سے والناس تک یا کوئی بھی سورت پڑھے دونوں میں افضل کیا ہے؟ **المستفتی:** محمد خورشید مصباحی کچھوچھ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

تراویح میں الم ترکیف سے والناس تک پڑھنا درست ہے یونہی کوئی دوسری صورت بھی درست ہے سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ نماز تراویح کی جماعت اس طور پر کہ الم ترکیف سے شروع کرتے ہیں اور والناس تک ایک ایک سورہ ایک ایک رکعت میں پڑھتے ہیں اور پھر الم ترکیف سے والناس تک دوبارہ دس رکعتوں میں پڑھتے ہیں جائز ہے یا نہیں؟ تو آپ رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں جائز ہے فی الھندیۃ بعضھم اختار قل ھواللہ احد فی کل رکعۃ وبعضھم اختار قرأۃ سورۃ الفیل الی اٰخر القراٰن وھذا احسن القولین لانہ لایشتبہ علیہ عدد الرکعات ولایشتغل قلبہ بحفظھا کذا فی التجنیس“ ہندیہ میں ہے بعض نے ہر رکعت میں قل ھواللہ احد کو اختیار کیا اور بعض نے سورہ فیل سے آخر تک کو، اور یہ احسن قول ہے کیونکہ اس صورت میں عدد رکعات میں اشتباہ نہیں ہوتا اور نہ ہی ان کے یاد رکھنے میں مصروف ہوتا ہے جیسا کہ تجنیس میں ہے اھ (فتاوٰی عالمگیری الباب التاسع فی النوافل مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۱۱۸ / بحوالہ فتاوٰی رضویہ جلد ۷ / ص ۴۶۱ / دعوت اسلامی)

اور علامہ صدرالشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اگر کسی وجہ سے ختم نہ ہو تو سورتوں کی تراویح پڑھیں اور اس کے لئے بعضوں نے یہ طریقہ رکھا ہے کہ الم ترکیف سے آخر تک دو بار پڑھنے میں بیس رکعتیں ہو جائیں گی۔ (عالمگیری بحوالہ بہار شریعت ح۴ تراویح کا بیان) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیا تراویح میں ثناء پڑھنا ضروری ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا تراویح کی نماز میں نیت کے بعد ثناء پڑھنا ضروری ہے؟ برائے کرم جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی

المستفتی:۔ محمد سلیم رضا رامپوری

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

تراویح ہی نہیں بلکہ کوئی بھی نماز ہو ثناء پڑھنا ضروری نہیں بلکہ سنت ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ رحمتہ اللہ علیہ نے بہار شریعت میں تحریر فرمایا ہے کہ نماز میں ثناء پڑھنا سنت ہے اور ہاں وقت ہے تو ثنا پڑھے بلا وجہ سنت کو ترک کرنا ثواب سے محرومی اور کم نصیبی ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ امام نے قرأت کو جہر کے ساتھ پڑھنا شروع کر دیا تو مقتدی نہ ثناء پڑھے گا نہ ہی اور کچھ پڑھے گا اور اسی طریقے سے ثناء وغیرہ پڑھنا بھول گیا اور قرأت کرنا شروع کر دیا تو ثناء کا اعادہ نہیں کرے گا کیونکہ ثناء کا محل ہی فوت ہو گیا۔ (بہار شریعت حصہ ۳ رنماز کی سنتیں ناشر مکتبۃ المدینۃ دہلی)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(تنہا تراویح سری پڑھنا چاہئے یا جہر سے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ گھر میں تنہا تنہا تراویح پڑھنے والوں کو بلند آواز سے قرآن پڑھنا بہتر ہے یا آہستہ؟ اور نماز وتر کے بارے میں وضاحت فرمائیں۔اگر رمضان المبارک میں گھر پہ عشاء کی نماز جماعت سے پڑھ رہے ہیں تو کیا وتر کی نماز بھی جماعت سے پڑھنی ہوگی؟ جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی

المستفتی: ۔محمد زاہد رضا بہرائچ شریف یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر تراویح اور وتر باجماعت پڑھنا بجانب پرشاشن کورونا کے سبب ممنوع نہ ہو،تو سب یعنی فرض عشاو تراویح و وتر جماعت سے پڑھیں ورنہ آرڈر کی خلاف ورزی کے بغیر جتنے کی گنجائش ہو، کیونکہ سب باجماعت پڑھنے میں ختمِ قرآن کی صورت میں ایک یا سوا گھنٹہ اور سورتوں سے پڑھنے کی صورت میں تقریباً چالیس منٹ کا وقت لگے گا،جس کی اجازت پرشاشن کی طرف سے مشکل ہے، کیونکہ پرشاشن نے چار رکعت پڑھنے کی اجازت جو دے رکھی ہے وہ بھی مختصر قرآت کے ساتھ سلام پھیرتے ہی پانچ اجازت یافتہ لوگوں کو دوری بنا لینے کی شرط پر، تو اب آپ خود ہی سمجھ سکتے ہیں کہ ایک یا آدھے گھنٹے کی جماعت سے پرشاشن کب راضی ہوگا؟ تو ایسی صورت میں اگر جماعت کا اہتمام نہ ہو سکے تو تنہا تنہا ہی تراویح پڑھیں،اور تنہا تراویح پڑھنے والے کو اختیار ہے جہر سے قرآت کرے یا سر،مگر جہر سے قرآت کرنا افضل ہے،ہاں سر

سے پڑھے تو اس قدر آہستہ بھی نہ پڑھے کہ خود نہ سن سکے۔

بہار شریعت میں در مختار کے حوالے سے حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جہری نمازوں میں منفرد کو اختیار ہے اور افضل جہر ہے جب کہ ادا پڑھے؛ اور جب قضا ہے تو آہستہ پڑھنا واجب ہے۔(حصہ سوم قرآن مجید پڑھنے کا بیان)

رمضان المبارک میں گھر پہ جماعت سے عشاء پڑھ رہے ہیں تو تراویح بھی جماعت سے پڑھیں اور آخر میں وتر بھی جماعت سے پڑھیں۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

(تراویح کی اجرت لینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حفاظ کرام کو تراویح کی اجرت لینا کیسا ہے؟ اور اگر کسی حافظ نے یہ کہدیا ہو کی میرا مقصد صرف قرآن سنانا ہے تو اس کے لئے جو پیسے دئے جائیں وہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ جواب سے نوازیں حوالے کے ساتھ کرم ہوگا نوازش ہوگی؟ **المستفتی**:۔عبدالحفیظ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ہمارے محققین اکابر اور دور حاضر کے مستند مفتیان کرام کا فتویٰ یہی ہے کہ تراویح کا معاوضہ ''لا اجرۃ علی الطاعۃ'' کے تحت لینا شرعاً جائز نہیں ہے اور رقم طے کر کے تراویح پڑھانا بھی جائز نہیں۔

وہاں اگر لوجہ اللہ تراویح پڑھانے والا کوئی حافظ نہ ملے تو تراویح پڑھانے والے کو ماہ رمضان میں نائب امام بنایا جائے اس کے ذمے ایک یا دو نماز مقرر کر دی جائے اور معقول تنخواہ طے کر دی جائے اگر پہلے سے وہی امام مقرر ہے اور تراویح بھی اسی نے پڑھانی ہے تو اس کی تنخواہ میں خاطرخواہ اضافہ کر دیا جائے تو جائز ہوگا کیونکہ امامت کی اجرت کو جائز قرار دیا گیا ہے امام کو چاہئے کہ اللہ کی رضا کی خاطر پڑھائے معاوضہ طے بھی نہ کرے لینے کی نیت بھی نہ رکھے تاہم مقتدیوں میں سے کوئی امام صاحب کو ہدیہ دینا چاہے تو امام کے لئے ہدیہ لینے کی گنجائش ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد منظور احمد یار علوی

(بیس رکعت تراویح کا ثبوت؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ تراویح بیس رکعت کہاں سے ثابت ہے؟ جواب مدلل عنایت کریں۔ **المستفتی:۔** محمد شمشیر رضا نوری کشی نگر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ بحوالہ حدیث شریف تحریر فرماتے ہیں کہ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ تراویح کی بیس رکعتیں ہیں اور یہی احادیث سے ثابت، بیہقی نے بسند صحیح سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ لوگ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بیس رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔اور عثمان وعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عہد میں بھی یونہی تھا۔اور مؤطا میں یزید بن رومان سے روایت ہے، کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں لوگ رمضان میں تیئس ۲۳؍رکعتیں پڑھتے۔بیہقی نے کہا اس میں تین رکعتیں وتر کی ہیں۔اور مولٰی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو حکم فرمایا: کہ رمضان میں لوگوں کو بیس ۲۰؍رکعتیں پڑھائے۔نیز اس کے بیس رکعت ہونے میں یہ حکمت ہے کہ فرائض وواجبات کی اس سے تکمیل ہوتی ہے اور کل فرائض وواجب کی ہر روز بیس رکعتیں ہیں، لہٰذا مناسب تھا کہ یہ بھی بیس ہوں کہ مکمل و برابر عشاء ہوں۔(بہار شریعت جلد اول حصہ چہارم صفحہ نمبر ۳۰؍تراویح کا بیان) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد الطاف حسین قادری

(تراویح چار چار رکعت کر کے پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ تراویح کی نماز چار رکعت کر کے پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ **المستفتی:۔عیاض الدین قادری کانپور؟**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر کسی نے چار رکعت نماز تراویح کی نیت کی اور دو پر قعدہ کیا تو نماز ہو جائے گی مگر کراہت کے ساتھ (کراہت تنزیہہ) اگر دو رکعت کی بجائے چار پر سلام پھیرے گا تو اگر دو پر قعدہ کرلیا ہے تو چار رکعت درست ہوگی ورنہ نہیں یعنی ہر دو رکعت پر قعدہ ہے تو چار یا چار سے زائد رکعتیں بشرطِ شفع درست ہو جائیں گی، اگر چہ افضل دو دو رکعت پر سلام کر کے پڑھنا ہے، جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ تراویح کی بیس رکعتیں دس سلام سے پڑھے یعنی ہر دو رکعت پر سلام پھیرے اور اگر کسی نے بیسوں پڑھ کر آخر میں سلام پھیرا تو اگر ہر دو رکعت پر قعدہ کرتا رہا تو ہو جائے گی مگر کراہت کے ساتھ اور اگر قعدہ نہ کیا تھا تو دو رکعت کے قائم مقام ہوئیں احتیاط یہ ہے کہ جب دو دو رکعت پر سلام پھیرے تو ہر دو رکعت پر الگ الگ نیت کرے اور اگر ایک ساتھ بیسوں رکعت کی نیت کرلی تو بھی جائز ہے۔(بہار شریعت جلد اول حصہ چہارم صفحہ نمبر ۳۰/۳۱) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد الطاف حسین قادری

(کیا تراویح کی نماز ایک سلام سے پڑھ سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ تراویح کی نماز ایک سلام کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ **المستفتی**:۔معین الدین نقشبندی رون شریف ضلع ناگور شریف راجستھان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

تراویح کی نماز ایک سلام سے پڑھ سکتے ہیں اگر ہر دورکعت پر قعدہ کرتا رہے مگر کراہت کے ساتھ ہوگی جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ تراویح کی بیس رکعتیں دس سلام سے پڑھے یعنی ہر دو رکعت پر سلام پھیرے۔اگر کسی نے بیسوں پڑھ کر آخر میں سلام پھیرا تو اگر ہر دو رکعت پر قعدہ کرتا رہا تو ہوجائے گی مگر کراہت کے ساتھ اور اگر قعدہ نہ کیا تھا تو دو رکعت کے قائم مقام ہوئیں احتیاط یہ ہے کہ جب دو دو رکعت پر سلام پھیرے تو ہر رکعت پر الگ الگ نیت کرے اور اگر ایک ساتھ بیسوں رکعت کی نیت کرلی تو بھی جائز ہے۔

(بہار شریعت جلد اول حصہ چہارم صفحہ نمبر ۳۱/۳۰)

نوٹ:۔ہر ترویحہ پر بیٹھنا بھی مسنون ہے جس کا ترک لازم آئے گا اور ان صلوۃ النفل مثنی مثنی بھی منقول ہے اس لئے دو دو کرکے ہی پڑھے جو انسب ہے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد الطاف حسین قادری

(تراویح کی نماز چار رکعت کرکے پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ تراویح کی نماز چار رکعت کرکے پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی:۔عیاض الدین قادری کانپور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

تراویح کی نماز دو رکعت کرکے پڑھنا چاہئے یہی رائج ہے پھر بھی اگر کوئی چار رکعت سے پڑھے گا تو نماز ہوجائے گی بشرطیکہ دو پر قعدہ کیا۔

اور اگر دو پر قعدہ نہ کیا تو دو ہی رکعت مانی جائے گی جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ تراویح کی بیس رکعتیں دس سلام سے پڑھے یعنی ہر دو رکعت پر سلام پھیرے اور اگر کسی نے بیسوں پڑھ کر آخر میں سلام پھیرا تو اگر ہر دو رکعت پر قعدہ کرتا رہا تو ہو جائے گی مگر کراہت کے ساتھ اور اگر قعدہ نہ کیا تھا تو دو رکعت کے قائم مقام ہوئیں احتیاط یہ ہے کہ جب دو دو رکعت پر سلام پھیرے تو ہر دو رکعت پر الگ الگ نیت کرے اور اگر ایک ساتھ بیسوں رکعت کی نیت کرلی تو بھی جائز ہے۔(بہار شریعت جلد اول حصہ چہارم) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تراویح کی امامت کون کرتا تھا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے زمانے میں تراویح کی امامت کون کرتا تھا؟ تراویح کی دس رکعتیں کس کے زمانے میں تھیں؟ اور کتنی رکعت پڑھنی چاہیئے؟ **المستفتیہ:۔فاطمہ قادریہ رضویہ**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے زمانے میں تراویح کی امامت حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرتے تھے۔ اور دس رکعتیں کسی کے زمانے میں ہوں ایسا کہیں سے ثابت نہیں اور مشکوۃ شریف میں حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گیارہ رکعت پڑھانے کا حکم دیا تھا یعنی تین رکعت وتر اور آٹھ رکعت تراویح۔ تو اس روایت کے بارے میں علامہ ابن البر نے فرمایا کہ وہم ہے اور صحیح یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں صحابہ کرام بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے۔ (مرقاۃ جلد دوم صفحہ ۱۷۴)

اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فتح القدیر سے نقل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں (جمع بینھما بانہ وقع اولا ثم استقر الامر علی العشرین فانہ المتوارث) یعنی ان دو روایتوں کو اس طرح جمع کیا گیا ہے کہ عہد فاروقی میں لوگ پہلے تو آٹھ رکعت پڑھتے تھے پھر بیس رکعت پر قرار رہا جیسا کہ مسلمانوں میں رائج ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد دوم صفحہ ۱۷۵)

بیس رکعت تراویح پر صحابہ کرام کا اجماع ہے جیسا کہ ملک العلماء حضرت علامہ علاؤ الدین ابوبکر بن مسعود کاسانی رحمتہ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں (روی عن عمر رضی الله تعالیٰ عنه جمع اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم فی شهر رمضان علی ابی بن کعب فصلی بهم فی کل لیلة عشرین رکعة ولم ینکر علیه احد فیکون اجماعا منهم علی ذالك) یعنی مروی ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رمضان کے مہینے میں صحابہ کرام کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جمع فرمایا تو وہ روزانہ صحابہ کرام کو بیس رکعت پڑھاتے تھے اور ان میں سے کسی نے انکار نہیں کیا تو بیس رکعت پر صحابہ کا اجماع ہوگیا۔

(بدائع الصنائع جلد اول صفحہ ۱۲۵)

اور عمدۃ القاری شرح بخاری جلد پنجم ص ۳۵۵ رمیں ہے (قال ابن عبد البر وهو قول جمهور العلماء وبه قال الکوفیون والشافعی واکثر الفقهاء وهو الصحیح عن ابی بن کعب من غیر خلاف من الصحابة) یعنی علامہ ابن عبد البر نے فرمایا کہ وہ (یعنی بیس رکعت تراویح) جمہور علماء کا قول ہے علمائے کوفہ، امام شافعی اور اکثر فقہا یہی فرماتے ہیں اور یہی صحیح ہے ابی ابن کعب سے منقول ہے اس میں صحابہ کا اختلاف نہیں۔

اور علامہ ابن حجر نے فرمایا (اجماع الصحابة علی ان التراویح عشرون رکعة) یعنی صحابہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ تراویح بیس رکعت ہے۔

اور مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں ہے (وهی عشرون رکعة باجماع الصحابة) یعنی تراویح بیس رکعت ہے اس لئے کہ اس پر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اتفاق ہے۔

اور مولانا عبد الحیٔ صاحب فرنگی محلی عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ جلد اول صفحہ ۱۷۵ رمیں لکھتے ہیں (ثبت اهتمام الصحابة علی عشرین فی عهد عمر وعثمان وعلی فمن بعدهم

اخرجه مالك وابن سعد والبيهقي وغيرهم) یعنی حضرت عمر حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنھم کے زمانے میں اور ان کے بعد بھی صحابہ کرام کا بیس رکعت پر اہتمام ثابت ہے۔ اس مضمون کی حدیث کو امام مالک، ابن سعد اور امام بیہقی وغیرہم نے تخریج کی ہے۔

اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں (اجمع الصحابة على ان التراويح عشرون ركعة) یعنی صحابہ کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ تراویح بیس رکعت ہے۔

(مرقاۃ جلد دوم صفحہ ۱۷۵)

بلکہ بیس رکعت جمہور کا قول ہے اور اسی پر عمل ہے جیسا کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں (اكثراهل العلم على ماروى عن على وعمروغيرهما من اصحاب النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم عشرين ركعة وهو قول سفيان الثورى وابن المبارك والشافعي وقال الشافعي هكذا ادركت ببلدنا مكة يصلون عشرين ركعة) یعنی کثیر علماء کا اسی پر عمل ہے جو مولا علی اور حضرت عمر اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بیس رکعت تراویح منقول ہے اور سفیان ثوری، ابن مبارک اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم بھی یہی فرماتے ہیں (کہ تراویح بیس رکعت ہے) اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے شہر مکہ معظمہ میں لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھتے ہوئے پایا ہے۔

(ترمذی شریف باب قیام شہر رمضان صفحہ ۹۹)

اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح نقایہ میں تحریر فرماتے ہیں (فصار اجماعا لماروى البيهقي باسناد صحيح كانوايقيمون على عهد عمر بعشرين ركعة وعلى عهد عثمان وعلى) یعنی بیس رکعت تراویح پر مسلمانوں کا اتفاق ہے اس لئے کہ امام بیہقی نے صحیح اسناد سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی اور حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانوں میں صحابہ کرام وتابعین عظام بیس رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے۔

اورطحطاوی علی مراقی الفلاح صفحہ ۳۲۴ رمیں ہے(ثبت العشرون بمواظبة الخلفاء الراشدین ماعداالصدیق رضی الله تعالیٰ عنهم)یعنی حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ دیگر خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی مداومت سے بیس رکعت تراویح ثابت ہے۔

اورعلامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریرفرماتے ہیں(وھی عشرون رکعة ھوقول الجمھوروعلیه عمل الناس شرقاوغربا)یعنی تراویح بیس رکعت ہے۔یہی جمہورعلماء کاقول ہےاورمشرق ومغرب ساری دنیاکےمسلمانوں کااسی پرعمل ہے۔

(شامی جلداول صفحہ ۴۷۴)

اورشیخ زین الدین ابن نجیم مصری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تحریرفرماتے ہیں(ھوقول الجمھورلمافی المؤطاعن یزیدبن رومان قال کان الناس یقومون فی زمن عمربن الخطاب بثلاث وعشرین رکعة وعلیه عمل الناس شرقاوغربا) یعنی بیس رکعت تراویح جمہورعلماء کاقول ہے اس لئے کہ مؤطاامام مالک میں حضرت یزیدابن رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایاکہ حضرت عمرفاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں صحابہ کرام تیئس رکعت پڑھتے تھے(یعنی بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر) اوراسی پرساری دنیاکےمسلمانوں کاعمل ہے۔(بحرالرائق جلددوم صفحہ ٦٦)

اورعنایہ شرح ہدایہ میں ہے(کان الناس یصلونھافرادی الی زمن عمررضی الله تعالیٰ عنه فقال عمرانی اری ان اجمع الناس علی امام واحدفجمعه علی ابی بن کعب فصلی بھم خمس ترویحات عشرین رکعة)یعنی حضرت عمررضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شروع زمانہ خلافت تک صحابہ کرام تراویح الگ الگ پڑھتے تھے بعدہ حضرت عمررضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایاکہ میں ایک امام پرصحابہ کرام کوجمع کرنابہترسمجھتاہوں۔پھرانھوں نے ابی ابن

کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر صحابہ کرام کو جمع فرمایا حضرت ابی ابن کعب نے لوگوں کو پانچ ترویحہ بیس رکعت پڑھائی۔

کفایہ میں ہے(کانت جملتہا عشرین رکعة وھذا عندنا وعند الشافعی)یعنی تراویح کل بیس رکعت ہے اور یہ ہمارا مسلک ہے اور یہی امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھی ہے۔

اور بدائع الصنائع جلد اول صفحہ ۲۸۸ رمیں ہے(واما قدرھا فعشرون رکعة فی عشر تسلیمات فی خمس ترویحات کل تسلمتین ترویحة وھذا قول عامة العلماء) یعنی تراویح کی تعداد بیس رکعت ہے پانچ ترویحہ دس سلام کے ساتھ، ہر دو سلام ایک ترویحہ ہے اور یہی عام علماء کا قول ہے۔

اور امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں(وھی عشرون رکعة)یعنی تراویح بیس رکعت ہے۔(احیاء العلوم جلد اول صفحہ ۲۰۱)

اور شرح وقایہ جلد اول صفحہ ۱۷۵ رمیں ہے (سنن التراویح عشرون رکعة)یعنی بیس رکعت تراویح مسنون ہے اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۱۰۸ رمیں ہے(وھی خمس ترویحات کل ترویحة اربع رکعات بتسلمتین کذا فی السراجیه) یعنی تراویح پانچ ترویحہ ہے ہر ترویحہ چار رکعت کا دو سلام کے ساتھ ایسا ہی سراجیہ میں ہے۔

اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں(عددہ عشرون رکعة)یعنی تراویح کی تعداد بیس رکعت ہے۔(حجۃ اللہ البالغہ جلد دوم صفحہ ۱۸ رماخوذ فتاوی فیض الرسول جلد اول صفحہ ۳۷۷ تا ۳۷۹)

اب مذکورہ دلائل سے روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ تراویح دس رکعت کسی کے زمانے میں نہ تھی۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خاں امجدی

(تراویح اور سنت مؤکدہ کو بلا عذر بیٹھ کر پڑھنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ تراویح اور سنت مؤکدہ کو بلا عذر بیٹھ کر پڑھنا کیسا؟ اور نفل اور سنت غیر مؤکدہ کو بلا عذر بیٹھ کر پڑھنا کیسا؟ مع حوالہ جواب عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں

المستفتی:۔محمد ایوب رضا کلکتوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

تراویح اور سنت مؤکدہ اور سنت غیر مؤکدہ اور نفل وغیرہ سب بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں۔ صرف فرض اور وتر اور عیدین اور فجر کی سنت میں بلا عذر شرعی بیٹھ کر پڑھنے سے نماز نہیں ہوگی۔ جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں،، فرض و وتر و عیدین و سنت فجر میں قیام فرض ہے کہ بلا عذر صحیح شرعی بیٹھ کر یہ نمازیں پڑھے گا نہ ہوگی۔(درمختار ردالمحتار جلد اول بحوالہ بہار شریعت جلد اول حصہ سوم)

اور تاج فقہاء حضرت علامہ مفتی اختر حسین قادری علیمی مدظلہ العالی نے لکھا ہے،،سنت فجر کے علاوہ دیگر سنن ونوافل بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں۔اگر چہ افضل کھڑے ہو کر پڑھنا ہے(الفقہ علی المذاہب الاربعۃ) میں ہے(اماصلاۃ السنن والمندوبات ونحوھا فان القیام لایفترض فیھا بل تصح من قعود الا ان الحنیفیۃ قالوا کمایفترض القیام فی الصلوات الخمس کذلک فی صلواۃ رکعتی الفجر علی المصحح)

(الفقہ علی المذاہب الاربعۃ جلد اول/فتاوی علیمیہ جلد اول)

لہٰذا علاوہ فجر کی سنت کے ہر سنن ونوافل کو بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں مگر کھڑے ہو کر پڑھے تو زیادہ ثواب ہے۔اور افضل بھی ہے۔اور تراویح بلا عذر شرعی بیٹھ کر پڑھنا مکروہ ہے۔بلکہ بعضوں کے نزدیک تو ہوگی ہی نہیں۔(بہار شریعت جلد اول حصہ چہارم) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

العبد محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی ارشدی عفی عنہ

(پہلے عشاء کی نماز پڑھے یا تراویح کی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص اس وقت مسجد میں حاضر ہوا کہ تراویح کی جماعت ہو رہی ہے تو اس وقت کیا کرے، پہلے عشاء کے فرض ادا کرے یا جماعت میں شامل ہو سکتا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں؟ **المستفتی**: محمود احمد قادری، جموں وکشمیر۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں پہلے عشاء کی فرض ادا کرے پھر جماعت تراویح میں شامل ہو۔عشاء کی فرض ادا کرنے سے پہلے تراویح میں شامل نہیں ہو سکتا کیونکہ وقت تراویح فرض عشاء کی ادائیگی کے بعد ہی سے ہے۔

جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: تراویح عشاء سے پہلے پڑھ لی تو صحیح نہ ہو گی اس لیے کہ وقت تراویح کا عشاء کے ادا ہونے کے بعد ہے پس جو عشاء سے پہلے ادا کیا اس کا اعتبار نہ ہوگا ملخصاً۔(فتاویٰ عالمگیری اردو، جلد اول، کتاب الصلوۃ، بیان تراویح صفحہ ۳۴۵، مکتبہ رحمانیہ مترجم)

حاصل کلام یہ ہے کہ پہلے عشاء کی فرض نماز ادا کرے پھر تراویح میں شامل ہو جائے جب نماز تراویح امام مکمل کر کے وتر پڑھنے لگے تو یہ الگ ہو کر عشاء کی سنت ونوافل اور وتر تنہا پڑھے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد چاند رضا اسمٰعیلی

(ختم تراویح پر سورہ اخلاص تین مرتبہ پڑھنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ختم تراویح میں بعض حافظ آخری دن سورہ اخلاص کو تین مرتبہ پڑھتے ہیں آخر اس کی وجہ کیا ہے وضاحت کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں

المستفتی:۔ محمد رضا سیوان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

متاخرین نے ختم تراویح میں سورہ اخلاص کو تین مرتبہ پڑھنے کو مستحب کہا جیسا کہ حضور صدرالشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ: متاخرین نے ختم تراویح میں تین بار قل ھو اللہ پڑھنا مستحب کہا۔(بہار شریعت جلد اول حصہ چہارم صفحہ ۶۹۵ مسئلہ نمبر ۴۱، تراویح کا بیان) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مدثر جاوید رضوی

(جو حافظ روزہ نہ رکھے اس کی اقتداء میں تراویح پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو حافظ قرآن روزہ نہ رکھتا ہو اس کی اقتداء میں تراویح پڑھنا کیسا ہے؟ **المستفتی:۔محمد رضاء المصطفی**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر حافظ قرآن کسی مجبوری کے تحت روزہ نہیں رکھتا ہے تو کوئی بات نہیں کیونکہ ایسوں کو اجازت ہے ارشاد ربانی ہے "فَمَنۡ كَانَ مِنۡكُمۡ مَّرِيۡضًا اَوۡ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنۡ اَيَّامٍ اُخَرَ" تو تم میں جو کوئی بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں (رکھے)(البقرہ ۱۸۴)

اور اگر روزہ شامت نفس وشرارت نفس کی بنیاد پر بلا عذر شرعی چھوڑتا ہے تو سخت گنہگار مستحق عذاب نار، فاسق اور فاسق کے پیچھے تراویح کی نماز پڑھنا منع ہے۔فتح القدیر میں ہے "قال اصحابنا لا ینبغی ان یقتدی بالفاسق" (کتاب الصلاۃ جلد اول)

فاسق کی اقتداء نہیں کرنی چاہئے شامی میں ہے ان کراھة تقدیمه کراھة تحریم فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے،پس ایسی صورت میں مذکورہ حافظ قرآن کے پیچھے تراویح کی نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ اور ایسے کو امام بنانا ناجائز وحرام۔(بحوالہ فتاوی بحر العلوم جلد اول ص ۴۷۳) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(بیس رکعت تراویح کہاں سے ثابت ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ تراویح بیس رکعت کہاں سے ثابت ہے؟

المستفتی:۔ محمد شمشیر رضا نوری کشی نگر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ بحوالہ حدیث شریف تحریر فرماتے ہیں کہ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ تراویح کی بیس رکعتیں ہیں اور یہی احادیث سے ثابت، بیہقی نے بسند صحیح سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ لوگ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بیس رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔اور عثمان وعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عہد میں بھی یوہیں تھا۔اور موطا میں یزید بن رومان سے روایت ہے، کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں لوگ رمضان میں تیئس ۲۳ر رکعتیں پڑھتے۔بیہقی نے کہا اس میں تین رکعتیں وتر کی ہیں۔اور مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو حکم فرمایا: کہ رمضان میں لوگوں کو بیس ۲۰ر رکعتیں پڑھائے۔نیز اس کے بیس رکعت ہونے میں یہ حکمت ہے کہ فرائض وواجبات کی اس سے تکمیل ہوتی ہے اور کل فرائض وواجب کی ہر روز بیس رکعتیں ہیں، لہٰذا مناسب تھا کہ یہ بھی بیس ہوں کہ مکمل وبرابر عشاء ہوں۔(بہار شریعت جلد اول حصہ چہارم صفحہ نمبر ۳۰ر تراویح کا بیان) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد الطاف حسین قادری

(منفرد جہر سے تراویح پڑھے یا سری؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ گھر میں تنہا تنہا تراویح پڑھنے والوں کو بلند آواز سے پڑھنا بہتر ہے یا آہستہ اور نماز وتر کے بارے میں وضاحت فرمائیں۔اگر رمضان المبارک میں گھر پہ عشاء کی نماز جماعت سے پڑھ رہے ہیں تو کیا وتر کی نماز بھی جماعت سے پڑھنا ہوگا؟

المستفتی:۔ محمد زاہد رضا بہرائچ شریف یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر تراویح اور وتر سب جماعت سے پڑھنا پرشاشن کی جانب سے کورونا کے سبب ممنوع نہ ہو،تو سب یعنی فرض عشاوتراویح ووتر جماعت سے پڑھیں ورنہ آرڈر کی خلاف ورزی کے بغیر جتنے کی گنجائش ہو، کیونکہ سب بجماعت پڑھنے میں ختمِ قرآن کی صورت میں ایک یا سوا گھنٹہ اور سورتوں سے پڑھنے کی صورت میں تقریباً چالیس منٹ کا وقت لگے گا،جس کی اجازت پرشاشن کی طرف سے مشکل ہے، کیونکہ پرشاشن نے چار رکعت پڑھنے کی اجازت جو دے رکھی ہے وہ بھی مختصر قرآت کے ساتھ سلام پھیرتے ہی پانچ اجازت یافتہ لوگوں کو دوری بنالینے کی شرط پر،تو اب آپ خود ہی سمجھ سکتے ہیں کہ ایک یا آدھے گھنٹے کی جماعت سے پرشاشن کب راضی ہوگا؟ تو ایسی صورت میں اگر جماعت کا اہتمام نہ ہوسکے تو تنہا تنہا ہی تراویح پڑھیں۔اور تنہا تراویح پڑھنے والے کو اختیار ہے جہر سے قرآت کرے یا سر؛مگر جہر سے قرآت کرنا افضل ہے۔ہاں سر سے پڑھے تو اس قدر آہستہ بھی نہ پڑھے کہ خود نہ سن سکے۔

بہار شریعت میں درمختار کے حوالے سے حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جہری نمازوں میں منفرد کو اختیار ہے اور افضل جہر ہے جب کہ ادا پڑھے اور جب قضا ہے تو آہستہ پڑھنا واجب ہے۔ (حصہ سوم قرآن مجید پڑھنے کا بیان)

رمضان المبارک میں گھر پہ جماعت سے عشاء پڑھ رہے ہیں تو تراویح بھی جماعت سے پڑھیں اور آخر میں وتر بھی جماعت سے پڑھیں۔ (ماخوذ از بہار شریعت حصہ چہارم تراویح کا بیان)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

(کیا گھر پر تراویح کی جماعت کر سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا تراویح کی نماز گھر پہ ادا کرنا جائز ہوگا؟ نیز تراویح کی جماعت کے لئے کتنے لوگوں کا ہونا ضروری ہے۔ **المستفتی:۔** محمد عزیز اللہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

تراویح کی نماز گھر پر باجماعت یا تنہا ادا کرنا جائز ہے لیکن خیال رہے کہ تراویح کی جماعت سنتِ کفایہ ہے اگر مسجد والوں نے مسجد میں جماعت قائم نہ کی تو ترک جماعت پر سب گنہگار ہونگے جیسا کہ ہدایہ کی عبارت اس پر دال ہے" السنة فيها الجماعة لكن على وجه الكفاية حتى لو امتنع اهل المسجد عن اقامتها كانو مسيئين و لو قامها البعض فالمتخلف عن الجماعة تارك للفضيلة ۔(فیوضات رضویہ تشریحات ہدایہ جلد دوم ص۔۔)

اور حضور صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ تراویح مسجد میں باجماعت پڑھنا افضل ہے اگر گھر میں جماعت سے پڑھی تو جماعت کے ترک کا گناہ نہ ہوا مگر وہ ثواب نہ ملے گا جو مسجد میں پڑھنے کا تھا۔(بہار شریعت جلد اول حصہ چہارم صفحہ نمبر ۳۱)

صورت مسئولہ میں تراویح کی نماز گھر پہ بھی ادا ہو جائے گی اور جماعت کیلئے امام کے علاوہ ایک مقتدی بھی کافی ہے مگر وہ امام کے برابر کھڑا ہوگا اور اگر دو مقتدی ہیں تو امام آگے اور دونوں مقتدی پیچھے کھڑے ہونگے۔

نوٹ:۔دورے حاضرہ میں کرونا وائرس جیسی مہلک بیماری کی وجہ سے حکومت ہند کی جانب

سے بھیڑ بھاڑ اکٹھا کرنے پر قانونی کاروائی نافذ ہے اس لئے مسجد میں جماعت کثیرہ قائم کرکے اپنے آپ کو خطرہ میں نہ ڈالیں بلکہ جتنے لوگوں کی اجازت ہے اتنے ہی لوگ مسجد میں باجماعت تراویح ادا کریں باقی حضرات اپنے اپنے گھروں میں جماعت میسر ہو تو جماعت سے ورنہ تنہا تنہا ادا کریں۔ البتہ اگر کسی جگہ پر حکومت کی طرف سے بالکل مسجد میں جماعت پر پابندی لگا دی گئی ہو تو ایسی صورت میں اگر سب کے سب جماعت ترک کریں گے تو گناہ گار نہ ہوں گے کہ وہ مجبور ہیں اپنے اپنے گھروں پر تراویح کی نماز ادا کریں جماعت سے یا تنہا تنہا جیسے میسر ہو۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد الطاف حسین قادری

(تراویح میں امام نے سری قرأت کی تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ تراویح کی نماز میں امام صاحب سری قرأت کر سکتے ہیں یا نہیں؟ **المستفتی**:۔محمد امتیاز نرائن نگر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

تراویح میں امام پر جہر سے یعنی بلند آواز سے قرات کرنا واجب ہے جیسا کہ فجر، جمعہ، وعیدین کی سب رکعتوں میں اور مغرب وعشاء کی شروع کی دو رکعتوں میں واجب ہے۔حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں فجر ومغرب وعشا کی دو پہلی میں اور جمعہ وعیدین وتراویح اور وتر رمضان کی سب میں امام پر جہر واجب ہے اور مغرب کی تیسری اور عشا کی تیسری چوتھی یا ظہر و عصر کی تمام رکعتوں میں آہستہ پڑھنا واجب ہے۔ جہر کسے کہتے ہیں اس بارے میں آگے تحریر فرماتے ہیں کہ جہر کے یہ معنیٰ ہیں کہ دوسرے لوگ یعنی وہ کہ صفِ اوّل میں ہیں سُن سکیں، یہ ادنٰی درجہ ہے اور اعلٰی کے لیے کوئی حد مقرر نہیں اور آہستہ یہ کہ خود سُن سکے۔(بہار شریعت حصہ ۳ صفحہ ۵۴۴ مطبوعہ دعوت اسلامی)

لہذا اگر امام نے تراویح میں جہر سے قرأت نہیں کی تو ترک واجب کی وجہ سے نماز واجب الاعادہ ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری رضوی

(سورہ تراویح میں سورہ اخلاص پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سورہ تراویح میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پڑھنا کیسا ہے؟ جبکہ اور بھی سورتیں یاد ہوں۔کیا تراویح میں ختم قرآن مجید کے لئے ایک بار بلند آواز سے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا چاہیے؟ مہربانی فرما کر اس کا جواب تحریر فرمادیں بہت نوازش ہوگی

المستفتی: ۔محمد فرحان علی کانپور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بلا کراہت تراویح میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پڑھنا جائز و درست ہے بلکہ بعض نے تراویح کی ہر رکعت میں سورہ اخلاص کو مختار کہا ہے اگر چہ سورہ فیل سے آخر تک دو بار پڑھنا بہتر ہے جیسا کہ آج کل اکثر جگہوں پر سورہ تراویح میں پڑھا جاتا ہے۔سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں جائز ہے بلا کراہت اگر چہ سورہ فیل سے آخر تک تکرار کا طریقہ بہتر ہے کہ اس میں رکعات کی گنتی یاد رکھنی نہیں پڑتی۔

ردالمحتار میں ہے :فی التجنیس، واختار بعضهم سورة الاخلاص فی کل رکعة وبعضهم سورة الفیل ای البدائة منها ثم یعیدها وهذا احسن لئلا یشتغل قلبه بعدد الرکعات۔درمختار میں ہے:لاباس ان یقرء سورة ویعیدها فی الثانیة (الی قوله) ولایکره فی النفل شیئ من ذٰلك" (فتاوی رضویہ قدیم جلد ۳ صفحہ ۴۷۷)

ایک بار تراویح میں جہر سے بسملہ پڑھنا چاہیے بلکہ لازم ہے جیسا کہ حضور اعلیٰ حضرت امام

احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں" فی المسلم وشرح الفواتح، البسملۃ من القراٰن اٰیۃ فتقرأ فی الختم مرۃ علی ھذا ینبغي ان یقرأھا فی التراویح بالجھر مرۃ ولا تتأدی سنۃ الختم دونھا" مسلم اور شرح الفواتح میں ہے کہ بسملہ قرآن کی آیت ہے ختم قرآن میں ایک دفعہ اسے پڑھا جانا چاہئے۔

لہٰذا تراویح میں اسے ایک دفعہ جہراً پڑھنا لازم ہے کیونکہ اس کے بغیر سنت کے مطابق ختم قرآن نہ ہوگا۔(فتاویٰ رضویہ قدیم جلد ۳ رصفحہ ۴۷۷) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری رضوی

(جو جان بوجھ کر تراویح نہ پڑھے اس پر کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید صوم وصلوٰۃ کا پابند ہے لیکن جان بوجھ کر تراویح کی نماز نہیں پڑھتا ہے تو اس پر کیا حکم ہے؟ **المستفتی**:۔شگفتہ پروین نیپال

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

تراویح کی نماز سنت مؤکدہ ہے اور زید تراویح کی نماز ترک کرنے کا عادی ہے اس لئے زید فاسق و فاجر سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہوگا۔جیسا کہ حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین عضوا علیھا بالنواجذ ۔تم پر لازم ہے میری سنت کا اتباع اور خلفائے راشدین کی سنت کا،اسے دانتوں سے مضبوط پکڑو۔

اور فرمایا:اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر ۔ابوبکر وعمر(رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی پیروی کرو جو میرے بعد خلیفہ ہوں گے۔سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین شب تراویح میں امامت فرما کر بخوف فرضیت ترک فرمادی تو اس وقت تک وہ سنت مؤکدہ نہ ہوئی تھی، جب امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اجرا فرمایا اور عامہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس پر مجتمع ہوئے اس وقت سے وہ سنت مؤکدہ ہوئی نہ فقط فعل امیر المومنین سے، بلکہ ارشادات سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے۔اب ان کا تارک ضرور تارکِ سنت مؤکدہ ہے اور ترک کا عادی فاسق وعاصی۔(فتاوی رضویہ قدیم جلد ۳ صفحہ ۴۸۲) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری رضوی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا)

توان کے بعد ان کی جگہ وہ ناخلف آئے جنہوں نے نمازیں گنوائیں اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے تو عنقریب وہ دوزخ میں غی کا جنگل پائیں گے ۔(کنزالایمان سورۃ المریم ۵۹)

قضا نماز کا بیان

۷/فتاویٰ

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

(طلوع فجر کے بعد فرض سے قبل قضا نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز فجر کی سنت کے بعد سنت اور فرض کے درمیان قضا نماز ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں آپ کی مہربانی ہوگی

المستفتی:۔سید عثمان شاہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اوقات طلوع وغروب وزوال کو چھوڑ کر قضا نماز کے لئے کوئی بھی وقت مقرر نہیں ہے جب وقت میسر آئے پڑھے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قضا کے لئے کوئی وقت معین نہیں عمر میں جب پڑھے گا بری الزمہ ہو جائے گا مگر طلوع وغروب اورزوال کے وقت ان وقتوں میں نماز جائز نہیں ۔(بہار شریعت حصہ ۴ ص ۷۰۲ ناشر مکتبۃ المدینۃ دہلی)

البتہ جس دن کی عصر کی نماز کسی سے قضا ہوگئی تو اسی دن وقت غروب عصر پڑھ سکتے ہیں مگر قصدا اتنی دیری کرنا مکروہِ تحریمی ہے جیسا کہ نورالایضاح میں ہے صح العصر الیوم عندالغروب مع الکراھۃ (صفحہ ۵۹) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(عصر کے بعد قضا پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بعد نماز عصر قضا نماز پڑھ سکتے ہیں کہ نہیں جبکہ عصر کی نماز باجماعت پڑھ چکا ہو حوالہ بھی عنایت فرمائیں

المستفتی:۔محمد انوار الحق نعیمی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں عصر کی نماز کے بعد قضا نماز پڑھ سکتے ہیں جیسا کہ فتاوی بریلی شریف میں ہے قضا نمازیں بعد عصر غروب آفتاب سے ۲۰/منٹ قبل پڑھنا جائز ہے ہاں جب غروب آفتاب میں بیس منٹ رہ جائے تو قضا نماز جائز نہیں البتہ اس دن کی نماز عصر جائز ہے ۔(فتاوی بریلی شریف ص ۱۵۵)

بہار شریعت میں ہے کہ قضا کے لئے کوئی وقت معین نہیں عمر میں جب بھی پڑھے گا بری الذمہ ہو جائے گا مگر طلوع وغروب اور زوال کے وقت اِن وقتوں میں نماز جائز نہیں ۔

(بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ ۷۰۵/قضا نماز کا بیان)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(آخری وقت میں نماز فجر پڑھنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز فجر آخری وقت میں شروع کی نماز کے دوران ہی نماز کا وقت ختم ہوگیا تو نماز قضا میں شمار ہوگی یا ادا میں شمار ہوگی؟

المستفتی: محمد شہباز پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر فجر کی نماز پڑھتے ہوئے سورج طلوع ہوگیا تو نماز نہ قضا میں شمار ہوگی نہ ادا میں شمار ہوگی بلکہ نماز جاتی رہی اب اس نماز کو دوبارہ پڑھنا ہوگا مگر سورج نکلنے کے بیس منٹ بعد بنیت قضا۔چنانچہ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: فجر کی نماز میں سلام سے پہلے اگر آفتاب کا ایک ذرا سا کنارہ طلوع ہوا تو نماز نہ ہوگی۔(فتاویٰ رضویہ جلد ۵ صفحہ ۳۳۱ رضا فاؤنڈیشن لاہور) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

(فجر کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے قضا پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے نماز قضائے عمری پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ نماز قضائے عمری ہر وقت پڑھنا جائز ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی:۔ اصغر علی واحدی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز فجر کے بعد آفتاب کے طلوع سے پہلے صرف نوافل مکروہ ہے فرائض کی قضا مکروہ نہیں جو لوگ کہتے ہیں کہ نماز قضائے عمری انسان ہر وقت پڑھ سکتا ہے کسی وقت ممانعت نہیں ان کا یہ قول صحیح نہیں کیونکہ اوقات ثلاثہ یعنی وقت طلوع آفتاب وقت استواء اور وقت غروب کوئی نماز فرض واجب ادا و قضا جو اس وقت سے واجب ہو چکی ہو درست نہیں (ہاں اگر اس دن کی نماز عصر نہیں پڑھی ہو تو غروب آفتاب سے پہلے پہلے پڑھ سکتا ہے) (فتاوی صدر الافاضل ۴۱۵ بحوالہ مراقی فلاح شرح نور الایضاح ،شرح کنز الدقائق ،تنویر الابصار) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(امتحان دینے کی وجہ سے نماز چھوٹ جائے تو کیا یہ عذر میں شامل ہوگا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ لوگ امتحان دینے جاتے ہیں تو بسا اوقات ایسا ہوتا ہے نماز چھوٹ جاتی ہے امتحان دینے کی وجہ سے تو کیا یہ عذر میں شامل ہوگا؟ یا امتحان چھوڑ کر نماز کی پابندی کرنی چاہئے؟ **المستفتی:۔**توحید عالم اشرفی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جو لوگ امتحان دینے جاتے ہیں۔ان پر بھی نماز کی پابندی ضروری ہے۔ ہر نماز کو اس کے وقت میں ادا کرنا فرض ہے۔اور جماعت سے نماز پڑھنا واجب ہے۔ بلا عذر شرعی جماعت چھوڑنا گناہ ھے۔بوجہ مجبوری صرف جماعت کیلئے رخصت ھے۔اپنی نماز کو وقت نکلنے سے پہلے ادا کریں۔اگر جماعت سے نماز پڑھنے میں اندیشہ ہو کہ امتحان چھوٹ جائے گا تو جماعت چھوڑ کر امتحان دیں مگر نماز کو اس کے وقت میں ادا کریں۔کیونکہ نماز کسی صورت میں معاف نہیں ہے۔

امام النحو حضور علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا مال یا کھانے کے تلف ہونے کا اندیشہ ہو کھانا حاضر ہے اور نفس کو اس کی خواہش ہو،قافلہ چلا جانے کا اندیشہ ہو۔تو جماعت چھوڑ سکتا ہے۔(نظام شریعت صفحہ ۲۸۹/ھکذا فی بہار شریعت جلد اول حصہ سوم ۱۲۰/اور ھکذا فی فتاوی فیض الرسول جلد اول صفحہ ۳۴۳)

لہٰذا کوشش یہ ہونی چاہئے کہ جماعت نہ چھوٹنے پائے اگر کسی عذر کی بنیاد پر

جماعت چھوٹ جائے تو نماز کو نماز کے وقت میں ادا کیا جائے اور قضاء نہ کیا جائے کیونکہ قضاء کرنا گناہ ہے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ
العبد محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی عفی عنہ

(قضائے عمری کون سی نماز ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ شب برأت یا شب قدر میں قضائے عمری کی نیت کرکے چار رکعت پڑھ لینے سے عمر بھر کی قضا معاف ہو جاتی ہے؟ کیا یہ درست ہے؟ مع حوالہ تحریر فرمائیں؟

المستفتی: ۔عبدالستار راجستھان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کسی معتبر کتاب میں فقیر کی نظر سے اس طرح کی عبارت نہ گزری جس میں یہ تحریر ہو کہ چار رکعت پڑھ لینے سے عمر بھر کی قضا معاف ہو جائے گی یہ عوام کی سراسر جہالت و نادانی ہے اگر ایسا ہوتا پھر کیا تھا کوئی بندہ بے نمازی نہ مرتا بلکہ سال بھر کی نماز صرف چار رکعت پڑھکر ادا کر لیتا۔

سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ اسی طرح کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ نماز قضائے عمری کہ آخر جمعہ ماہ مبارک رمضان میں اس کا پڑھنا اختراع کیا گیا اور اس میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس نماز سے عمر بھر کی اپنی اور ماں باپ کی بھی قضائیں اُتر جاتی ہیں محض باطل و بدعت سیئہ شنیعہ ہے کسی کتاب معتبر میں اصلاً اس کا نشان نہیں۔(فتاوی رضویہ جلد ۷ ص ۴۱۸ / ۴۱۹ / دعوت اسلامی) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(مسجد میں قضا نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسجد میں قضا نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں یا اگر کوئی پڑھ رہا ہے یا پڑھا ہے اس کے لئے کیا حکم ہے؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں

المستفتی: ۔محمد شمشیر رضا گوپال گنج بہار

وعلیکم والسلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

قضا نمازیں مسجد میں پڑھنا مکروہ (تنزیہی) ہے بہار شریعت میں ہے: قضا کا اظہار گناہ ہے لہذا مسجد میں قضا پڑھنا مکروہ ہے۔(ح ۳ ص ۷۰۶ مکتبۃ المدینہ دہلی)

البتہ اگر کسی نے مسجد میں پڑھ لیا تو اس پر کوئی حکم نہ لگے گا لیکن گھر پر پڑھنا زیادہ بہتر ہے اس لئے کہ قضا نماز لوگوں پر ظاہر کرنا گناہ ہے کیوں کہ نماز کا ترک کرنا گناہ ہے اور گناہ کا ظاہر کرنا بھی گناہ ہے۔اور گناہ سے بچنا ہر انسان پر لازم ہے۔(عامۂ کتب فقہ فتاوی)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ

فقیر محمد اشفاق عطاری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فَسۡـَٔلُوۡۤا اَہۡلَ الذِّکۡرِ اِنۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (کنز الایمان، سورۃ النحل ۴۳)

سجدۂ سہو کا بیان

۲۸ رفتاویٰ

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

(امام تکبیر آہستہ کہہ کر رکوع کیا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر امام نے عصر کی نماز میں بھول کر آہستہ تکبیر کہی اور رکوع میں چلا گیا پھر تسبیح رکوع ایک یا دو مرتبہ پڑھنے کے بعد بلند آواز سے تکبیر کہی تو کیا سجدۂ سہو کرنے سے نماز ہو جائیگی یا دوبارہ نماز پڑھائی جائے، اور اگر سجدۂ سہو کر لیا تو پھر کیا حکم ہے؟ **المستفتی:۔محمد مسعود رضا: احمد آباد**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

امام پر سجدۂ سہو لازم نہ تھا، کیونکہ کسی واجب کا ترک نہیں پایا گیا تھا،لیکن پھر بھی امام نے اگر سجدہ سہو کر لیا ہے تو امام اور اُن مقتدیوں کی نماز ہوگئی کہ جو پہلی رکعت سے آخر تک امام کے ساتھ شامل تھے، البتہ جو نمازی مسبوق تھے، اُنہوں نے اگر امام کے ساتھ سجدۂ سہو میں شرکت کی تھی تو اُن کی نماز فاسد قرار پائے گی جبکہ اُنہیں سجدۂ سہو میں امام کی پیروی کے بعد معلوم ہو کہ امام نے بلاوجہ سجدۂ سہو کیا تھا ورنہ نہیں، اور جو لوگ سجدہ سہو میں جانے کے بعد ملے ہوں، اُن کی نماز ہی نہیں ہوئی ہے۔ چنانچہ امامِ اہلسنت امام احمد رضا خان حنفی متوفی ۱۳۴۰ھ سے دریافت کیا گیا کہ امام بھول گیا سجدہ سہو کرلے تو اس صورت میں نماز امام و مقتدین اور بعد سجدہ سہو کے جو مقتدی ملے ان سب کی نماز کیسی ہوگی؟ اور حقیقت میں سہو نہیں تھا، تو آپ علیہ الرحمہ نے جواباً ارشاد فرمایا: امام و مقتدیان سابق کی نماز ہوگئی جو مقتدی اس سجدہ سہو میں جانے کے بعد ملے ان کی نماز نہیں ہوئی کہ جب واقع میں سہو نہ تھا دہنا سلام کہ امام نے پھیرا ختم نماز کا موجب ہوا یہ سجدہ بلا سبب لغو تھا تو اس

سے تحریمہ نماز کی طرف عود نہ ہوا اور مقتدیان ما بعد کو کسی جزء امام میں شرکت امام نہ ملی لہٰذا ان کی نماز نہ ہوئی ولہٰذا اگر سجدہ سہو میں مسبوق اتباع امام کے بعد کو معلوم ہو کہ یہ سجدہ بے سبب تھا اس کی نماز فاسد ہو جائے گی کہ ظاہر ہوا کہ محل انفراد میں اقتدا کیا تھا، ہاں اگر معلوم نہ ہوا تو اس کے لئے حکم فساد نہیں کہ وہ حال امام کو صلاح وصواب پر حمل کرنا ہی چاہئے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۸ ص ۱۸۵)

اور فقیہ ملّت مفتی جلال الدین امجدی حنفی متوفی ۱۴۲۲ھ کے مصدّقہ فتاوی میں ہے: اگر وہ شخص منفرد ہے اور سجدۂ سہو واجب نہیں تھا لیکن کیا تو اس کی نماز ہو گئی، اسی طرح اگر امام نے بلا ضرورت سجدۂ سہو کیا تو مدرک یعنی وہ مقتدی جو پہلی رکعت سے آخر تک شریک جماعت رہے اور امام، سب کی نمازیں ہو جائیں گی، اس لئے کہ جب سجدۂ سہو واجب نہ ہو تو اس کی نیت سے سلام پھیرتے ہی نماز تمام ہو جاتی ہے، اور اگر وہ مسبوق ہے یعنی ایسا مقتدی ہے کہ جس کی کچھ رکعتیں چھوٹ گئیں اور امام نے بے جا سجدۂ سہو کیا اور اس نے امام کی اتباع کی تو اس کی نماز باطل ہو گئی۔

ملک العلماء حضرت علامہ امام علاء الدین کاسانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

المسبوق اذا تابع الامام فی سجود السهو ثم تبين انه لم يكن على الامام سهو حيث تفسد صلاة المسبوق (بدائع الصنائع، جلد اول صفحہ ۱۷۵ ازبحوالہ فتاوی فقیہ ملت جلد اول ص ۲۱۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اُسامہ قادری

(کیا لقمہ لینے سے سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عشاء کی نماز پڑھا رہے تھے قعدہ اولیٰ میں امام کو بیٹھنا تھا لیکن کچھ ہی کھڑے ہوئے تھے جب تک چند مقتدیوں نے لقمہ دیا پھر امام صاحب بیٹھ گئے اور آخر میں سجدہ سہو بھی نہیں کئے اب کیا جتنے لوگوں نے لقمہ دیا ان سب کی نماز ہوگی یا نہیں حوالے کے ساتھ جواب دیں آپ لوگوں کی مہربانی ہوگی۔

المستفتی: ۔محمد صابر رضا رضوی کشن گنج بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں برصدق مستفتی امام و جملہ مقتدین کی نماز ہوگئی فتاویٰ فیض الرسول میں ہے: اگر امام کھڑا ہونے کے قریب تھا یعنی بدن کے نیچے کا آدھا حصہ سیدھا ہوگیا اور پیٹھ میں خم باقی تھا مقتدی کے لقمہ دینے پہ بیٹھ گیا اور آخر میں سجدہ سہو کرلیا تو نماز پوری ہوگئی اور اگر سجدہ سہو نہیں کیا تو نماز کا اعادہ واجب ہے۔

اور مراقی الفلاح مع طحطاوی ص ۲۵۴ میں ہے"ان عاد هو الى القيام اقرب بان استوى النصف اسفل مع الحناء الظهر و هو الاصح فى تفسيره سجد للسهو"اور اگر بیٹھنے کے قریب تھا یعنی ابھی جسم کے نیچے کا آدھا حصہ سیدھا نہ ہوا تھا لقمہ دینے پر بیٹھ گیا تو سجدہ سہو واجب نہیں نماز پوری ہوگئی۔

ردالمحتار جلد اول ص ۹۹۴ میں ہے"اذا اعاد قبل يستقيم قائما و كان الى

القعود اقرب فانه لا سجود علیه فی الاصح وعلیه الاکثر "اھ(بحوالہ فتاوی فیض الرسول جلد اول صفحہ ۳۶۱ ،باب سجود السہو اکبر بک سیلرز لاہور)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

(تیسری رکعت پر قعدہ کیا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام صاحب ظہر کی فرض نماز پڑھا رہے تھے اور تیسری رکعت میں قعدہ میں بیٹھ گئے پھر پیچھے سے مقتدی نے اللہ اکبر بولا کہ امام صاحب قعدے سے کھڑے ہو گئے تو نماز کا کیا حکم ہو گا سجدہ سہو کرنا پڑے گا یا نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہو گی

المستفتی:۔مظفر حسین

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر امام ابھی بیٹھا ہی تھا کہ مقتدی نے لقمہ دے دیا تو سجدہ سہو واجب نہیں اور اگر تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار تک بیٹھ کر اٹھے تو سجدہ سہو واجب ہو گیا جیسا کہ کتب فقہ میں ہے کہ کوئی شخص بھول کر پہلی یا تیسری رکعت میں بیٹھ گیا اور تین بار سبحان اللہ کہنے کے مقدار سے کم بیٹھ کر اٹھا تو سجدہ سہو واجب نہیں ہے اور تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار تاخیر کر کے اٹھا تو سجدہ سہو واجب ہے۔(عامہ کتب فقہ) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(التحیات سے پہلے بسم اللہ پڑھا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قعدہ اولی یا اخیرہ میں بھول کر التحیات سے پہلے بسم اللہ پڑھ لیا عند الشرع کیا حکم ہوگا؟ اور یہ بھی حکم بیان فرمائیں کہ امام کہتا کہ میں التحیات سے پہلے بسم اللہ پڑھتا ہوں اور پڑھتا رہوں گا ایسے امام کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہوگا؟ حوالہ بھی عطا فرمادیں تو کرم ہوگا **المستفتی**:۔حسنین رضا احمد آباد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسولہ میں تشہد میں التحیات سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھنا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ یہ آیت قرآنی ہے قیام کے علاوہ کسی رکن میں بسم اللہ شریف کا پڑھنا جائز نہیں ہے۔

(فتاوی مرکز تربیت افتاء ج ۱ ص ۱۸۱)

اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین ملت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسم اللہ شریف کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ قیام کے سوا رکوع و سجود و قعود کسی جگہ بسم اللہ شریف پڑھنا جائز نہیں کہ وہ آیت قرآنی ہے اور نماز میں قیام کے سوا اور جگہ کوئی آیت پڑھنی ممنوع ہے۔(فتاوی رضویہ ج ۳ ص ۱۴۳ / ۱۴۵ رضا اکیڈمی ممبئی)

یہ جانتے ہوئے کہ یہ بسم اللہ شریف کا محل نہیں ہے تبھی بسم اللہ شریف پڑھے گا تو نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی (یعنی ایسی نماز کو دہرائے) اور اگر بھول کر بسم اللہ شریف پڑھ لیا تو سجدہ سہو واجب ہے جیسا کہ عالمگیری میں ہے قعدہ میں بیٹھتے ہی تشہد پڑھنا واجب

ہے لہٰذا اگر تشہد شروع کرنے سے پہلے کچھ اور پڑھ لیا تو تاخیر واجب کی وجہ سے سجدۂ سہو کرنا واجب ہوگا" ولو قرا فی القعود إن قرا قبل التشهد فی القعدتين فعليه السهو لترك واجب الابتداء بالتشهد اول الجلوس " (طحطاوی ۲۵۰/فتاوی عالمگیری ج ا ص ۱۲۷)

معلوم ہوا کہ التحیات سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھنے سے نماز مکروہ تحریمی ہوگی، اب جو امام یہ کہے میں التحیات سے پہلے بسم اللہ پڑھتا ہوں تو اسے چاہیے کہ نہ پڑھے، اور اگر کہے کہ پڑھتا رہوں گا تو ترک واجب کی بنا پر ایسے امام کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔

لہٰذا ایسے امام کے پیچھے پڑھی گئی نمازوں کا اعادہ واجب ہے اور ایسے امام کو معزول کردیا جائے اور اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(لقمہ دینے کی ابتداء کب سے ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز میں جو لقمہ دیتے ہیں اسکی ابتداء کب سے ہوئی مدلل جواب دیکر عنداللہ ماجور ہوں۔ **المستفتی**:۔محمد مناظر حسین نعیمی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

لقمہ کی ابتداء حضور نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کے ہی زمانے سے ہے حدیث شریف میں ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "صلوۃ فقرا سورۃ فاسقط منها آیة فلما فرغ قلت یا رسول الله ﷺ آیة کذا و کذا آنسخت قال لا قلت فانك لم تقرأها قال افلأ لقنتنيها" رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی آپ ﷺ نے ایک سورت کی تلاوت کی اس میں سے ایک آیت چھوڑ دی جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا فلاں آیت منسوخ ہوگئی ہے؟ فرمایا نہیں میں نے عرض کیا آپ نے اسے نہیں پڑھا؛ فرمایا تم نے مجھے اس کے بارے میں لقمہ کیوں نہیں دیا؟ (سنن دارقطنی؛ جلد ۲؛صفحہ ۲۵۵؛موسسہ الرسالہ بیروت)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ارشاد فرماتے ہیں "اذا اسطتعمکم الامام فاطمعوہ" جب امام تم سے لقمہ چاہے تو لقمہ دو۔(سنن دارقطنی جلد ۲ صفحہ ۲۵۵ موسسہ الرسالہ بیروت)

حضرت نافع رضی اللہ تعالی عنہ ارشاد فرماتے ہیں "صلی بنا ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما قال فتردد قال ففتحت علیه فاخذ عنی" حضرت ابن عمر رضی اللہ

تعالٰی عنہما نے ہمیں نماز پڑھائی بھول گئے تو میں نے انھیں لقمہ دیا انھوں نے مجھ سے لقمہ لے لیا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا صفحہ ۵۲۱ رمکتبہ امدادیہ ملتان بحوالہ احکام لقمہ صفحہ ۷ /۸ رمکتبہ بہار شریعت داتا دربار مارکیٹ لاہور) واللہ اعلم بالصواب

نوٹ:۔ مزید تفصیل کے لئے مذکورہ کتاب کا مطالعہ کریں۔

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(کیا مسبوق امام کے ساتھ سجدہ سہو کا سلام پھیرے گا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام نے سجدہ سہو کیا مسبوق بھی ساتھ سجدہ سہو کرے گا مگر کیا مسبوق سلام بھی امام کے ساتھ ساتھ پھیرے گا جو سجدہ سہو سے پہلے کیا جاتا ہے؟

المستفتی: ۔محمد وقاص عطاری فیصل آباد پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حکم مسئلہ میں قول اول صحیح ہے فی الواقع مسبوق سلام سے مطلقاً ممنوع وعاجز ہے جب تک فوت شدہ رکعات ادا نہ کرلے امام سجدہ سہو سے قبل یا بعد سلام پھیرتا ہے اس میں اگر قصداً اس نے شرکت کی تو اس کی نماز جاتی رہے گی کہ یہ سلام عمداً اس کے خیال نماز میں واقع ہوا، ہاں اگر سہواً پھیرا تو نماز نہ جائے گی ''لکونه ذکرا من وجه فلا یجعل کلاما من غیر قصد وان کان العمد والخطاء والسهو کل ذلك فی الکلام سواء کما حققه علمائنا رحمهم الله تعالٰی'' کیونکہ یہ من وجہ ذکر ہے لہذا اسے بغیر قصد کے کلام قرار نہ دیا جائے اور اگر چہ عمداً، خطا اور سہو کلام میں برابر ہیں جیسا کہ ہمارے علماء رحمہم اللہ تعالٰی نے اس کی تحقیق کی ہے، بلکہ وہ سلام جو امام نے سجدہ سہو سے پہلے کیا اگر مسبوق نے سہواً امام سے پہلے یا معاً بلا وقفہ اس کے ساتھ پھیرا تو ان صورتوں میں مسبوق پر سہو بھی لازم نہ ہوا کہ وہ ہنوز مقتدی ہے اور مقتدی پر اس کے سہو کے سبب سجدہ لازم نہیں، ہاں یہ سلام اخیرا اگر امام کے بعد پھیرا تو اس پر سجدہ اگر چہ کر چکا ہو دوبارہ لازم آیا کہ اپنی آخر نماز میں کرے گا اس لئے اب یہ منفرد ہو چکا تھا۔

خزانۃ المفیتن میں شرح مختصر امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالٰی سے ہے ”علیہ سجدۃ من صلب الصلٰوۃ سلم وھو ناس لھا ثم تذکر بعد ذٰلک فانہ بھٰذا السلام لا یخرج عن حرمۃ الصلٰوۃ بالاجماع حتی صح الاقتداء وان عاد الامام و سجد یسجد ھذا المقتدی معہ علی طریق المتابعۃ ولا یعتد بھذہ السجدۃ لانہ لم یدرک الرکوع ویتشھد مع الامام ولا یسلم اذا سلم الامام ویسجد سجدتی السھو مع الامام فاذا سلم الامام ثانیا لا یسلم ھو ایضا بل یقوم الی قضاء ماسبق اھ

اگر کسی شخص پر نماز کا سجدہ تھا اس نے بھول کر سلام پھیر دیا اسے پھر سجدہ یاد آگیا تو وہ اس سلام کی وجہ سے بالاتفاق حرمت نماز سے خارج نہیں ہوا حتی کہ اس کی اقتداء درست ہے اور اگر امام لوٹا اور سجدہ کیا اور مقتدی نے امام کی متابعت میں سجدہ کرلیا تو یہ اس کا یہ سجدہ معتبر نہ ہوگا کیونکہ اس نے امام کو رکوع میں نہیں پایا، امام کے ساتھ تشہد پڑھے لیکن جب امام سلام کہے تو یہ سلام نہ کہے البتہ امام کے ساتھ دونوں سجود سہو کرے جب امام دوبارہ سلام پھیرے تو وہ اب بھی سلام نہ کہے بلکہ گزشتہ رکعات کی قضا کیلئے کھڑا ہو جائے۔ (خزانۃ المفتین فصل فیما یوجب السھو ومالا یوجب قلمی نسخہ ۱/۳۹)

دیکھو مسبوق کو سجدہ سہو سے قبل و بعد دونوں وقت سلام سے منع فرمایا، حلیہ شرح منیہ للامام ابن امیر الحاج میں ہے۔ (بحوالہ فتاوی رضویہ جدید جلد ۸ ص ۱۸۶/۱۸۷ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(قعدہ اولی چھوٹ گیا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ چار رکعت والی نماز میں امام صاحب ۲؍رکعت کے بعد قعدہ میں نہیں بیٹھے بھول کر تیسری رکعت میں کھڑے ہو گئے۔مگر کچھ نمازی اپنا قعدہ مکمل کرتے رہے حتی کہ امام صاحب تیسری رکعت کا رکوع بھی کر چکے۔ان مقتدیوں کی نماز کا کیا حکم ہوگا۔ **المستفتی:** محمد وقاص عطاری فیصل آباد پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جب امام نے دوسری رکعت میں قعدہ اولی نہیں کیا اور تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا تو مقتدیوں کو بھی کھڑا ہو جانا چاہئے مگر مقتدی نے ایسا نہیں کیا لہٰذا ان کی نماز فاسد ہوگئی۔ کہ پانچ چیزوں میں مقتدی امام کی پیروی کرے۔اگر امام چھوڑ دے تو مقتدی بھی چھوڑ دے اور امام کا ساتھ دے اُن چیزوں میں سے قعدہ اولی بھی ہے۔مگر امام قعدہ اولی نہ کیا اور ابھی سیدھا کھڑا نہ ہوا تو مقتدی ابھی اس کے ترک میں متابعت امام نہ کرے بلکہ اُسے بتائے تاکہ واپس آجائے۔اگر امام واپس آجائے تو فبہا اور اگر سیدھا کھڑا ہوگیا تو اب نہ بتائے۔ورنہ نماز جاتی رہے گی۔بلکہ خود بھی قعدہ چھوڑ دے اور کھڑا ہو جائے۔اور آخر میں سجدہ سہو کرے۔(بہار شریعت حصہ سوم ۱۲۷۔۱۲۸) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

العبد محمد عمران قادری

(ایک سجدہ بھول گیا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نماز میں سجدہ کرنا فرض ہے نمازی نے ایک ہی سجدہ کیا دوسرا سجدہ بھول گیا کیا سجدہ سہو کرنے سے نماز ہو جائیگی؟ حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع دیں عین ونوازش ہوگی۔ **المستفتی:۔محمد مزمل**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر چھوٹا ہوا اصلی سجدہ ادا کر کے سجدۂ سہو کیا تو نماز ہو جائے گی، خالی سجدۂ سہو سے نہیں کیونکہ نماز میں دونوں سجدہ کرنا فرض ہے جیسا کہ فتاوی عالمگیری مع خانیہ جلد اول صفحہ ۷۰ / پر فرائض نماز کے بیان میں ہے" منہا السجود الثانی فرض کالاول باجماع الامۃ کذا فی الزاھدی "اھ

لہذا صورت مسئولہ میں حکم یہ ہے کہ اگر نماز کے آخر میں یاد آیا تو سجدہ کرلے پھر التحیات پڑھ کر سجدہ سہو کرے اور اگر قعدہ یا سلام کے بعد کلام سے پہلے یاد آیا تو سجدہ کر کے التحیات پڑھ کر سجدہ سہو کرے اور قعدہ بھی کرے کہ وہ قعدہ باطل ہو گیا حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ کسی رکعت کا کوئی سجدہ رہ گیا آخر میں یاد آیا تو سجدہ کرلے پھر التحیات پڑھ کر سجدہ سہو کرے اور سجدہ کے پہلے جو افعال نماز ادا کئے باطل نہ ہونگے، ہاں اگر قعدہ کے بعد وہ نماز والا سجدہ کیا تو ضرور وہ قعدہ جاتا رہا۔(بہار شریعت ح ۴ ص ۵۱)

اور علامہ حصکفی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں" حتی لو نسی سجدۃ من الاولی قضاھا و

لو بعد السلام قبل الکلام لکنه یتشهد ثم یسجد للسهو ثم یتشهد لانه یبطل بالعود الی الصلبیة" اھ (درمختار مع شامی جلد اول صفحہ ۳۴۲)

اور سلام وکلام کے بعد یاد آیا کہ ایک سجدہ رہ گیا ہے تو از سر نو نماز پڑھے۔(بحوالہ فتاوی فقیہ ملت اول صفحہ ۱۰۴ تا ۱۰۵) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(قعدہ میں سورہ فاتحہ پڑھا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام قعدہ میں التحیات کے بجائے سورہ فاتحہ پڑھا تو کیا حکم ہے؟ **المستفتی:** ۔غلام احمد رضا نوری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر سہواً التحیات کے بجائے سورہ فاتحہ پڑھ دیا تو سجدہ سہو واجب ہے جیسا کہ کتب فقہ میں ہے تشہد پڑھنا بھول گیا اور سلام پھیر دیا پھر یاد آیا تو لوٹ آئے تشہد پڑھے اور سجدہ سہو کرے، یوں ہی اگر تشہد کی جگہ الحمد پڑھی سجدہ سہو واجب ہوگیا۔(بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ ۷۱۶)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(ایک رکعت پر قعدہ کیا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ میں وتر کی تین رکعت نماز پڑھ رہا تھا پہلی رکعت میں بھول کر قعدہ میں التحیات پڑھ لیا تب یاد آیا کہ نہیں میں ایک رکعت پڑھا ہوں تو دوسری رکعت میں پھر سورت ملایا اور رکوع اور سجدہ کیا پھر قعدہ میں التحیات پڑھا اسی طرح تین رکعت پوری کی تینوں رکعت میں التحیات پڑھا تو کیا آخر میں سجدہ سہو کرنا ضروری ہے؟ جواب عنایت فرمائیں **المستفتی**:۔محمد رضاء الحق خادم مدرسہ اہلسنت غریب نواز چاپا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں سجدہ سہو واجب ہے اگر جان بوجھ کر سجدہ سہو نہیں کیا یا سجدہ سہو کرنا بھول گیا تو نماز کا اعادہ کرے جیسا کہ کتب فقہ میں ہے کہ کوئی شخص وتر کی پہلی رکعت میں بھول کر بیٹھ گیا اور تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار سے کم بیٹھا تو سجدہ سہو واجب نہیں اور تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار تاخیر کر کے اٹھا تو سجدہ سہو واجب ہے۔(بہار شریعت ح ۴) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(امام قعدۂ اخیرہ بھول گیا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام چار رکعت والی کوئی نماز میں چوتھی رکعت میں قعدہ اخیرہ بھول گیا اور کھڑا ہوگیا لقمہ بھی نہیں ملا یاد آنے پر اب کیا کیا جائے سجدہ سہو یا نماز دہرائی جائے؟ اسی طرح اگر چار رکعت والی کوئی نماز میں امام تیسری رکعت میں بیٹھ گیا لقمہ بھی نہیں ملا یاد آنے پر کیا کریں؟ **المستفتی:۔محمد زاہد خان قادری اورنگ آباد مہاراشٹرا**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں امام وجملہ مقتدیوں کی نماز فاسد ہوگئی فتاویٰ ہندیہ میں ہے ولو لم یقعد الإمام علی الرابعة وقام إلی الخامسه ساهیاً وتشهد المقتدی ثم قید الإمام خامسه بالسجدة فسدت صلاتهم كذا فی الخلاصة (الفتاوی الهندیة، المجلد الاول صفحه ۱۰۰ كتاب الصلاة)

اور بہار شریعت میں ہے اگر قعدۂ اخیرہ نہیں کیا تھا اور پانچویں رکعت کا سجدہ کرلیا تو سب کی نماز فاسد ہوگئی، اگر چہ مقتدی نے تشہد پڑھ کر سلام پھیر لیا ہو۔(جلد اول حصہ سوم صفحہ ۵۹۵ جماعت کا بیان)

اگر امام تیسری رکعت پر بھول کر بیٹھ جائے تو حکم یہ ہے کے یاد آنے پر یا لقمہ دینے پر فوراً اٹھ جائے اور چوتھی رکعت پوری کرے اور اگر اٹھنے میں تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے برابر دیری ہوئی ہو تو آخر میں سجدہ سہو کرے ورنہ سجدہ سہو واجب نہیں اور اگر یاد آنے پر یا لقمہ دینے پر فوراً نہ اٹھے قصداً تشہد پڑھے یا پھر بیٹھا رہے تو اگر تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار بیٹھا رہا تو اب

قصداً ایک واجب کو چھوڑنا پایا گیا لہذا واجب کو قصداً چھوڑنے سے نماز کا اعادہ کرنا واجب ہے تیسری رکعت کے سجدے اور چوتھی رکعت کے قیام کے درمیان جان بوجھ کر تین تسبیح سے زیادہ وقفہ کرنے کی وجہ سے اس نماز کا اعادہ کرنا واجب ہے۔ (بہار شریعت ح ۳ ص ۵۱۹)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(قعدہ اولی میں درود ابراہیم پڑھا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام چار رکعت والی کوئی نماز میں قعدہ اولی میں بھول کر درود ابراہیم پڑھنے لگا کچھ پڑھنے کے بعد یاد آیا اور امام وہیں پر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا اب اس صورت میں کیا سجدہ سہو واجب ہوگا؟

المستفتی: ۔محمد زاہد خان قادری اورنگ آباد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

قعدۂ اولیٰ میں تشہد کے بعد اتنا پڑھا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ تو سجدۂ سہو واجب ہے اس وجہ سے نہیں کہ درود شریف پڑھا بلکہ اس وجہ سے کہ تیسری کے قیام میں تاخیر ہوئی تو اگر اتنی دیر تک سکوت کیا جب بھی سجدۂ سہو واجب ہے جیسے قعدہ و رکوع وسجود میں قرآن پڑھنے سے سجدۂ سہو واجب ہے، حالانکہ وہ کلام الٰہی ہے۔

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا درود پڑھنے والے پر تم نے کیوں سجدہ واجب بتایا؟'' عرض کی یارسول اللہ ﷺ اس لئے کہ اس نے بھُول کر پڑھا، (الدرالمختار'' و''ردالمحتار''،کتاب الصلاۃ،باب سجود السھو ،ج ۲،ص ۶۵۷،وغیرہما) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد تابش رضا رضوی

(مسبوق نے امام کے سلام کے بعد اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھ لی تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک رکعت چھوٹ گئی جب امام صاحب نے ایک طرف سلام پھیرا تو مسبوق نے بے خیالی میں اللہ اکبر کہتے ہوئے قیام کرتے ہوئے اللہ اکبر کہہ کر دونوں ہاتھ کانوں کی لو سے لگایا اور نیت باندھ کر رکعت پوری کی سلام پھیرا نماز ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: نوری شفق کٹیھار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں نماز ہوگئی کیونکہ اگر کسی نے بھول کر اللہ اکبر کہتے ہوئے کھڑے ہوکر دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر باندھا تو اس صورت میں اس پر سجدہ سہو نہیں اور اگر جان بوجھ کر ایسا کیا تو سنت کے خلاف کیا مگر سجدہ سہو بہرحال نہیں ہے۔(عامۂ کتب فقہ)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(جس پر سجدۂ سہو واجب ہو وہ دونوں طرف سلام پھیر دے تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ہندہ پر سجدہ سہو واجب تھا اس نے دونوں طرف سلام پھیر دیا اب اسے یاد آیا اور اس نے سجدہ سہو کیا تو اسکی نماز ہوگئی یا اعادہ واجب ہوگا؟ **المستفتی:** ۔حافظ توحید عالم اشرفی پٹنہ بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں نماز ہوگئی کہ اگر بھول کر سلام پھیر دیا اور حرمت نماز میں ہے یعنی ایسا کوئی کام نہیں کیا جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو سجدہ سہو کرے اور التحیات وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرے نماز ہو جائے گی۔(عامۂ کتب فقہ) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(سجدۂ سہو واجب نہ ہو تو سجدہ سہو کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر منفرد یا امام پر سجدہ سہو واجب نہ ہو کم علمی یا مشکوک ذہن کی وجہ سے سجدہ سہو کر لے کیا اس صورت میں نماز ہوگی؟

المستفتی: ۔قاضی سید اطہر حسین

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر وہ شخص منفرد ہے اور سجدہ سہو واجب نہیں تھا لیکن کیا تو اس کی نماز ہوگئی اسی طرح امام نے بلا ضرورت سجدہ سہو کیا تو مدرک یعنی وہ مقتدی جو پہلی رکعت سے آخر تک شریک جماعت رہے اور امام سب کی نمازیں ہو جائیں گی اس لئے کہ جب سجدہ سہو واجب نہ ہو تو اس کی نیت سے سلام پھیرتے ہی نماز تمام ہو جاتی ہے اور وہ اگر مسبوق ہے یعنی ایسا مقتدی ہے کہ جس کی کچھ رکعتیں چھوٹ گئیں اور امام بیجا سجدہ سہو کیا اور اس نے امام کی اتباع کی تو اس کی نماز باطل ہوگئی ملک العلماء حضرت علامہ امام علاء الدین کاسانی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ" المسبوق اذا تابع الامام فی سجود السهو ،ثم تبين انه لم يكن على الامام سهو، حيث تفسد صلاة المسبوق" اھ (بدائع الصنائع ج ۱ ص ۱۷۵ بحوالہ فتاوی فقیہ ملت ج ۱ ص ۲۱۷) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

کریم اللہ رضوی

(تین سجدہ کیا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک رکعت میں بھول سے تین سجدہ کیا اور آخر میں سجدہ سہو کیا تو کیا نماز ہو جائے گی؟ جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی

المستفتی:۔محمد طالب رضا مظفر پور بہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں نماز ہوگئی جیسا کہ فتاوی رضویہ میں ہے کسی نے دو کے بجائے تین سجدہ کیا اگر سلام پھیرنے سے پہلے یاد آجائے تو سجدہ سہو کرے کیوں کہ واجب ترک ہوا فرض ادا ہوگیا سجدہ سہو لازم ہے۔(فتاویٰ رضویہ شریف جلد سوم صفحہ ۶۴۲)

اور اگر سلام پھیرنے کے بعد یاد آیا تو نماز کا اعادہ کرے۔(فتاویٰ رضویہ شریف جلد سوم صفحہ ۶۴۶)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ریحان رضا رضوی

(قعدہ اولی بھول جائے تو کیا کرے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص ظہر کی دوسری رکعت کے قعدے میں بیٹھنا بھول جائے تو کیا کرے؟ برائے کرم جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی:۔ محمد شریف نوری مقام دتولی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر کوئی شخص فرض نماز میں قعدہ اولیٰ بھول جائے تو جب تک ابھی سیدھا کھڑا نہ ہوا ہو لوٹ آئے قعدہ اولیٰ کو پورا کرے اور ایسا کرنے پر سجدۂ سہو نہیں، اور اگر سیدھا کھڑا ہو گیا تو اب نہ لوٹے بلکہ آخر میں سجدۂ سہو کرلے نماز ہو جائیگی جیسا کہ سرکار صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں فرض میں قعدۂ اولیٰ بھول گیا تو جب تک سیدھا کھڑا نہ ہوا، لوٹ آئے اور سجدۂ سہو نہیں اور اگر سیدھا کھڑا ہو گیا تو نہ لوٹے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے اور اگر سیدھا کھڑا ہو کر لوٹا تو سجدۂ سہو کرے اور صحیح مذہب میں نماز ہو جائے گی مگر گنہگار ہوا لہٰذا حکم ہے کہ اگر لوٹے تو فوراً کھڑا ہو جائے۔

(بہار شریعت جلد اول حصہ چہارم سجدہ سہوا کا بیان صفحہ ۵۱) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(کیا قعدہ اولی میں درود پڑھنے سے سجدہ سہو لازم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام نے چار رکعت والی نماز میں قعدۂ اولی میں درود شریف پڑھنا شروع کر دیا پھر جب اسے یاد آیا تو اس نے اٹھ کر نماز پوری کی تو اس صورت میں اس پر سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں؟ **المستفتی**:۔نور محمد ایم پی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر (اللھم صل علی محمد یا اللھم صل علی سیدنا) تک پڑھا تو سجدہ سہو واجب ہوئی ورنہ نہیں جیسا کہ علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ فرض وتر وسنن رواتب کے قعدۂ اولی میں اگر تشہد کے بعد اتنا کہ لیا اللھم صل علی محمد، یا اللھم صل علی سیدنا تو اگر سہوا ہو تو سجدۂ سہو کرے، عمدا ہو تو اعادہ واجب ہے۔(بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۷۲ مطبوعہ قادری کتاب گھر بریلی شریف) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خاں امجدی

(کیا لقمہ لینے سے سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام چار رکعت والی نماز میں چوتھی رکعت میں بیٹھنے کے بجائے کھڑا ہو رہا تھا اور سیدھا کھڑا ہونے کے قریب تھا کہ مقتدیوں نے لقمہ دیا تو واپس لوٹ کر قعدہ اخیرہ میں بیٹھ گیا۔دریافت یہ کرنا ہے کہ سجدۂ سہو کی ضرورت ہے یا نہیں؟ اگر امام نے بغیر سجدۂ سہو کئے سلام پھیر دیا تو نماز ہوئی کہ نہیں؟ دلیل کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔ **المستفتی:۔محمد شمیم احمد گورکھپور یوپی**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں سجدۂ سہو واجب ہے سجدۂ سہو نہ کرنے کی بنا پر اعادہ واجب ہے کیوں کہ قعدۂ اخیرہ فرض ہے اگر امام قعدۂ اخیرہ بھول گیا تو مقتدیوں کو لقمہ دینا واجب تو اگر امام مقتدیوں کے لقمہ پر قعدۂ اخیرہ کیا یا خود یاد آگیا پھر سجدہ کیا تو اس پر سجدۂ سہو واجب خواہ وہ پورا کھڑا ہو گیا تھا یا کھڑا ہونے کے قریب تھا ہاں قعدۂ اولی کے بعد اگر امام پورا کھڑا ہو جائے تو مقتدیوں کو لقمہ دینے کی اجازت نہیں ورنہ سب کی نماز فاسد ہو جائے گی قعدۂ اخیرہ بھول گیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہیں کیا ہے لوٹ آئے اور سجدۂ سہو کرے اور نماز کو مکمل کرے۔ایسا ہی فیض الرسول جلد اول سجدۂ سہو کے بیان میں ہے۔واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(قعدہ میں تشہد نہ پڑھا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ نمازی نماز میں ہے اور قعدہ اخیرہ میں تشہد کے مقدار خاموش بیٹھا رہا تو نماز کا کیا حکم ہوگا؟ **المستفتیه**: ۔نور صبا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

قعدۂ اولی ہو یا اخیرہ تشہد پڑھنا واجب ہے اور قعدہ اخیرہ میں تشہد پڑھنے کی مقدار خاموش رہنا فرض ہے تو تشہد کی مقدار خاموش رہنے کی وجہ سے فرض تو ادا ہوگیا لیکن واجب ترک ہوگیا نہ پڑھنے کی وجہ سے اور ترک واجب پر سجدہ سہو لازم ہے جیسا کی حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ کسی قعدہ میں تشہد کا کوئی حصہ بھول جائے تو سجدۂ سہو کرے۔(بہار شریعت ح ۳ واجبات نماز)

نیز فرماتے ہیں کہ واجبات نماز میں جب کوئی واجب بھولے سے رہ جائے تو اس کی تلافی کے لئے سجدۂ سہو واجب ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ التحیات کے بعد داہنی طرف سلام پھیر کر دو سجدے کرے پھر تشہد وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرے۔(بہار شریعت سجدہ سہو کا بیان)

اور اگر جان کر تشہد نہ پڑھا یعنی واجب ترک کیا تو نماز نہ ہوئی اگر چہ سجدۂ سہو کرلے جیسا کہ بہار شریعت میں ہے کہ اگر قصداً واجب ترک کیا تو سجدۂ سہو سے وہ نقصان دفع نہ ہوگا بلکہ اعادہ واجب ہے۔یوہیں اگر سہواً واجب ترک ہوا اور سجدۂ سہو نہ کیا جب بھی اعادہ واجب ہے۔

(بہار شریعت سجدہ سہو کا بیان)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد فرقان برکاتی امجدی

(کیا جمعہ وعیدین میں سجدۂ سہو واجب نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کوئی واجب بھول کر چھوٹ جائے تو کیا سجدۂ سہو کریں گے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ اور اگر نہیں کرنا چاہئے تھا لیکن کرلیا تو نماز ہوگی یا نہیں؟ بحوالہ جواب عنایت فرمائیں کرم نوازی ہوگی **المستفتی:**۔تنویر حسین رضوی کٹیہاری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جمعہ وعیدین میں اگر کوئی واجب سہواً ترک ہوجائے اور لوگوں کی تعداد زیادہ ہو تو سجدۂ سہو نہ کرے اور اگر کرلیا جب بھی حرج نہیں جب لوگوں کی تعداد زیادہ ہو تو نہ کرنا ہی بہتر ہے جیسا کہ سرکار صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جمعہ وعیدین میں سہو واقع ہوا اور جماعت کثیر ہو تو بہتر یہ ہے کہ سجدۂ سہو نہ کرے۔(بہار شریعت حصہ چہارم)

اب رہا یہ کہ کیوں نہ کرے تو اس کی علت یہی ہے کہ جو امام کے پاس میں ہونگے وہ تو امام کو دیکھ کر ایک ہی طرف پھیر کر سجدۂ سہو کرلیں گے اور جو دور ہونگے وہ دونوں ہی طرف پھیر دیں گے اس لئے زیادہ انسب یہی ہے کہ سجدۂ سہو نہ کیا جائے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(اپنے مقتدی کے سوا دوسرے کا لقمہ لینا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اپنے مقتدی کے سوا دوسرے کا لقمہ لینا کیسا ہے؟

المستفتی:۔محمد گلزار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اپنے مقتدی کے سوا دوسرے کا لقمہ لینا مفسد نماز ہے یعنی نماز فاسد ہوجائے گی البتہ اگر اس کے بتاتے وقت اسے خود یاد آ گیا یعنی اگر وہ نہ بتاتا جب بھی اسے یاد آجاتا تو اس کا پڑھنا مفسد نماز نہیں ہے۔فتاویٰ شامی میں ہے "ان حصل التذکر بسبب الفتح تفسد مطلقا ای سواء شرع فی التلاوۃ قبل تمام الفتح او بعدہ لوجود التعلیم وان حصل تذکرہ من نفسہ لا بسبب الفتح لا تفسد مطلقا وکون الظاھر انہ حصل بالفتح لا یؤثر بعد تحقق انہ من نفسہ لان ذالك من امور الدیانۃ لا القضاء حتی یبنی علی الظاھر الا تریٰ انہ لو فتح علیٰ غیرہ امامہ قاصدا القراءۃ لا التعلیم لا تفسد مع ان ظاھر حالۃ التعلیم "۔یعنی ایسی صورت میں اگر امام کو لقمے کی وجہ سے یاد آیا تو مطلقا نماز فاسد ہوجائے گی خواہ امام نے لقمہ ختم ہونے سے پہلے تلاوت شروع کردی ہو یا لقمہ ختم ہونے کے بعد شروع کی ہو تعلّم کے پائے جانے کی وجہ سے اور اگر اسے خود ہی یاد آ گیا ہو نہ کہ لقمہ کی وجہ سے یعنی اگر لقمہ نہ آتا تب بھی اسے یاد آجاتا تو ایسی صورت میں مطلقا نماز نہ ٹوٹے گی، یہ بات ظاہر ہے کہ جب یہ ثابت ہوجائے کہ لقمہ از خود آیا ہے تو لقمہ کا آنا نماز پر اثر نہیں ڈالے گا اور از

خود یاد آنے یا نہ آنے کا معاملہ دیانت پر موقوف ہے نہ کہ قضا پر کہ حکم لگائیں ایسا نہیں ہوسکتا کیا تو نہیں دیکھتا کہ اگر کوئی اپنے امام کے علاوہ غیر کو تلاوت کی نیت کرتے ہوئے لقمہ دے تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی اگر چہ کہ ظاہری حالت عمل تعلیم کو ظاہر کرتی ہے۔(ردالمحتار صفحہ ۳۸۲، جلد ۲، مکتبہ امدادیہ)

بہار شریعت میں ہے: اپنے مقتدی کے سوا دوسرے کا لقمہ لینا بھی مفسد نماز ہے البتہ اگر اس کے بتاتے وقت اسے خود یاد آگیا اس کے بتانے سے نہیں یعنی اگر وہ نہ بتاتا جب بھی اسے یاد آجاتا اس کے بتانے کو دخل نہیں تو اس کا پڑھنا مفسد نہیں ہے۔(بہار شریعت جلد اول حصہ سوم صفحہ ۴۰۷)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

غلام محمد صدیقی فیضی

(حالت نماز میں ایک ہی رکن میں دو مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھ دیا تو؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص ایک رکعت میں دو مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھ دے تو کیا حکم ہے؟ **المستفتی: محمّد اشرف ضلع بستی یوپی**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سہواً ایک رکعت میں سورت ملانے سے قبل دو بار سورہ فاتحہ پڑھنے سے سجدۂ سہو لازم ہے اور اگر قصداً پڑھا تو نماز جاتی رہی کہ سورہ سے پہلے ایک بار فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔جیسا کہ صدرالشریعہ بدرالطریقہ حضرت علامہ مفتی الحاج الشاہ امجد علی اعظمی ربہ القوی واجبات نماز میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہر رکعت میں سورہ سے پہلے ایک ہی بار الحمد پڑھنا یعنی سورہ فاتحہ پڑھنا (الدرمختار ورد المحتار کتاب الصلاۃ باب صفت الصلاۃ مطلب واجبات صلاۃ ج اول ص ۱۸۴۔۲۰۳ وغیرھما بحوالہ بہار شریعت ج اول صفحہ ۵۱۵ واجب نمبر ۱۵)

ہاں اگر سورہ ملانے کے بعد سورہ فاتحہ پڑھا تو سجدۂ سہو واجب نہیں جیسا کہ بہار شریعت میں فتاوی ہندیہ کے حوالہ سے ہے الحمد کے بعد سورہ پڑھی اسکے بعد پھر الحمد پڑھی تو سجدہ سہو واجب نہیں۔(فتاوی ھندیہ کتاب الصلاۃ باب الثانی عشر فی سجود السھو ج اول ص ۱۲۶ و بہار شریعت ج اول ص ۷۱۱ سجدہ سہو کا بیان) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد جواد القادری واحدی

(وتر میں قنوت پڑھے بغیر رکوع کرلیا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ وتر میں بغیر قنوت پڑھے رکوع میں چلا گیا اور رکوع میں یاد آیا تو کیا کرے واپس لوٹے یا آخر میں سجدہ سہو کرے جواب عنایت فرما کر کرم فرمائیں

المستفتی:۔محمد آل حسن شاہ آباد رامپور یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

واپس لوٹ کر قنوت پڑھنے کی حاجت نہیں بلکہ نماز پوری کر کے آخر میں سجدہ سہو کرے جیسا کہ مرکز عقیدت سیدی اعلٰی حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں جو شخص بھول کر رکوع میں چلا جائے اسے جائز نہیں کہ پھر قنوت کی طرف پلٹے بلکہ حکم ہے کہ نماز ختم کر کے اخیر میں سجدہ سہو کرلے پھر اگر کسی نے اس حکم کے خلاف کیا تو بعض ائمہ کے نزدیک اس کی نماز باطل ہوجائے گی اور اصح یہ ہے کہ برا کیا گناہ گار ہوا مگر نماز نہ جائے گی۔(فتاوی رضویہ جلد ششم صفحہ نمبر ۱۴۷ مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی)واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

ابوعبداللہ محمد ساجد چشتی

(بھول کر وتر کی چوتھی رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا تو کیا کرے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ وتر میں تیسری رکعت پر قعدہ کرنا بھول گیا اور چوتھی کے لئے کھڑا ہو گیا تو کیا حکم ہے؟ جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع فراہم فرمائیں

المستفی:۔عبدالرزاق

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جب تک چوتھی کا سجدہ نہ کیا ہے واپس آجائے اور سجدۂ سہو کر کے نماز مکمل کرے اور اگر سجدہ کرلیا ہے تو نماز مکمل کرلے یہ نماز نفل ہوگئی وتر پھر سے پڑھے۔

منیۃ المصلی صفحہ ۱۸۴/ پر ہے: رجل صلی الظهر خمسا ولم يقعد على راس الرابعة بطلت فرضية وتحولت صلاته نفلا۔

مذکورہ عبارت کے تحت غنیۃ المتملی میں ہے:وعلى هذا لولم يقعدفى ثالثة المغرب وسجدللرابعة اوعلى ثانية الفجر ونحوه وسجدللثالثة" یعنی یہی حکم اس وقت بھی ہے کہ جب نمازی مغرب میں قعدہ اخیرہ نہ کرے اور چوتھی کا سجدہ کرلے یا فجر میں قعدہ اخیرہ نہ کرے اور تیسری کا سجدہ کرلے(غنیۃ المتملی ص ۲۹۰)

بہار شریعت میں ہے: چار رکعت والے فرض میں چوتھی رکعت کے بعد قعدہ نہ کیا تو جب تک پانچویں کا سجدہ نہ کیا ہو بیٹھ جائے اور پانچویں کا سجدہ کرلیا یا فجر میں دوسری پر نہیں بیٹھا اور تیسری کا سجدہ کرلیا یا مغرب میں تیسری پر نہ بیٹھا اور چوتھی کا سجدہ کرلیا تو ان سب صورتوں میں

فرض باطل ہو گئے، مغرب کے سوا اور نمازوں میں ایک رکعت اور ملا لے۔(ج ۱/ص ۵۱۵/ ۵۱۶/ مکتبۃ المدینہ، دہلی) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

ابوکوثر محمد ارمان علی قادری جامعی

(کافر نے آیت سجدہ پڑھی اور مسلمان نے سنی تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کافر نے آیتِ سجدہ کی تلاوت کی اور سننے والا مسلمان پر سجدہ واجب ہوا کہ نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں **المستفتی**:۔محمد ساجد رضا خان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر کسی کافر نے آیتِ سجدہ تلاوت کی تو اُس پر سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوگا لیکن کسی مسلمان عاقل و بالغ اہل نماز نے اُس سے سنی تو اُس مسلمان پر سجدہ تلاوت واجب ہوگا۔ یاد رہے کہ سننے والے پر سجدہ تلاوت واجب ہونے کیلئے پڑھنے والے کا مسلمان ہونا ضروری نہیں ہے۔ بلکہ سننے والے کا مسلمان عاقل و بالغ اہل نماز ہونا ضروری ہے۔اور اسی طرح نابالغ بچے نے یا حیض ونفاس والی عورت نے آیت سجدہ تلاوت کی تو اُن پر اگر چہ سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوگا، لیکن مسلمان عاقل و بالغ اہل نماز نے ان سے سُنی تو اس پر سجدہ واجب ہوگا۔جیسا کہ فقیہ اعظم حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں، آیت سجدہ پڑھنے والے پر اس وقت سجدہ واجب ہوتا ہے کہ وہ وجوب نماز کا اہل ہو یعنی ادا یا قضا کا اسے حکم ہو، لہٰذا اگر کافر یا مجنون یا نابالغ یا حیض ونفاس والی عورت نے آیت پڑھی تو ان پر سجدہ واجب نہیں ۔اور مسلمان عاقل و بالغ اہل نماز نے ان سے سُنی تو اس پر واجب ہوگیا اور جنون اگر ایک دن رات سے زیادہ نہ ہو تو مجنون پر پڑھنے یا سننے سے واجب ہے، بے وضو یا جنب نے آیت پڑھی یا سنی تو سجدہ واجب ہے، نشہ والے نے آیت پڑھی یا سنی تو سجدہ واجب ہے۔ یوہیں سوتے میں

آیت پڑھی بعد بیداری اسے کسی نے خبر دی تو سجدہ کرے، نشہ والے یا سونے والے نے آیت پڑھی تو سننے والے پر سجدہ واجب ہوگیا۔ (بہار شریعت جلد اول حصہ چہارم صفحہ ۷۳۵ / المکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

العبد ابو الفیضان محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی ارشدی عفی عنہ

(مجمع کثیر ہو تو سجدۂ سہو ترک کر سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جمعہ کے دن امام سے کوئی واجب سہواً ترک ہو گیا اور نمازیوں کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے امام صاحب نے سجدۂ سہو نہیں کیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟ اگر نہیں ہوئی تو امام پر کیا حکم ہوگا؟ **المستفتی:۔جمشید عالم پٹنہ**

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مستفرہ میں نماز ہو گئی امام پر کوئی حکم نہیں ہوگا چونکہ امام نے جو کیا درست کیا حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں جمعہ وعیدین میں سہو واقع ہوا اور جماعت کثیر ہو تو بہتر یہ ہے کہ سجدۂ سہو نہ کرے۔(بہار شریعت حصہ ۴ صفحہ ۷۱۴ مطبوعہ دعوت اسلامی)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری رضوی

(سجدۂ سہو میں التحیات و درود پڑھا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ امام نے سجدۂ سہو میں پہلے التحیات پھر درود ابراہیم پھر دعائے ماثورہ پڑھی پھر سجدۂ سہو کیا اور بعد میں صرف التحیات پڑھی تو کیا نماز ہوگئی؟ بحوالہ، جواب عنایت فرمائیں المستفتی:۔محمد ایوب نعمانی قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں نماز ہوگئی اگر چہ التحیات کے بعد درود شریف دعاء ماثورہ بھی پڑھ لیا ہو، سجدۂ سہو کسی کمی کی وجہ سے واجب ہوا ہو یا کسی زیادتی کی وجہ سے واجب ہوا ہو اس کو ادا کرنے کے لئے مسلک حنفی میں تین طریقے ہیں پہلا طریقہ یہ ہے کہ آخری قعدہ میں پوری، التحیات، پڑھنے کے بعد داہنی (سیدھی) طرف سلام پھیرے اس کے بعد دو سجدے کرے اور دونوں سجدوں میں حسب دستور، سبحان ربی الاعلی، پڑھے پھر سجدے سے سر اٹھا کر قعدہ میں بیٹھے اور دوبارہ التحیات، درود شریف اور دعاء ماثورہ پڑھ کر نماز سے نکلنے کے لئے دونوں طرف سلام پھیرے دوسرا طریقہ یہ ہے کہ آخری قعدہ میں التحیات درود شریف اور دعا پڑھ کر داہنی (سیدھی) طرف سلام پھیرے اور سہو کیلئے دو سجدے کرے پھر قعدہ میں بیٹھ کر صرف ،التحیات، پڑھے اور دونوں طرف سلام پھیرے درود شریف اور دعا پڑھنے کی ضرورت نہیں تیسرا طریقہ یہ ہے کہ آخری قعدہ میں ،التحیات، درود شریف اور دعا پڑھ کر داہنی (سیدھی) طرف سلام پھیرے اور سہو کے لئے دو سجدے کرے پھر بیٹھ کر قعدہ میں دوبارہ ،التحیات، درود شریف اور دعاء ماثورہ پڑھ کر دونوں طرف سلام

پھیرے حضور صدر الشریعہ علامہ و مولانا امجد علی رحمۃ اللہ تعالی علیہ مصنف بہار شریعت مذکورہ تینوں طریقوں کے بارے میں فرماتے ہیں سب درست ہیں ان میں سے کوئی صورت مکروہ بھی نہیں ہے اور یہ سب طریقے مذہب حنفی کے مطابق ہیں۔(فتاوی امجدیہ جلد اول صفحہ ۲۸۱،۲۸۰،مکتبہ رضویہ آرام باغ روڈ کراچی پاکستان)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معراج رضوی سنبھلی براہی

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(لَيۡسَ عَلَى الۡاَعۡمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الۡاَعۡرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الۡمَرِيۡضِ حَرَجٌ)

اندھے پر تنگی نہیں اور نہ لنگڑے پر مضائقہ اور نہ بیمار پر مواخذہ۔ (کنزالایمان سورۃ الفتح ۱۷)

نماز مریض کا بیان

۱۳ر فتاوی

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

(کچھ رکعت کھڑا ہو کر اور کچھ بیٹھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کھڑے ہو کر نماز پڑھنا شروع کیا اور دوسری رکعت کے لئے نہیں کھڑا ہوا اِس وجہ سے کہ اسے تکلیف تھی تو کیا اُس شخص کی نماز ہوگی یا نہیں؟ تفصیل کے ساتھ واضح فرمائیں نوازش ہوگی **المستفتی:۔** عبداللہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر واقعی عذر شرعی کی وجہ سے دوسری رکعت میں بیٹھ گیا پھر نماز مکمل کی تو نماز ہوگئی جیسا کہ علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ اگر ایسی بیماری ہے تو حکم یہ ہے کہ اگر اتنی طاقت رکھتا ہے کہ اللہ اکبر کھڑے ہو کر کہہ سکے تو اس پر فرض ہے کہ کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہہ لے پھر بیٹھ جائے یا کچھ رکعت کھڑے ہو کر پڑھنے کی طاقت رکھتا ہے تو وہ پڑھے پھر بیٹھ جائے نماز ہو جائے گی بلا کراہت جیسا کہ سرکار صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اگر کچھ دیر بھی کھڑا ہو سکتا ہے اگرچہ اتنا ہی کہ کھڑا ہو کر اللہ اکبر کہہ لے تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر اتنا کہہ لے پھر بیٹھ جائے۔(بہار شریعت جلد اول حصہ سوم صفحہ ۵۱۱ ،مکتبۃ المدینہ)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(غیر معذور بیٹھ کر نفل پڑھ سکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص تندرست ہو اور اٹھنے بیٹھنے میں دقت نہ ہو تو کیا وہ نفل نماز بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے؟ **المستفتی:۔محمد شفیق احمد**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

تندرست ہو یا کمزور نفل نماز بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے مگر کھڑے ہو کر پڑھنے میں دوگنا ثواب ہے ۔فتاوی فیض الرسول میں ہے: نفل نمازیں بیٹھ کر پڑھی جا سکتی ہیں مگر کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے اس لئے کہ کھڑے ہو کر پڑھنے میں بیٹھ کر پڑھنے سے دوگنا ثواب ہے اور وتر کے بعد جو دو رکعت پڑھی جاتی ہے اس کے لئے بھی یہی حکم ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے۔

(فتاوی فیض الرسول جلد اول صفحہ ۲۴۰)

تفہیم المسائل میں ہے: نوافل میں قیام فرض نہیں ہے البتہ کھڑے ہو کر نفل پڑھنا افضل ہے اور بیٹھ کر نفل پڑھنے کے مقابل میں اس ثواب دوگنا ہے تاہم نوافل بلا عذر بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں ،بس ثواب میں کمی ہوگی یعنی قیام کے بنسبت نصف ثواب ملے گا ،بعض لوگ قدرت واستطاعت کے باوجود بیٹھ کر نوافل پڑھتے ہیں خاص طور پر عشاء کے بعد کے دو نوافل اور دلیل کے طور پر یہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے بیٹھ کر نوافل پڑھے تھے یہ استدلال غلط ہے حضور ﷺ کا بیٹھ کر نوافل پڑھنا آپ کی خصوصیات میں سے ہے اور آپ کے ثواب میں بھی کمی نہیں ہوتی تھی۔

(تفہیم المسائل،جلد اول صفحہ ۱۱۵) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

غلام محمد صدیقی فیضی

(کیا عورتیں بیٹھ کر نماز پڑھ سکتی ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا عورتیں بیٹھ کر نماز پڑھ سکتی ہیں جب کہ کوئی عذر نہ ہو؟

المستفتی:۔ ہاشم علی شاہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عورت ہو یا مرد بلا کسی عذر کے بیٹھ کر نماز نہیں پڑھ سکتے اور اگر کسی نے بھی بلا عذر بیٹھ کر نماز پڑھ لی تو نماز نہ ہوگی بلکہ نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا۔ہاں نفل نماز بیٹھ کر پڑھ سکتی ہے مگر کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے کیونکہ نفل بیٹھ کر پڑھنے کے بنسبت کھڑے ہو کر پڑھنے میں دوگنا ثواب ہے۔

فتاویٰ فیض الرسول میں ہے: فرض، وتر، عیدین، اور سنت فجر میں قیام فرض ہے، یعنی بلا عذر صحیح نمازیں بیٹھ کر پڑھی گئیں تو نہ ہوں گی۔

بحر الرائق صفحہ ۲۹۲ جلد اول میں ہے: " وهو فرض فی الصلاۃ للقادر علیه الفرض وما هو ملحق به۔ اھ" فتاویٰ عالمگیری صفحہ ۶۴ جلد اول میں ہے: وهو فرض فی صلوٰۃ الفرض والوتر هکذا فی الجوهرۃ النیرۃ والسراج الوهاج۔ اھ" شامی جلد اول صفحہ ۲۹۹ میں ہے: وسنة الفجر لا تجوز قاعدا من غیر عذر باجماعهم کما هو روایة الحسن عن ابی حنیفة کما صرح به فی الخلاصة۔ اھ" بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۶۹ میں غنیۃ سے ہے اگر عصا یا خادم یا دیوار پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو سکتا ہے تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر پڑھے اگر کچھ دیر بھی کھڑا ہو سکتا ہے اگرچہ اتنا ہی کھڑا ہو کر اللہ اکبر کہہ لے تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر کہہ لے پھر

بیٹھ جائے۔

اور فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ ۵۲ میں تنویر الابصار و در مختار سے ہے : ان قدر علیٰ بعض القیام ولو متکئا علیٰ عصا او حائط قام لزوما بقدر ما یقدر ولو قدر اٰیۃ او تکبیرۃ علی المذھب۔ اھ'' اور یہ حکم مردوں کے لئے خاص نہیں ہے یعنی جس طرح نماز میں قیام مردوں کے لئے فرض ہے اسی طرح عورتوں کے لئے بھی فرض ہے لہٰذا فرض وواجب تمام نمازیں جن میں قیام ضروری ہے بغیر عذر صحیح بیٹھ کر نہیں ہو سکتیں۔ جتنی نمازیں باوجود قدرت قیام بیٹھ کر پڑھی گئیں ان سب کی قضا پڑھنا اور توبہ کرنا فرض ہے اگر قضا نہیں پڑھیں گی اور توبہ نہیں کریں گی تو سخت گنہگار مستحق عذاب نار ہوں گی ہاں نفل نمازیں بیٹھ کر پڑھی جا سکتی ہیں فتاویٰ فیض الرسول میں ہے: نفل نمازیں بیٹھ کر پڑھی جا سکتی ہیں مگر کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے اس لئے کہ کھڑے ہو کر پڑھنے میں بیٹھ کر پڑھنے سے دوگنا ثواب ہے اور وتر کے بعد جو دو رکعت پڑھی جاتی ہے اس کے لئے بھی یہی حکم ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے۔ (فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ ۲۴۰) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

غلام محمد صدیقی فیضی

(جسے لیکوریا کی بیماری ہو وہ نماز کیسے پڑھے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ لیکوریا کی مریضہ کے لئے طہارت ونماز کے کیا احکام ہیں **المستفتی**:۔صبغت اللہ فیضی نظامی بھالوکونی ڈومریا گنج سدھارتھ نگر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب

عورت کی اگلی شرم گاہ سے جو رطوبت بغیر خون کی آمیزش کے نکلتی ہے وہ پاک ہے اور اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔لہٰذا ایسی عورت قرآن پڑھ سکتی ہے اور وضو کے ساتھ قرآن کو ہاتھ بھی لگا سکتی ہے، پھر قطرے آنے کی وجہ سے اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا یہی حکم نماز کیلئے بھی ہے جیسا کہ صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ عورت کے آگے سے جو خالص رطوبت بے آمیزشِ خون نکلتی ہے ناقضِ وُضو نہیں، اگر کپڑے میں لگ جائے تو کپڑا پاک ہے۔(بہار شریعت ج۱ص ۳۰۴:مکتبۃ المدینہ کراچی)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

کریم اللہ رضوی

(کرسی پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ آج کے دور میں عام طور سے لوگ مسجد میں کرسیوں پر نماز پڑھتے ہیں، معمولی تکلیف ہوئی کرسی پہ نماز شروع کردیا کیا یہ جائز ہے نیز تکلیف کس حد تک پہونچ جائے تو کرسی پہ نماز پڑھ سکتے ہیں؟ **المستفتی:۔محمد رجب علی فیضی**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب

جو شخص قیام پر قادر نہیں لیکن رکوع وسجدہ کے ساتھ نماز ادا کرسکتا ہے تو زمین پر بیٹھ کر رکوع وسجدہ کے ساتھ نماز ادا کرنا ضروری ہے، کرسی پر بیٹھ کر رکوع وسجدے کے اشارے سے نماز ادا کرنا جائز نہیں، اور اگر قیام پر قادر ہے لیکن گھٹنے کمر میں شدید تکلیف کی وجہ سے سجدہ نہیں کرسکتا جب بھی کرسی پر بیٹھ کر نماز کراہت سے خالی نہیں کہ صف کے برابر کرسی لگا کر نماز پڑھیں گے تو قیام کی صورت میں صف سے آگے ہونگے اور اگر قیام صف کے برابر کھڑے ہو کر کریں تو کرسی پر بیٹھنے کی صورت میں صف سے پیچھے ہو جائیں گے۔

اس لئے بہتر ہے کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھیں اور رکوع سجود جس طرح بیٹھ سکتے ہیں بیٹھ کر یا اشارہ سے نماز پڑھیں۔ ہاں اگر کھڑے ہونے کی طاقت نہیں ہے اور رکوع سجود بھی نہیں کرسکتے اور گھر کا کوئی فرد کرسی پر بٹھادے تو گھر میں اشارہ سے نماز پڑھ سکتے ہیں بوجہ مجبوری نماز ہو جائے گی۔

لیکن دور حاضر میں جو رواج ہے کہ لوگ چل کر مسجد کو آتے ہیں پھر کرسی پر نماز پڑھتے ہیں ایسی صورت میں نماز نہ ہوگی۔(عامۂ کتب فقہ) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

صہیب رضا رزمی

(ریح خارج ہونے کی بیماری ہو تو نماز کیسے ادا کرے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کسی کو ریح خارج ہونے کا مرض ہو مگر اتنا وقت ملتا ہو کہ وضو کر کے فرض نماز پڑھ سکتا ہے؟ مگر سنتِ مؤکدہ اور تراویح نہیں پڑھ پاتا تو اُس کے لئے کیا حکم ہوگا کہ وہ بار بار وضو کرے یا بغیر وضو سنتِ مؤکدہ پڑھے یا سنتیں ترک کر دے اور فقط فرضوں پر اکتفاء کرے؟ مثلاً وضو بنا کر ظہر کے فقط فرض پڑھ سکتا ہے مگر سنتِ قبلیہ اور سنتِ بعدیہ نہیں پڑھ سکتا تو ایسے مریض کے لئے شرع مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

المستفتی:۔ عبدالجبار خان عطاری عرب شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر شخص مذکورہ وضو کر کے فرض ادا کر لیتا ہے تو وہ معذور کے حکم میں نہیں ایسا شخص سنن اور تراویح کے لئے پھر سے وضو کرے اور سنت مؤکدہ و تراویح کی ادائے گی کرے ورنہ ترک کی وجہ سے گنہگار ہوگا۔ جیسا کہ ردالمحتار جلد اول صفحہ ۲۸۳/۲۰۲/ میں ہے"وصاحب عذر من به سلس بول او استطلاق بطن او انفلات ريح او استحاضة ان استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة حكمه الوضوء لكل فرض ثم يصلي فيه فرضا و نفلا فاذا خرج الوقت بطلال (ماخوذ از فتاوی فقیہ ملت جلد اول صفحہ ۱۰۰)

شخص مذکور وضو کر کے فرض نماز ادا کر لیتا ہے تو معذور نہیں ہے بلکہ وہ صحت یاب ہے شخص مذکور کو چاہئے کہ نماز پڑھنے سے پہلے اپنی ضروری حاجت سے فارغ ہو کر نماز پڑھے

اور جب وضو کر کے فرض نماز پڑھ لیتا ہے اور اسی وضو سے سنت مؤکدہ وتراویح نہیں پڑھ پاتا ہے تو سنت وتراویح کیلئے پھر سے وضو کرے اور نماز ادا کرے اور سنت مؤکدہ وتراویح کو نہیں چھوڑ سکتا اگر چھوڑے گا تو گنہگار ہوگا کہ صرف فرض پر اکتفا نہ کیا جائے گا بلکہ سنت مؤکدہ وواجب کو بھی پڑھنا لازم وضروری ہے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

العبد محمد عمران القادری التنویری غفرلہ

(جسے قطرہ آنے کی بیماری ہو وہ کس طرح نماز پڑھے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کو مسلسل پیشاب کا قطرہ آتا رہتا ہے تو وہ کیسے نماز ادا کرے؟ بینوا توجروا **المسفتی**: جعفر علی لکھنؤ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر پیشاب کے قطرے مسلسل آتے رہتے ہیں کہ نماز نہیں پڑھ سکتا ہے تو وہ شرعی معذور ہے یعنی اس کے لئے حکم شرع یہ ہے کہ ایک بار وضو کر کے ایک وقت کی نماز پڑھے پھر جب دوسرا وقت شروع ہو تو پھر سے وضو کرے اور نماز پڑھے مثلاً عصر میں وضو کرے اور عصر سے مغرب تک ایک وضو سے نماز پڑھے مغرب کے لگتے ہی وضو جاتا رہے گا پھر مغرب میں وضو کر کے عشاء تک پڑھے اسی طرح دیگر وقت میں بھی۔

یہ بھی معلوم ہو کہ ایک وقت سے دوسرے وقت تک صرف قطرہ آنے سے وضو نہیں جائیگا اور اگر کوئی ایسی بات پائی گئی جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے تو وضو جاتا رہے گا جیسے ہوا کا خارج ہونا نماز میں زور سے ہنسا وغیرہ جیسا کہ نورالایضاح میں ہے''لا یصیر معذورا حتیٰ یستوعبه العذر وقتا کاملا لیس فیه انقطاع بقدر الوضوء والصلوۃ وهذا شرط ثبوته وشرط دوامه وجوده فی کل وقت بعد ذٰلك ولو مرۃ وشرط انقطاعه و خروج صاحبه عن کونه معذورا خلوّ وقت کامل عنه''۔ (باب الحیض والنفاس والاستحاضہ ص ۵۱ / ۵۲ مجلس برکات)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

نوٹ:۔اگر قطرہ آنے سے کپڑا گیلا ہونے کا اندیشہ ہو تو نماز کے وقتوں میں پرانا رومال پیشاب کے مقام پر لگالیا کرے جیسے عورتیں حالت حیض میں لگاتی ہیں تا کہ کپڑا گیلا نہ ہونے پائے۔

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(جو اٹھنے بیٹھنے سے معذور ہو وہ نماز کس طرح پڑھے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کا آپریشن ہوا اور ڈاکٹر نے اٹھنے بیٹھنے سے منع کر دیا اب زید نماز کیسے پڑھے؟ جبکہ زید پر غسل بھی واجب ہے۔

المستفتی:۔نظام الدین کانپور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مستفسرہ میں زید اولاً تیمم کرے پھر جس طرح ممکن ہو نماز پڑھے خواہ اشارے سے یا لیٹ کر کیونکہ ایسا شخص جس پر غسل و وضو فرض ہے اور وہ پانی پر قدرت نہیں رکھتا تو ایسے اشخاص عندالشرع معذور ہیں اور ایسے کیلئے تیمم ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ جس کا وضو نہ ہو یا نہانے کی ضرورت ہو اور پانی پر قدرت نہ رکھتا ہو تو وضو و غسل کی جگہ تیمم کرے پانی پر قدرت نہ ہونے کی چند صورتیں ہیں،ایسی بیماری کہ وضو یا غسل سے اس کے زیادہ ہونے یا دیر میں اچھا ہونے کا صحیح اندیشہ ہو خواہ یوں کہ اس نے خود آزمایا ہو کہ جب وضو یا غسل کرتا ہے تو بیماری بڑھتی ہے یا یوں کہ کسی مسلمان اچھے لائق حکیم نے جو ظاہراً فاسق نہ ہو کہہ دیا کہ پانی نقصان کرے گا،محض خیال ہی خیال بیماری بڑھنے کا ہو تو تیمم جائز نہیں یوں ہی کافر یا فاسق یا معمولی طبیب کے کہنے کا اعتبار نہیں۔(بہار شریعت جلد اول حصہ دوم صفحہ نمبر ۵۳)

اور درالمختار وردالمحتار میں ہے ”تیمم لمرض او یشتد او یمتد بغلبۃ ظن“(عن امارۃ او تجربۃ شرح منیہ) او قول طبیب حاذق مسلم غیر ظاھر الفسق اھ

بالالنقاط۔(الدرالمختار،کتاب الطہارۃ باب التیمم مطبع مجتبائی دہلی رفتاوی رضویہ جلد اول صفحہ ۶۱۹ رضافاؤنڈیشن)

اب رہا قیام کا مسئلہ تو فرض و واجب وسنتِ فجر میں قیام فرض ہے بلا عذر صحیحہ بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں عذر شرعی کی تفصیل بیان کرتے ہوئے صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ کھڑے ہونے یا سجدہ کرنے میں زخم بہتا ہو یا کھڑے ہونے میں قطرہ آتا ہے یا کھڑے ہونے پر ناقابل برداشت تکلیف ہوتی ہے یا کھڑے ہونے سے مرض دیر سے اچھا ہوگا تو اب ایسی مجبوریوں پر قیام ساقط ہو جاتا ہے اب ایسا شخص بیٹھ کر نماز پڑھے لیکن اگر اتنی دیر کہ لفظ اللہ اکبر کھڑے ہو کر بولنے پر قادر ہے تو اس پر فرض ہے کہ کھڑے ہو کر اللہ اکبر بولے پھر بیٹھ جائے۔

(فتاوی علیمیہ جلد اول ص ۱۴۴)۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد الطاف حسین قادری

(ایک کرسی پر بیٹھ کر دوسری کرسی پر سجدہ کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک معذور شخص جو کرسی پہ بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے اور دوسری کرسی پر سجدہ کرتا ہے کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ طریقہ صحیح نہیں ہے کرسی پر سجدہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ اشارے سے نماز پڑھنی چاہئے؟ کیا اسطرح کہنا درست ہے؟ جواب عنایت فرمائیں **المستفتی**:۔غفران احمد بنگال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنے میں مسنون طور پر سجدہ نہیں ہوسکتا اس لئے یہاں اشارے سے سجدے کا حکم ہے بس یہ لحاظ رکھیں کہ سجدے کے لئے رکوع سے زیادہ جھکیں۔(بہار شریعت جلد چہارم ص ۶۰)

درمختار میں ہے "ویجعل سجودہ اخفض من رکوعہ لزوما"۔ ردالمحتار ج ۲ ص ۵۶۸ میں اسی کے تحت ہے "وانہ لایلزمہ تقریب جبھتہ من الارض باقصیٰ مایمکنہ کمابسطہ فی البحر عن الزاھدی"

اور چند سطر بعد اسی میں ہے "وھو یخفض براسہ لسجودہ اکثر من رکوعہ صح علی انہ ایماء لاسجود"، اور سجدے کے لئے اشارہ کے وقت دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں رانوں پر رکھے گے۔(فتاویٰ مرکز تربیت افتاء جلد اول صفحہ ۱۳۳)

مذکورہ دلائل سے واضح ہے کہ اشارے سے سجدہ کرے نہ کہ دوسری کرسی پہ سجدہ کرے اور جو لوگ اعتراض کرتے ہیں وہ حق پر ہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

(جس کو بار بار ہوا خارج ہوتی ہو تو وہ نماز کیسے ادا کرے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جس کو ریاح کی بیماری ہو یعنی بار بار ہوا خارج ہوتی ہو تو وہ نماز کیسے ادا کرے؟ جلد سے جلد جواب عطا فرما کر شکریہ کا موقع دیں

المستفی:۔محمد محفوظ عالم جسولی بریلوی یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جس شخص کو ایسی کوئی بیماری ہے کہ ایک پورا وقت ایسا گزر گیا کہ وضو کے ساتھ نماز فرض ادا نہ کرسکتا ہو تو وہ معذور ہے اس کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ وقت میں وضو کرلے اور آخر وقت تک جتنی نمازیں چاہے اس وضو سے پڑھے اس بیماری سے اس کا وضو نہیں ٹوٹتا؛ چاہے ریاح کی بیماری ہو یا سلسل بول کی ہو یا دست وغیرہ دیگر کوئی وضو توڑنے والی ہو جیسا کہ صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ امجد علی رحمۃ اللہ تعالی فرماتے ہیں ہر وہ شخص جس کو کوئی ایسی بیماری ہے کہ ایک وقت پورا ایسا گزر گیا کہ وضو کے ساتھ نماز فرض ادا نہ کرسکا تو وہ معذور ہے اس کا بھی یہی حکم ہے کہ وقت میں وضو کرلے اور آخر وقت تک جتنی نمازیں چاہے اس ضو سے پڑھے اس بیماری سے اس کا وضو نہیں جاتا؛ جیسے قطرے کا مرض یا دست آنا؛ یا ہوا خارج ہونا؛ یا دکھتی آنکھ سے پانی گرنا؛ یا پھوڑے یا ناصور سے ہر وقت رطوبت بہنا؛ یا کان؛ ناف یا پستان سے پانی نکلنا یہ سب بیماریاں وضو توڑنے والی ہیں ان میں جب پورا ایک وقت ایسا گزر گیا کہ ہر چند کوشش کی مگر طہارت کے ساتھ نماز نہ پڑھ سکا تو عذر ثابت ہوگیا؛ جب عذر ثابت ہوگیا تو جب تک ہر وقت میں ایک ایک

بار بھی وہ چیز پائی جائے معذور ہی رہے گا مثلاً عورت کو ایک وقت تو استحاضہ نے طہارت کی مہلت نہیں دی اب اتنا موقع ملتا ہے کہ وضو کر کے نماز پڑھ لے مگر اب بھی ایک ایک دفعہ ہر وقت میں خون آجاتا ہے تو اب بھی معذور ہے یوں ہی تمام بیماریوں میں اور جب پورا وقت گزر گیا اور خون نہیں آیا تو اب معذور نہ رہی جب پھر کبھی پہلی حالت پیدا ہو جائے تو پھر معذور ہے اس کے بعد پھر اگر پورا وقت خالی گیا تو عذر جاتا رہا۔(بہار شریعت جلد اول حصہ دوم صفحہ نمبر ۳۸۵ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

ابو عبداللہ محمد ساجد چشتی

(دوران نماز ناک سے خون نکلا تو کیا کرے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ دوران نماز ناک سے خون کے چند قطرے ٹپک گئے تو کیا حکم ہے؟ **المستفی:۔**(مولانا)ایوب رضا حشمتی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

دوران نماز اگر ناک سے خون کے چند قطرے ٹپکے تو فوراناک کو پکڑ کر باہر جائے اور وضو کرے اور اگر کسی سے کوئی بات چیت نہیں کیا ہے تو اسی پر نماز کو بنا کرے یعنی جہاں تک پڑھ چکا ہے وہیں سے پڑھے اور اگر کسی سے بات چیت کرلیا ہو تو نماز شروع سے پڑھے۔جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: "عَنِ اِبْنِ عُمَرَ اَنَّه كَانَ اِذَا رَعُفَ رَجَعَ فَتَوَضَّاَ وَلَمْ يَتَكَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ فَبَنٰى عَلٰى مَا صَلّٰى" حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ان کی نکسیر پھوٹتی تو وہ نماز سے پھر جاتے وضو کرتے اور کوئی بات نہ کرتے پھر اپنی جگہ پر آجاتے اور پڑھی ہوئی نماز پر بنا کرتے۔(مؤطاامام محمد شریف صفحہ ۴۹)

اور بہار شریعت میں ہے اُم المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی،رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب کوئی نماز میں بے وضو ہو جائے،تو ناک پکڑلے اور چلا جائے۔

اور اسی میں ہے ابن ماجہ و دارقطنی کی روایت انہیں سے ہے،کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم"جس کو قے آئے یا نکسیر ٹوٹے یا مذی نکلے،تو چلا جائے اور وضو کرکے اسی پر بنا کرے، بشرطیکہ کلام نہ کیا ہو۔(بہار شریعت جلد اول حصہ سوم صفحہ ۵۹۹)واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

غلام محمد صدیقی فیضی ارشدی

(جس کے مخارج صحیح نہ ہوں اس کی نماز ہوتی ہے یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جس کے مخارج صحیح نہ ہوں وہ نماز کیسے ادا کرے؟ کیا اس کی نماز نہیں ہوتی ہے؟ **المستفی:۔ محمد ارباز رضا متعلم جامعۃ الرضا بریلی**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جو لاپرواہی کی وجہ سے اس طرح پڑھتے ہیں یعنی مخرج صحیح کئے بغیر انکی نماز نہ ہوگی، ایسے شخص پر لازم ہے کہ شب وروز جہاں تک ممکن ہو سکے وقت نکال کر اپنے مخارج درست کر لے اگر خود نہیں کر سکتا تو کسی عالم یا حافظ یا امام محلہ کے پاس بیٹھ کر اصلاح کرائے دور حاضر میں بہت زیادہ سہولیات میسر ہیں اب تو جگہ جگہ قرآن کوئز و ٹیوشن وغیرہ کے ذریعے کافی اصلاح ہو جائے گی اور ہاں اتنی اصلاح کرالے کہ حروف ایک دوسرے سے ممتاز ہو جائیں مگر افسوس لوگ غلط پڑھتے ہیں اور جانتے بھی ہیں اسکے باوجود غافل ہیں ان کی نمازیں باطل ہیں اور یہ عند اللہ مجرم و مستحق عذاب نار ہیں فتاویٰ ہندیہ میں ہے "ذَكَرَ الْإِمَامُ التُّمُرْتَاشِيّ يَجِبُ أَنْ لَا يَتْرُكَ الْأُمِّيُّ اجْتِهَادَهُ فِي آنَاءِ لَيْلِهِ وَنَهَارِهِ حَتَّى يَتَعَلَّمَ مِقْدَارَ مَا يَجُوزُ بِهِ الصَّلَاةُ فَإِنْ قَصَّرَ لَمْ يُعْذَرْ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى، كَذَا فِي النِّهَايَةِ (جلد اول کتاب الصلوۃ ص ۹۵ ربیروت لبنان)

ہاں اگر کسی کی زبان میں لقنت ہے یا اور کوئی وجہ ہے ہزار ہا کوششیں کرنے کے باوجود حروف صحیح سے ادا نہیں ہو پاتے تو ایسا شخص معذور ہے جس طرح ممکن ہو سکے نماز پڑھے ترک ہر گز نہ کرے اللہ فرماتا ہے "لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا القرآن" واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ حنفی بریلوی

(دوران نماز پیشاب کا قطرہ آگیا تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ دوران نماز پیشاب کے چند قطرے ٹپک گئے اور ایک درہم سے کم ہے تو نماز میں کوئی فرق آئے گا یا نہیں؟ **المستفتی:۔عبداللہ**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ایسی صورت میں چاہئے کہ فورا نماز سے نکلے اولاً کپڑے کا وہ حصہ دھولے جہاں پیشاب وغیرہ لگی ہے پھر عضوتناسل کو دھوئے اور وضو کرے اور کوئی بھی فعل ایسا نہ کرے جو منافی نماز ہو پھر جہاں سے چھوٹی ہے وہیں سے شروع کردے اور ہاں جس رکن میں یعنی جس سجدہ و رکوع وغیرہ میں حدث پایا گیا اسکو دوبارہ سے ادا کرنا ضروری ہے مگر استیناف افضل ہے یعنی شروع ہی سے پڑھنا بہتر ہے جیسا کہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے مَنْ سَبَقَهُ حَدَثٌ تَوَضَّأَ وَبَنَى، كَذَا فِي الْكَنْزِ. وَالرَّجُلُ وَالْمَرْأَةُ فِي حَقِّ حُكْمِ الْبِنَاءِ سَوَاءٌ، كَذَا فِي الْمُحِيطِ. وَلَا يُعْتَدُّ بِالَّتِي أَحْدَثَ فِيهَا وَلَا بُدَّ مِنَ الْإِعَادَةِ هَكَذَا فِي الْهِدَايَةِ وَالْكَافِي وَالِاسْتِئْنَافُ أَفْضَلُ كَذَا فِي الْمُتُونِ (المجلد الاول، کتاب الصلوۃ، ص ۱۰۴ (بیروت لبنان) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ حنفی بریلوی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(وَاِذَا ضَرَبۡتُمۡ فِی الۡاَرۡضِ فَلَیۡسَ عَلَیۡکُمۡ جُنَاحٌ اَنۡ تَقۡصُرُوۡا مِنَ الصَّلٰوۃِ)

جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر اس کا گناہ نہیں کہ نماز میں قصر کرو۔ (کنزالایمان، سورۃ النساء ۱۰۱)

نماز مسافر کا بیان

۱۲؍ فتاوی

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

(قصر نماز پڑھنے کا طریقہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسافر سفر میں تنہا قصر نماز کی نیت کیسے کرے اور امام مقیم کی اقتدا میں مسافر کیسے نیت کرے اور مسافر قصر نماز گھر میں ادا کرے تو نیت کیسے کرے مکمل نیت لکھ کر ارسال فرمادیں کرم نوازی ہوگی؟

لمستفتی:۔محمد تنویر حسین رضوی کٹیہاری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نیت دل کے ارادے کا نام ہے تو اگر کسی نے دل میں ارادہ کر کے نماز پڑھ لی نماز ہوگئی مثلاً دل میں سوچا، کہ عصر کی نماز قصر پڑھنی ہے اور اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھ لی نماز ہوگئی مگر زبان سے کہہ لینا بہتر ہے اس کا طریقہ یہ ہے مثلاً ظہر کی نماز پڑھنی ہے تو کہے نیت کی میں نے دو رکعت نماز فرض قصر وقت ظہر واسطے اللہ تعالی کے منھ میرا کعبہ شریف کی طرف اللہ اکبر چاہے مسجد میں تنہا پڑھے یا گھر پر مگر یاد رہے قصر سب میں نہیں ہے صرف ظہر عصر اور عشاء کے فرض نماز میں قصر ہے بقیہ کسی میں نہیں البتہ وقت کی کمی ہو تو سنت ونوافل چھوڑنے کی اجازت ہے (عامہ کتب فقہ)

اور اگر مقیم امام کے پیچھے پڑھ رہا ہے تو مکمل پڑھنی ہوگی جیسے اقامت کی حالت میں پڑھتے ہیں۔(عامہ کتب فقہ)

اور اگر مسافر امام کے اقتداء میں نماز ادا کریں تو اس طرح نیت کریں نیت کی میں

نے دو رکعت نماز فرض قصر وقت ظہر واسطے اللہ تعالی کے پیچھے اس امام کے منھ میرا کعبہ شریف کی طرف اللہ اکبر بقیہ ہر نماز کی طرح پڑھنی صرف فرق اتنا ہے کہ دو رکعت پر سلام پھیر دینی ہے.(عامۂ کتب فقہ)

اور اگر مقیم مسافر امام کے پیچھے پڑھ رہا ہے تو اس طرح نیت کرے جس طرح ہر روز کرتا ہے مگر مسافر امام کو چاہئے کہ وہ لوگوں کو پہلے اپنا مسافر ہونا بتا دے پھر امام دو رکعت پر سلام پھیر کر فورا اطلاع کر دے کہ میں مسافر ہوں آپ لوگ اپنی اپنی نماز پڑھ لیں اور مقیم مقتدی کھڑے ہو کر بقیہ دو رکعت نماز پڑھیں مگر قیام میں سورہ فاتحہ پڑھنے کے مقدار خاموش کھڑے رہیں (نماز کی کتاب مصنف علامہ سید شاہ تراب الحق)

چونکہ اکثر لوگوں کو مسئلہ معلوم نہیں ہے اس لئے مسافر امامت نہ کرے یہی بہتر ہے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

صبغت اللہ فیضی نظامی

(مسافر چار رکعت پڑھ لے تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسافر بھول کر مقیم والی مکمل نماز ادا کرلی اب کافی دنوں بعد اسکو یاد آیا کہ اسے تو قصر پڑھنی تھی اب وہ نماز کا اعادہ کرے یا گئی نماز؟ کیا شرعی احکام ہوں گے؟

المستفتی:۔محمد وقاص عطاری فیصل آباد پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مسافر پر واجب ہے چار رکعت والی فرض نماز کو قصر کرے تو اگر کسی نے قصداً یا سہواً مکمل چار رکعت ادا کرلی تو اس کی دو صورتیں ہیں اول یہ کہ دو رکعت پر اگر قعدہ کیا ہے تو دو رکعت فرض ادا ہوئی اور دو رکعت نفل ہوئی دہرانے کی ضرورت نہیں البتہ قصداً کرنے کی وجہ سے گنہگار ہوا توبہ کرے ۔دوم، اگر دو رکعت پر قعدہ نہ کیا تو نماز نہ ہوئی پھر سے پڑھے جیسا کہ علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں مسافر پر واجب ہے کہ نماز میں قصر کرے یعنی چار رکعت والے فرض کو دو پڑھے اس کے حق میں دو ہی رکعتیں پوری نماز ہے اور قصداً چار پڑھیں اور دو پر قعدہ کیا تو فرض ادا ہو گئے اور پچھلی دو رکعتیں نفل ہوئیں مگر گنہگار و مستحق نار ہوا کہ واجب ترک کیا لہٰذا توبہ کرے اور دو رکعت پر قعدہ نہ کیا تو فرض ادا نہ ہوئے اور وہ نماز نفل ہوگئی (بہار شریعت ح ۴ ،مسافر کی نماز کا بیان)

حاصل کلام یہ ہے کہ مسافر اگر دو پر قعدہ کیا تھا نماز ہوگئی اور اگر دو رکعت پر قعدہ نہیں کیا تھا تو نماز دہرانی ہوگی۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد حنفی قادری واحدی

(مسافر کی نمازِ مغرب، مقیم امام کے پیچھے ہو گی یا نہیں؟)

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہُ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید ایک مسافر ہے اب اس نے امام صاحب کے پیچھے نماز مغرب پڑھ لی کیا زید کی نماز ہو جائے گی؟ **المستفتی**:۔شاکر علی

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں نماز ہوگئی! کیونکہ فجر،مغرب،وتر،اور سنتوں میں قصر نہیں! صرف چار رکعت والی فرض نمازوں میں قصر واجب ہے۔مسافر مقتدی اگر مقیم امام کے پیچھے نماز پڑھے تو کوئی بھی نماز ہو پوری پڑھے گا نماز بھی ہو جائے گی اور جماعت کا ثواب بھی پائے گا! لیکن تنہا یا مسافر امام کے پیچھے پڑھے تو چار رکعت والی نمازوں میں قصر کرنا لازم ہوگا۔

حدیث شریف میں ہے: ابن عمر رضی اللہ عنہما اذا صلی مع الامام صلی اربعاً و اذا صلھا وحدہ صلی رکعتین حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (سفر میں) امام کے ساتھ چار رکعت نماز پڑھتے تھے اور جب تنہا نماز پڑھتے تو دو رکعت نماز پڑھتے تھے،(صحیح مسلم مترجم صفحہ ۵۰۲ کتاب صلوٰۃ المسافرین وقصرھا)

تنبیہ:۔صلی مع الامام " سے مراد امامِ مقیم ہے نہ کہ امامِ مسافر۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

(مسافر قصر کب کرے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ میں جہاں پر تھا وہاں سے ۱۰۰ رکلو میٹر دور ہوں اسٹیشن پر تو یہاں پر نماز کیسے پڑھوں؟ قصر کروں کہ نہیں؟ اور گھر پہونچ کر کس طرح پڑھوں جب کہ گھر پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ ہے؟ **المستفتی:** ۔محمد سرفراز قادری ایم پی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

آپ پر قصر واجب ہے یعنی ظہر، عصر، عشاء کی چار رکعت والی فرض نماز کو دو پڑھیں کیونکہ مسافر کے حق میں دو ہی رکعت پوری نماز ہے اگر قصداً چار رکعت پڑھے تو گناہ گار و مستحق نار ہونگے۔

(ماخوذ بہار شریعت مسافر کا بیان)

جب مسافر اپنی بستی میں پہونچ جائے تو وہ مسافر نہ رہا اب پوری نماز پڑھے اگر چہ پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کا ارادہ ہو۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خاں امجدی

(کیا عورت میکے میں قصر کرے گی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ لڑکی شادی کے بعد وہ اپنے میکے آئی جو ۱۰۰ رسوکلو میٹر دور ہے یہاں اس پر نماز قصر ہوگی یا پوری اگر وہ پندرہ دن سے کم رکتی ہے جواب دیکر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اجر عظیم کے مستحق ہوں۔

المستفتی:۔فقیر قادری محمد مشیر خان رضوی ساکن فیروزآباد یوپی انڈیا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر شادی کے بعد مکمل طریقے سے سسرال رہنے لگی تو میکے آنے کے بعد وہ نماز قصر ادا کرے گی جب تک پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کرلے اور اگر سسرال مکمل طریقے سے نہیں رہتی تھی عارضی طور پر جاتی تھی تو میکے آنے کے بعد پوری نماز پڑھے گی جیسا کہ علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں عورت بیاہ کر سسرال گئی اور یہیں رہنے سہنے لگے تو میکا اس کے لیے وطن اصلی نہ رہا یعنی اگر سسرال تین منزل پر ہے وہاں سے میکے آئی اور پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کی تو قصر پڑھے اور اگر میکے رہنا نہیں چھوڑا بلکہ سسرال عارضی طور پر گئی تو میکے آتے ہی سفر ختم ہوگیا نماز پوری پڑھے۔(بہار شریعت ح ۴)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(مسافر نماز قصر نہ کرے تو کیا حکم ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ شرعی مسافر بھول کر چار رکعت نماز ادا کرلیا اب کافی دنوں بعد اسکو یاد آیا کہ اس کو تو قصر پڑھنی تھی اب وہ نماز کا اعادہ کرے؟ یا قضا پڑھے؟ بینوا توجروا **المستفتی**:۔محمد وقاص عطاری فیصل آباد پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اعادہ کرنا اور قضا پڑھنا ایک ہی بات ہے، مسافر پر واجب ہے کہ چار رکعت والی فرض نماز کو قصر کرے تو اگر کسی نے قصدا یا سہوا مکمل چار رکعت ادا کرلی تو اس کی دو صورتیں ہیں اول یہ کہ دو رکعت پر اگر قعدہ کیا ہے تو دو رکعت فرض ادا ہوئی اور دو رکعت نفل ہوئی دہرانے کی ضرورت نہیں البتہ قصدا کرنے کی وجہ سے گنہگار ہوا توبہ کرے۔دوم اگر دو رکعت پر قعدہ نہ کیا تو نماز نہ ہوئی پھر سے پڑھے جیسا کہ علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں ”مسافر پر واجب ہے کہ نماز میں قصر کرے یعنی چار رکعت والے فرض کو دو پڑھے اس کے حق میں دو ہی رکعتیں پوری نماز ہے اور قصدا چار پڑھیں اور دو پر قعدہ کیا تو فرض ادا ہو گئے اور پچھلی دو رکعتیں نفل ہوئیں مگر گنہگار و مستحق نار ہوا کہ واجب ترک کیا لہذا توبہ کرے اور دو رکعت پر قعدہ نہ کیا تو فرض ادا نہ ہوئے اور وہ نماز نفل ہوگئی۔(بہار شریعت ح ۴ ر مسافر کی نماز کا بیان)

حاصل کلام یہ ہے کہ مسافر اگر دو پر قعدہ کیا تھا نماز ہوگئی اور اگر دو رکعت پر قعدہ نہیں کیا تھا تو نماز دہرانی ہوگی۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(دو گھر کے بیچ ۹۲ ر کلو میٹر کا فاصلہ ہو تو کیا زید مسافر کہلائے گا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید اپنے پریوار والوں کے ساتھ سیتا پور رہتا تھا اور بریلی میں رہ کر پڑھائی کرتا تھا اور اب اس وقت زید اپنے پریوار والوں کے ساتھ دہلی میں رہتا ہے اور بریلی میں رہ کر پڑھائی کرتا ہے یعنی اس کا گھر سیتا پور میں بھی ہے اور دہلی میں بھی تو جب زید بریلی سے سیتا پور جائے گا یا دہلی جائے گا تو وہ دونوں جگہیں مقیم کہلائے گا یا صرف ایک جگہ یا اس پر مسافر کے کیا احکام جاری ہونگے؟ تفصیل کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ **المستفتی:** محمد ہاشم غلام ازہری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جب زید بریلی سے سیتا پور اور دہلی جائے گا تو مقیم ہو جائے گا اس لئے کہ سیتا پور اور دہلی دونوں وطن اصلی کے حکم میں ہے۔سوال میں یہی ظاہر ہے اور وطن اصلی میں زید مقیم ہوگا۔وہاں قصر نہیں کرے گا۔کیونکہ دونوں وطن اصلی ہیں۔اب وہ سیتا پور یا دہلی آئے گا تو مقیم ہی رہے گا۔اگر پہلی جگہ بچے موجود ہیں تو وطن اصلی ہے ورنہ پہلی جگہ وطن اصلی نہیں جیسا کہ حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان نے ارشاد فرمایا، ایک جگہ آدمی کا وطن اصلی ہے اب اس نے دوسری جگہ وطن اصلی بنایا اگر پہلی جگہ بال بچے موجود ہوں تو دونوں اصلی ہیں ورنہ پہلا اصلی نہ رہا خواہ ان دونوں جگہوں کے درمیان مسافت سفر ہو یا نہ ہو۔(بہار شریعت جلد اول حصہ چہارم صفحہ ۸۳)

لیکن اگر اپنے گھر کے لوگوں کو لے کر دوسری جگہ چلا گیا اور پہلی جگہ مکان و اسباب وغیرہ باقی ہیں تو وطن اصلی ہے۔(فتاوی عالمگیری)

جیسا کہ بہار شریعت میں ہے کہ (وطن اصلی) وہ جگہ جہاں اس کی پیدائش ہے یا اس کے گھر کے لوگ وہاں رہتے ہیں یا وہاں سکونت کر لی ہے اور یہ ارادہ ہے کہ یہاں سے نہ جائے گا (وطن اقامت) وہ جگہ ہے جہاں مسافر نے پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کا ارادہ کیا۔

(بہار شریعت جلد اول حصہ چہارم صفحہ ۸۳)

مسافر جب اپنے وطن اصلی میں پہنچ گیا تو سفر ختم ہو گیا اگرچہ اقامت کی نیت نہ کی ہو، حضور شیخ الشیوخ علامہ الشیخ علاء الدین محمد بن علی حصکفی رضی اللہ تعالی عنہ نے ارشاد فرمایا ’الوطن الاصلی موطن ولادته او تاهله اوتؤطنه‘

اور اسی عبارت کی شرح میں حضور سید الفقہاء علامہ سید محمد امین الشہیر ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ والرضوان نے ارشاد فرمایا ’’قوله اوتاهله ای تزوجه وقوله اوتؤطنه ای عزم علی القرار فيه وعدم الارتحال وان لم يتاهل‘‘(ردالمحتار جلد اول صفحہ ۵۳۲ بحوالہ فتاویٰ فیض الرسول جلد اول صفحہ ۳۹۰)

لہٰذا زید کیلئے سیتا پور اور دہلی جو وطن اصلی کے حکم میں ہے وہاں وہ مقیم ہو گیا اگر سیتا پور سے سب دہلی آگئے ہیں اور سیتا پور میں اب کچھ نہیں ہے تو سیتا پور وطن اصلی نہ رہا۔ اگر مکان و اسباب باقی ہے تو وطن اصلی ہے۔ اگر دہلی میں خود کی زمین مکان نہیں تو وہ وطن اصلی نہیں۔ جو وطن اصلی ہے وہاں قصر نہیں۔ اور جو وطن اقامت ہے وہاں وقت متعینہ کا حکم ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

العبد محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی ارشدی عفی عنہ

(کیا قصر کی قضا قصر ہی پڑھنا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قصر نماز کی قضا قصر پڑھیں گے یا پوری پڑھیں گے جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع دیں **المستفتی**:سرفراز خان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حالت سفر میں جو نمازیں قضاء ہو جائیں گھر انہیں قصر ہی پڑھنے کا حکم ہے جب کہ وہ شرعی مسافر رہا ہو یعنی کم سے کم ساڑھے بانوے کلومیٹر کے سفر کی نیت سے نکلا ہو جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے کہ ”ان الفائتة تقضى على صفة التي فاتت إلا لعذر و ضرورة فيقضى مسافر في السفر مافاته في الحضر من الفرائض الرباعي اربعا و المقيم في الاقامة مافاته في السفر منها الركعتين“ (فتاوی عالمگیری مع خانیہ ج۱ ص۱۲۱)

اور حضور صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ جو نماز جیسی فوت ہوئی اس کی قضاء ویسی ہی پڑھی جائے گی مثلاً سفر میں نماز قضاء ہوئی تو چار رکعت والی دو ہی پڑھی جائے گی اگرچہ اقامت کی حالت میں پڑھے۔(بہار شریعت ج۱ ص۷۰۳)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

کریم اللہ رضوی

(کیا عصر کے بعد قضا نماز پڑھ سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید کی نماز ظہر قضا ہے اب عصر میں اس وقت حاضر ہوا کہ جماعت کھڑی تھی زید نماز عصر جماعت کے ساتھ پوری کی اب زید نماز عصر کے بعد قضا نماز پڑھ لیا کیا عصر کے بعد قضا نماز پڑھنا درست ہے؟ جواب عنایت فرمائیں۔ **المستفتی:۔** محمد اکرم شیخ ہزاری باغ جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عصر کی نماز کے بعد قضا نماز پڑھ سکتے ہیں جیسا کہ فتاوی بریلی شریف میں ہے قضا نمازیں بعد عصر غروب آفتاب سے ۲۰/منٹ قبل پڑھنا جائز ہے، ہاں جب غروب آفتاب میں بیس منٹ رہ جائے تو قضا نماز جائز نہیں، البتہ اسی دن کی عصر جائز ہے۔

(فتاوی بریلی شریف ص ۱۵۵)

بہار شریعت میں ہے کہ قضا کے لئے کوئی وقت معین نہیں عمر میں جب بھی پڑھیگا بری الذمہ ہو جائیگا مگر طلوع وغروب اور زوال کے وقت اِن وقتوں میں نماز جائز نہیں۔(بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ ۳۸۰) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(کیا مسافروں پر بھی جماعت واجب ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا مسافروں پر بھی جماعت واجب ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں مفصل جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ **المستفتی:** رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مسافر پر جماعت سے نماز پڑھنا واجب نہیں نور الایضاح ص ۷۷، باب الامامۃ فصل اول میں ہے" یسقط حضور الجماعة بواحد من ثمانية عشر شيئا کے تحت ارادۃ سفر بھی مذکور ہے جس کا صاف وصریح مطلب یہ ہے کہ ارادۂ سفر جماعت میں حاضر ہونے کو ساقط کر دیتا ہے اور درمختار باب الامامۃ ص ۷۶ پر اس کے تحت ارادۃ سفر کا لفظ صراحتا موجود ہے جس سے ظاہر ہے کہ مسافر کا جماعت سے نماز پڑھنا واجب نہیں اور اعلی حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں: لا تجب (یعنی الجماعۃ) علی من حال بينه وبينها مطر وطين وبرد شديد اس شخص پر جماعت واجب نہیں جس کے لئے بارش، کیچڑا، ورشدید سردی رکاوٹ بن جائے۔ (فتاوی رضویہ جلد ۱۶ ص ۲۸۸)

اور اسی سے قبل فرمایا کہ یہ سب جماعت تو جماعت خود فرض جمعہ میں عذر ہیں اور حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: یونہی مسافر شہر میں آیا اور نیت اقامت نہ کی تو جمعہ فرض نہیں۔ (بہار شریعت، ح چہارم ص ۷۶۳)

اس سے ثابت ہوا کہ مسافر پر جماعت بھی واجب نہیں، کیوں کہ جب جمعہ فرض عین ہے

اوراس کی فرضیت ظہر سے زیادہ مؤکد ہے اوراس کا منکر کافر ہے جیسا کہ صراحتا مذکور ہے ۔(هی فرض) عین (یکفر جاحدها) لثوبتها بالدلیل القطعی ۔ (درمختار ص ١٠٧ کتاب الصلاۃ)
توجماعت جوفرض عین نہیں بلکہ اس سے درجہ میں کم ہےتو بدرجہ اولی ذمہ مسافر سے ساقط ہوگا۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ
محمد فرقان برکاتی امجدی

(چلتی ٹرین میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ چلتی ٹرین میں نماز پڑھنے کا شرعی حکم کیا ہے؟ رہنمائی فرمائیں حضور بہت مہربانی ہوگی

المستفتی:۔ محمد انور خان رضوی علیمی پتہ شراوستی یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک والوہاب

چلتی ہوئی ٹرین میں نفل نماز ہوسکتی ہے، لیکن فرض، واجب اور سنت فجر نہیں ہوسکتی ہے، لہٰذا جب اسٹیشن پر گاڑی ٹھہرے اُس وقت یہ نمازیں پڑھی جائیں، ہاں اگر نماز کا وقت ختم ہونے والا ہو، تو جس طرح بھی ممکن ہو، ان نمازوں کو پڑھ لیا جائے، اور پھر موقع ملنے پر لوٹا لیا جائے۔

چنانچہ امامِ اہلسنت امام احمد رضا خان حنفی متوفی ۱۳۴۰ھ لکھتے ہیں: ٹھہری ہوئی ریل میں سب نمازیں جائز ہیں اور چلتی ہوئی میں سنّتِ صبح کے سوا سب سنّت ونفل جائز ہیں مگر فرض و وتر یا صبح کی سنتیں نہیں ہوسکتیں اہتمام کرے کہ ٹھہری میں پڑھے اور دیکھے کہ وقت جاتا ہے پڑھ لے اور جب ٹھہرے پھر پھیرے۔ (فتاوی رضویہ، کتاب الصلاۃ، ۱۱۳/۵، مطبوعہ: رضافاؤنڈیشن، لاہور)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں: فرض اور واجب جیسے وتر ونذر اور ملحق بہ یعنی سنّتِ فجر چلتی ریل میں نہیں ہوسکتے اگر ریل نہ ٹھہرے اور وقت نکلتا دیکھے، پڑھ لے پھر بعدِ استقرار اعادہ کرے۔ (فتاوی رضویہ، ۱۳۶/۶ـ۱۳۷، مطبوعہ: رضافاؤنڈیشن، لاہور)

اور صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: چلتی ریل گاڑی پر بھی

فرض وواجب وسنّتِ فجر نہیں ہوسکتی، اور اس کو جہاز اور کشتی کے حکم میں تصور کرنا غلطی ہے کہ کشتی اگر ٹھہرائی بھی جائے جب بھی زمین پر نہ ٹھہرے گی اور ریل گاڑی ایسی نہیں اور کشتی پر بھی اسی وقت نماز جائز ہے جب وہ بیچ دریا میں ہو کنارہ پر ہو اور خشکی پر آسکتا ہو تو اس پر بھی جائز نہیں ہے، لہٰذا جب اسٹیشن پر گاڑی ٹھہرے اُس وقت یہ نمازیں پڑھے اور اگر دیکھے کہ وقت جاتا ہے تو جس طرح بھی ممکن ہو پڑھ لے پھر جب موقع ملے اعادہ کرے کہ جہاں من جہۃ العباد (یعنی بندوں کی طرف سے) کوئی شرط یا رکن مفقود ہو (یعنی نہ پایا گیا ہو) اُس کا یہی حکم ہے۔(بہارِ شریعت، سُنن ونوافل کا بیان، حصہ چہارم، ۶۷۳/۱، مطبوعہ: مکتبۃ المدینۃ، کراچی)

اور فقیہ اعظم ہند مفتی محمد شریف الحق امجدی حنفی متوفی ۱۴۲۰ھ لکھتے ہیں: ریل گاڑی، بس اگر پلیٹ فارم پر یا کہیں کھڑی ہے تو اس میں نماز صحیح ہے، اور اگر چل رہی ہے تو اس میں نماز درست نہیں۔ اس لیے کہ استقرار علی الارض (یعنی زمین پر ٹھہراؤ) نہیں پایا گیا۔ اگر یہ اندیشہ ہو کہ نماز قضا ہو جائے گی تو چلتی ٹرین میں نماز پڑھ لے، پھر اعادہ کرے۔ اس لئے کہ ٹرین سے اترنا بہ آسانی ممکن ہے اور اترے گا تو نماز پڑھنے کے لائق زمین ملے گی، مگر چلتی ٹرین سے اترنا ناممکن ہے، مگر یہ دشواری سماوی نہیں، خود بندوں کی طرف سے ہے، اس لیے چلتی ٹرین میں جو نمازیں پڑھیں، اُن کا اعادہ واجب ہے۔(نزھۃ القاری شرح صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، ۹۷/۲، مطبوعہ: فرید بُک اسٹال، لاہور)

اور فقیہ ملّت مفتی جلال الدین احمد امجدی حنفی متوفی ۱۴۲۲ھ لکھتے ہیں: چلتی ہوئی ٹرین میں نفل نماز پڑھنا جائز ہے مگر فرض، واجب اور سنّتِ فجر پڑھنا جائز نہیں۔ اسلئے کہ نماز کے لئے شروع سے آخر تک اتحادِ مکان اور جہتِ قبلہ شرط ہے، اور چلتی ہوئی ٹرین میں شروع نماز سے آخر تک قبلہ رخ رہنا اگرچہ بعض صورتوں میں ممکن ہے، لیکن اختتامِ نماز تک اتحادِ مکان یعنی ایک جگہ رہنا کسی طرح ممکن نہیں، اس لئے چلتی ہوئی ٹرین میں نماز پڑھنا صحیح نہیں۔ ہاں اگر نماز کے

اوقات میں نماز پڑھنے کی مقدار ٹرین کا ٹھہرنا ممکن نہ ہو، تو چلتی ہوئی ٹرین میں نماز پڑھ لے، پھر موقع ملنے پر اعادہ کرے۔ (فتاوی فیض الرسول، نماز کی شرطوں کا بیان، ۲۳۶/۱، مطبوعہ: شبیر برادرز، لاہور)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اُسامہ قادری

(مسافر کے پیچھے مقیم بقیہ دو رکعت کیسے پڑھے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسافر امام کے پیچھے مُقیم مقتدی اپنی بقیہ دو رکعتیں کیسے مکمل کرے گا؟ یعنی قیام ورکوع وقومہ وسجود وقعدہ میں کیا کچھ پڑھے گا اور کیا نہیں پڑھے گا؟

المستفتی: محمّد ارشدی پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر مسافر امام کے پیچھے مقیم مقتدی نماز پڑھ رہا ہو تو مسافر امام جب سلام پھیرے تو مقیم مقتدی کھڑا ہو جائے اور اپنی باقی دو رکعتیں پڑھ لے، ان دو رکعتوں میں قراءت بالکل نہ کرے بلکہ اتنی دیر خاموش کھڑا رہے جتنی دیر میں سورۂ فاتحہ پڑھی جاتی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ حکماً وہ امام ہی کی اقتداء میں ہوتا ہے اور امام کی اقتداء میں مقتدی پر قراءت نہیں ہے البتہ رکوع اور سجود کی تسبیحات اور تکبیراتِ انتقال کہے گا۔ طحطاوی میں ہے: "اقتدی مقیم بمسافر "صح" الاقتداء "فیھما" أی فی الوقت وفیما بعد خروجه لأنه صلی اللہ علیه وسلم صلی بأهل مکة وهو مسافر وقال: "أتموا صلاتکم فإنا قوم سفر" وقعوده فرض أقوی من الأول فی حق المقیم ویتم المقیمون منفردین بلا قراءة". (حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح باب الامامة ۱/۲۹۲ ط: دار الکتب العلمیة)

اور فتاوی شامی میں ہے: وصح اقتداء المقیم بالمسافر فی الوقت، وبعده فإذا قام المقیم إلی الإتمام لایقرأ، ولایسجد للسهو فی الأصح؛ لأنه کاللاحق (ردالمحتار

علی الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر ۲/۱۲۹)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

غلام محمد صدیقی فیضی ارشدی عفی عنہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

{یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا نُوۡدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنۡ یَّوۡمِ الۡجُمُعَةِ}

اے ایمان والو! جب نماز کے لیے جمعہ کے دن اذان دی جائے، تو ذکر خدا کی طرف دوڑو۔

(کنزالایمان، سورۃ الجمعۃ ۹)

نماز جمعہ کا بیان

۴۳؍فتاوی

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

(جمعہ فرض ہونے کے لئے کتنی شرطیں ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جمعہ فرض ہونے کے لئے کتنی شرطیں ہیں؟اورکون کون؟مفصل جواب عنایت فرمائیں **المستفتی:۔محمد ریاض منصوری**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

شرائط جمعہ چھ ہیں(۱) مصر یا فنائے مصر(۲) بادشاہ(۳) وقت ظہر(۴) خطبہ(۵) جماعت(۶)اذن عام۔

مصر یا فنائے مصر: مصر سے وہ جگہ مراد ہے جس میں متعدد کوچے اور بازار ہو اور وہ ضلع یا پرگنہ ہوکہ اس کے متعلق دیہات گنے جاتے ہو اور وہاں کوئی حاکم ہوں کہ اپنے دبدبہ وسطوت کے سبب سے مظلوم کا انصاف ظالم سے لے سکے یعنی انصاف پر پوری قوت وقدرت ہوا گرچہ ناانصافی کرتا اور بدلہ نہ لیتا ہو"فنائے مصر" سے وہ جگہ مراد ہے جو مصر کے آس پاس اس مصر کی مصلحتوں کے لئے جیسے قبرستان گھوڑ دوڑ کا میدان فوج کے رہنے کی جگہ کچہری اسٹیشن یہ چیزیں شہر سے باہر ہوں تو فنائے مصر میں ان کا شمار ہے اور وہاں جمعہ جائز ہے لہذا جمعہ یا شہر میں پڑھا جائے یا ان کی فنا میں اور گاؤں میں جائز نہیں۔

بادشاہ: اس سے مراد سلطان اسلام یا اس کا نائب جس کو سلطان نے جمعہ قائم کرنے کا حکم دیا سلطان عادل ہو یا ظالم جمعہ قائم کرسکتا ہے یونہی اگر زبردستی بادشاہ بن بیٹھا یعنی شرعاً اسکو حق امامت نہ ہومثلاً قرشی نہ ہو یا اور کوئی شرط نہ ہوتو یہ بھی جمعہ قائم کرسکتا ہے۔

وقت: وقت جمعہ وقت ظہر ہے یعنی جو وقت ظہر کا ہے اس وقت کے اندر جمعہ ہونا چاہئے تو اگر جمعہ کی نماز میں اگر چہ تشہد کے بعد عصر کا وقت آگیا تو جمعہ باطل ہوگیا ظہر کی قضا پڑھیں۔

خطبہ: جمعہ کے خطبہ میں شرط یہ ہے کہ وقت میں ہو اور نماز سے پہلے ہو اور ایسی جماعت کے سامنے ہو تو جمعہ کے لئے ضروری ہے یعنی کم سے کم خطیب کے سوا تین مرد ہو اور اتنی آواز سے ہو کہ پاس والے سن سکیں اگر کوئی امر مانع نہ ہو۔

جماعت: یعنی امام کے علاوہ کم سے کم تین مرد ہونے چاہئے ورنہ جمعہ نہ ہوگا۔

اذن عام: اس کا مطلب یہ ہے کہ مسجد کا دروازہ کھول دیا جائے تا کہ جس مسلمان کا جی چاہے آئے کسی کی روک ٹوک نہ ہو۔(عامۂ کتب فقہ) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

(فجر کی نماز نہ پڑھنے والے جمعہ کی نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو فجر کی نماز نہیں پڑھتے ان کی جمعہ کی نماز نہیں ہوتی ہے قرآن وحدیث کے حوالے سے جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی:۔ اشتیاق احمد خان نگڑی پونہ مہاراشٹر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جو صاحب ترتیب نہیں ہے یعنی جس کے ذمہ پانچ نمازوں سے زیادہ قضا جمع ہوگئی ہوں اس کی نماز ہو جائے گی اگرچہ ادا کرتے کرتے اب کم باقی ہوں، اور اگر صاحب ترتیب ہے تو جب تک صبح کی نماز نہ پڑھ لے جمعہ نہ ہوگا۔(فتاوی رضویہ جلد ۸ ص ۲۷)

ہاں اگر صاحب ترتیب تھا لیکن اسے یاد نہ رہا اور جمعہ پڑھ لیا تو نماز ہوگئی دہرانا ضروری نہیں جیسا کہ بہار شریعت میں ہے کہ: اگر بھولنے یا تنگی وقت کے سبب ترتیب ساقط ہوگئی تو وہ بھی عود نہ کرے گی مثلاً بھول کر نماز پڑھ لی اب یاد آیا تو نماز کا اعادہ نہیں اگرچہ وقت میں بہت کچھ گنجائش ہو۔(ج ۴ ص ۵۵) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(دیہات میں جمعہ کیوں جائز نہیں ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ دیہات میں جمعہ جائز کیوں نہیں ہے؟ اس پر کوئی حدیث شریف پیش فرمائیں۔ **المستفتی:۔** حکیم صبغت اللہ فیضی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

کیونکہ وہ گاؤں ہے شہر نہیں حدیث شریف میں ہے: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم خمسۃ لا جمعۃ علیھم المراۃ والمسافر والعبد الصبی واھل البادیۃ یعنی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ لوگوں پر جمعہ (واجب) نہیں، عورت، مسافر، غلام، بچے اور گاؤں والے پر۔ (طبرانی شریف ۴۲)

دوسری حدیث میں ہے: لا جمعۃ ولا تشریق الا فی مصر جامع یعنی، جمعہ اور تشریق نہیں ہے مگر شہر میں۔ (بیہقی شریف کتاب الجمعۃ ۱۶۹)

ائمہ احناف نے ان احادیث کریمہ کی روشنی میں فرمایا کہ دیہات میں نماز جمعہ جائز نہیں ہے۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب

نوٹ:۔ مزید معلومات کے لئے دیکھیں بہار شریعت ح ۴/ جمعہ کا بیان۔

کتبہ

فقیر محمد علی قادری واحدی

(جمعہ کے دن صف اول کے لئے گردن پھلانگنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید جمعہ کے دن آخیر میں آتا ہے اور سب سے اگلی صف میں نمازیوں کو پھلانگ کر اگلی صف میں جانا چاہتا ہے کیا ایسا کرنا درست ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرما کر مشکور فرمائیں **المستفتی:** محمد خلیل ادریسی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جمعہ کے دن جلد سے جلد مسجد میں آنا چاہئے کیوں کہ حدیث شریف میں ہے کہ جو سب سے پہلے مسجد میں آتا ہے اسے اللہ کی راہ میں اونٹ صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے،،اور جگہ بھی اگلی صف میں دستیاب ہوتی ہے اور جو آخر میں آتا ہے اسے انڈا صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے،اور جگہ بھی سب سے اخیر میں ملتی ہے پھر وہ اگلی صف میں آنے کے لئے لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہے حالانکہ گردن پھلانگنے سے سخت منع کیا گیا ہے حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ حدیث پاک نقل فرماتے ہیں جس نے جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگیں اس نے جہنم کی طرف پل بنایا اس حدیث کو ترمذی و ابن ماجہ معاذ بن انس جہنی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اور تمام اہل علم کے نزدیک اسی پر عمل ہے احمد و ابوداود ونسائی عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی،کہ ایک شخص لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے آئے اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) خطبہ فرما رہے تھے ارشاد فرمایا: بیٹھ جا! تو نے ایذا پہنچائی ۔(بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ ۷۶۱ / ۷۶۲ / دعوت اسلامی)

نیز فرماتے ہیں امام سے قریب ہونا افضل ہے مگر یہ جائز نہیں کہ امام سے قریب ہونے کے لئے لوگوں کی گردنیں پھلانگے، البتہ اگر امام ابھی خطبہ کو نہیں گیا ہے اور آگے جگہ باقی ہے تو آگے جا سکتا ہے اور خطبہ شروع ہونے کے بعد مسجد میں آیا تو مسجد کے کنارے ہی بیٹھ جائے۔

(بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ ۷۶۸) /دعوت اسلامی)

اور سیدی سرکار اعلی حضرت رضی اللہ تعالی عنہ حدیث پاک نقل فرماتے ہیں من تخطی رقاب الناس یوم الجمعة اتخذ جسرا الی جهنم. رواه احمد والترمذی وابن ماجة عن معاذ بن انس رضی الله تعالی عنه جس نے جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگیں اس نے جہنم تک پہنچنے کا اپنے لئے پل بنالیا (امام احمد اور جامع ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت معاذ بن انس رضی اللہ تعالی عنہ سے اس کو روایت کیا۔ (فتاوی رضویہ شریف جلد ۲۳/صفحہ ۴۰۲/دعوت اسلامی)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جو شخص مسجد میں تاخیر سے جائے اسے چاہئے کہ جہاں جگہ دستیاب ہو وہیں بیٹھ جائے اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے آگے نہ جائے یہی محمود ہے حالانکہ نماز کے لئے اول صف افضل ہے مگر گردن پھلانگنا باعث عذاب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد فرقان برکاتی امجدی

(جس مسجد میں جمعہ نا ہو وہاں ظہر کی جماعت کرنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ شہر میں ایک مسجد ہے جس میں جمعہ کی نماز نہیں ہوتی ہے تو کیا اس مسجد میں جمعہ کے دن ظہر کی نماز اذان و اقامت کے ساتھ قائم ہو سکتی ہے اور کثیر جماعت کی حد کیا ہے جلد از جلد جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع دیں

المستفتی: محمد شاہ نواز حسین نوری کرناٹک

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جس مسجد میں جمعہ کی نماز نہیں ہوتی اس میں نیز اس میں بھی جس میں ہوتی ہے جمعہ کے روز قبل از نماز جمعہ و بعد نماز جمعہ ظہر کی نماز باجماعت اذان و اقامت کے ساتھ قائم کرنا جائز نہیں بلکہ جو لوگ رہ گئے وہ تنہا تنہا اپنی نماز ظہر ادا کریں اذان و اقامت کے ساتھ قائم نہیں کر سکتے۔جیسا کہ مرکز عقیدت سیدی اعلی حضرت رضی اللہ تعالی عنہ نے بحوالہ بحر الرائق وفتاوی ظہیریہ ارشاد فرماتے ہیں: جماعۃ فاتتھم الجمعۃ فی المصر فانھم یصلون الظھر بغیر اذان ولا اقامۃ ولا جماعۃ تصویر مسئلہ فوت جمعہ سے ہے اور وہ قول تو حد پر تو ظاہر۔و علیہ یبتنی تعلیل "الھدایۃ" لمسئلۃ المعذورین بقولہ : " لما فیہ من الاخلال بالجمعۃ اذ ھی جامعۃ للجماعات " مزید فرماتے ہیں حق یہ ہے کہ اس مسجد میں درکنار کسی دوسری مسجد میں بھی جہاں جمعہ نہ ہوتا ہو خواہ مکان یا میدان میں کسی جگہ یہ لوگ (جنہیں نماز جمعہ نہ ملی یا جنہوں نے نہ پڑھی) جمعہ نہیں پڑھ سکتے بلکہ اپنی ظہر تنہا تنہا پڑھیں۔

نیز بحوالہ ”تنویر الابصار“ و ”در مختار“ فرماتے ہیں { کرہ } تحریما {لمعذور و مسجون} و مسافر {اداء ظهر بجماعة فی مصر } قبل الجمعة و بعدها لتقليل الجماعة و صورة معارضة"

اور ”رد المحتار“ کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں "{قوله: لمعذور} و كذا غيره بالاولى" فانت تعلم انهم احوجهم الى اداء الظهر انهم لا يقدرون على اقامة الجمعة فارشدوا الى صلاتها فرادى۔(فتاوی رضویہ ج۶ ص ۲۲۹/۳۰/۳۲ مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی)۔اور رہا آپ کا جماعت کثیر کا مسئلہ تو اس کے لئے آپ الگ سے سوال بالتفصیل قائم کریں کہ آپ کس تعلق کی جماعت کثیر کے بارے میں سوال کررہے ہیں۔واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ساجد چشتی شاہجہاں پوری

(فرض جمعہ کے بعد جو سنت پڑھی جاتی وہ مؤکدہ ہے کہ غیر مؤکدہ؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو بعد نماز جمعہ چار رکعت سنت کے بعد دو رکعت سنت اور ہے وہ مؤکدہ ہے کہ غیر مؤکدہ اگر غیر مؤکدہ ہے تو اسکی وجہ کیا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں۔ **المستفتی:** ۔علاؤالدین رضا فقط السلام

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جمعہ کی نماز میں سنت ونفل ملا کر کل چودہ رکعتیں ہیں: جن میں سے چار رکعت جمعہ سے پہلے سنت مؤکدہ ہے، دو رکعت نماز جمعہ یہ فرض ہے، اس کے بعد چار رکعت طرفین (یعنی امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ) کے نزدیک اور چھ رکعت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے اور یہی قول راجح ہے، آخر میں دو رکعت نفل ہے جیسا کہ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ " عن أبي عبد الرحمٰن قال : قدم علينا ابن مسعود رضي الله ، فكان يأمرنا أن نصلي بعد الجمعة أربعاً ، فلما قدم علينا عليٌّ أمرنا أن نصلي ستًّا ، فأخذنا بقول علي، وتركنا قول عبد الله، قال : كان يصلي ركعتين، ثم أربعاً "۔(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۴،ص ۱۱۷،رقم حدیث ۵۴۱۰)

اور شرح معانی الآثار میں ہے کہ " عن علي، رضي الله عنه أنه قال : من كان مصليًا بعد الجمعة فليصل ستًّا " اھ (شرح معانی الآثار ج ۱ص ۳۳۷)

اور طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے کہ " و قال أبو يوسف : يصلي أربعاً قبل

الجمعة و ستّاً بعدها ، وفی الکرخی محمد مع أبی یوسف ۔ و فی المنظومة : مع الإمام ، ثم عند أبی یوسف یصلی أربعًا ثم اثنین " اھ (طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۲۱۳: فصل في بیان النوافل، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اور غنیہ میں ہے کہ " وعند أبی یوسف السنة بعد الجمعة ست رکعات وهو مروی عن علی رضی الله تعالى عنه و الأفضل أن یصلی أربعاً ثم رکعتین للخروج عن الخلاف " اھ (غنیة المستملی ص ۳۸۹: فصل فی النوافل/مجمع الأنہر ج ۱ص ۱۳۰، دارالکتب العلمیہ بیروت)

اور فتاوی رضویہ میں ہے کہ" جمعہ کی نماز کے دوفرض کے بعد کی سنتوں کے تعداد میں اختلاف ہے اصل مذہب میں چار رکعت سنت مؤکدہ ہیں اور احوط چھ رکعت ہیں" اھ (ماخوذ فتاوی رضویہ ج ۳ ص ۶۹۳)

اور بہار شریعت میں ہے کہ چار جمعہ سے پہلے، چار بعد یعنی جمعہ کے دن جمعہ پڑھنے والے پر چودہ رکعتیں ہیں اور علاوہ جمعہ کے باقی دنوں میں ہر روز بارہ رکعتیں ۔ افضل یہ ہے کہ جمعہ کے بعد چار پڑھے، پھر دو کہ دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے" اھ (بہار شریعت ج ۱ ص ۶۶۳: سنن ونوافل کا بیان) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

کریم اللہ رضوی

(دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھتے وقت کیا پڑھیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ خطبہ کے درمیان جو امام بیٹھتے ہیں اس میں کیا پڑھنا چاہیۓ اور کتنے مقدار تک بیٹھنا چاہیۓ؟ **المستفتی**:۔فرمان علی پالیتانہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

دونوں خطبوں کے درمیان تین آیت پڑھنے کی مقدار بیٹھنا چاہیۓ بہتر ہے کہ کچھ ذکر واذکار اور تسبیح پڑھے اور اگر خاموش رہے جب بھی کوئی حرج نہیں۔جیسا کہ فتاویٰ مرکز تربیت افتا میں ہے:خطیب کو دونوں خطبوں کے درمیان ذکر وتسبیح یا درود شریف پڑھنا چاہیۓ تو پڑھ سکتا ہے اگر کچھ نہ پڑھے تو بھی کوئی حرج نہیں مگر مقتدیوں کے لئے جائز نہیں ایسا ہی فتاویٰ امجدیہ جلد اول صفحہ نمبر/ ۲۹۹ میں ہے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہی معمول تھا کہ اکثر خاموش رہتے اور کبھی اخلاص یا درود شریف پڑھ لیتے۔جیسا کہ فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ نمبر/ ۷۶۵ میں ہے۔(فتاویٰ مرکز تربیت افتاء جلد اوّل صفحہ نمبر/ ۳۰۸/ ۳۰۹) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد الطاف حسین قادری عفی عنہ

(کیا جمعہ کی نماز کے لئے فجر پڑھنا شرط ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا جمعہ کی نماز کے لئے فجر کی نماز شرط ہے اگر کسی نے اسکی قضاء نہیں پڑھی تو کیا جمعہ کی نماز مکمل نہیں ہوگی؟ بحوالہ کتب جواب عنایت فرمائیں۔ **المستفتی:** عیان رضا رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر صاحب ترتیب یعنی وہ شخص جس کی زندگی میں پانچ یا اس سے کم نمازیں قضاء ہوئی ہوں تو ایسے شخص کے لئے فقہائے کرام نے جمعہ کے حوالے سے یہ مسئلہ بیان فرمایا ہے کہ اگر اس دن فجر کی نماز اس سے رہ جائے تو وہ اسے ادا کئے بغیر جمعہ نہیں پڑھ سکتا۔

مسئلے کی مکمل تفصیل بہارِ شریعت میں یوں ہے: جمعہ کے دن فجر کی نماز قضا ہوگئی اگر فجر پڑھ کر جمعہ میں شریک ہوسکتا ہے تو فرض ہے کہ پہلے فجر پڑھے اگرچہ خطبہ ہوتا ہو اور اگر جمعہ نہ ملے گا مگر ظہر کا وقت باقی رہے گا جب بھی فجر پڑھ کر ظہر پڑھے اور اگر ایسا ہے کہ فجر پڑھنے میں جمعہ بھی جاتا رہے گا اور جمعہ کے ساتھ وقت بھی ختم ہو جائے گا تو جمعہ پڑھ لے پھر فجر پڑھے اس صورت میں ترتیب ساقط ہے۔ (بہارِ شریعت، حصّہ ۴)

فی الدر المختار: الترتیب بین الفروض الخمسۃ والوتر اداء وقضاء لازم.وقال الشامی علیہ رحمۃ الباری: دخل فیہ الجمعۃ فان الترتیب بینہما وبین سائر الصلوات لازم فلو تذکر انہ لم یصل الفجر یصلیہا ولو کان

الامام یخطب۔ (فتاوی شامی، ۲/۴۵۷)

یعنی، فرض نمازوں اور وتر کے درمیان ادا اور قضاء دونوں ہی صورتوں میں ترتیب لازم ہے۔ (اس عبارت کے تحت علامہ شامی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ:) اس میں جمعہ داخل ہے کیونکہ اس کے اور دیگر نمازوں کے مابین ترتیب لازم ہے۔ لہٰذا اگر صاحب ترتیب نے فجر نہ پڑھی تو پہلے اسے ادا کرے گا اگر چہ امام خطبہ دے رہا ہو۔ (انوار الفتاویٰ ص ۲۲۱، ۲۲۲، مطبوعہ: فرید بک اسٹال، لاہور)

اور جو صاحبِ ترتیب نہ ہو وہ نمازِ جمعہ کے بعد بھی فجر کی قضاء کر سکتا ہے اور اُس کا جمعہ بھی ادا ہو جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد اُسامہ قادری

(جمعہ کا خطبہ خاموشی سے سننے پر کتنا ثواب ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو شخص جمعہ کا خطبہ خاموشی سے سنے گا اس کو دو رکعت کا ثواب ملے گا اس طرح کوئی حدیث ہے کیا رہنمائی فرمائیں

المستفتی:۔سلمان رضا پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں خطبہ جمعہ کے شروع ہوتے ہی دوزانوں نماز کے قعدہ کی طرح بیٹھنا سنت ہے ۔(الفتاوی الھندیۃ کتاب الصلوۃ الباب السادس عشر فی صلاۃ الجمعۃ ج ۱/ صفحہ ۱۴۷/ماخوذ از بہار شریعت حصہ ۴/ص ۷۶۸/ناشر مکتبۃ المدینۃ دہلی)

بزرگان دین فرماتے ہیں دوران خطبہ دوزانوں بیٹھے پہلے خطبے میں ہاتھ باندھے اور دوسرے خطبے میں ہاتھوں کو رانوں پر رکھے ہیں ان شاء اللہ دو رکعات کا ثواب ملے گا کیوں کہ خطبہ فرض ظہر دو رکعتوں کے قائم مقام ہے ۔(مرأۃ المناجیح جلد دوم ص ۳۳۰) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبید اللہ رضوی بریلوی

(کرونا کے ڈر سے نماز جمعہ سے منع کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کرونا کے ڈر سے مسجد سے منع کرنا کیسا ہے؟ جیسا کہ کل بروز جمعہ ہمارے شہر ممبئی میں نماز جمعہ سے منع کر دیا گیا ہے کیا یہ درست ہے؟

المستفتی:۔ عبدالرحمن واحدی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اللہ تعالیٰ جل شانہ قرآن مجید وفرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے ''یآیہا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول'' یعنی اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔(جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم)

اللہ ورسول (جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کیا ہے ملاحظہ کریں ارشاد باری تعالیٰ ہے ''یٰاَیُّهَا الَّذِینَ اٰمَنُوا اذکُرُوا نِعمَتَ اللهِ عَلَیکُم اِذ هَمَّ قَومٌ اَن یَّبسُطُوٓا اِلَیکُم اَیدِیَهُم فَکَفَّ اَیدِیَهُم عَنکُم وَاتَّقُوا اللهَ وَعَلَی اللهِ فَلیَتَوَکَّلِ المُؤمِنُونَ'' اے ایمان والو! اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب ایک قوم نے چاہا کہ تم پر دست درازی کریں تو اس نے ان کے ہاتھ تم پر سے روک دیئے اور اللہ سے ڈرو اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہئے۔(کنزالایمان،سورۃ نمبر ۵ / المائدۃ آیت نمبر ۱۱)

نیز فرماتا ہے''قُل لَّن یُّصِیبَنَا اِلَّا مَا کَتَبَ اللهُ لَنَا هُوَ مَولٰنَا وَعَلَی اللهِ فَلیَتَوَکَّلِ المُؤمِنُونَ'' تم فرماؤ ہمیں نہ پہنچے گا مگر جو اللہ نے ہمارے لئے لکھ دیا وہ ہمارا مولیٰ

ہے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہئے ۔(کنزلایمان،سورۃ نمبر ۹/التوبۃ آیت نمبر ۵۱)

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطِّيَرَةُ شِرْكٌ وَمَا مِنَّا إِلَّا وَلَكِنَّ اللّٰهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ'' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بدشگونی شرک ہے اور ہم میں سے جسے بھی بدشگونی کا خیال آئے تو اللہ تعالی پر توکل کی وجہ سے یہ خیال دور کردے گا۔

(سنن ابن ماجہ کتاب طب حدیث نمبر ۳۵۳۸)

یعنی اللہ کے او پر بھروسہ کرنے سے یہ وہم جاتا رہے گا، انسان کو چاہئے کہ اگر ایسا وہم کبھی دل میں آئے، تو اس کو بیان نہ کرے، اور منھ سے نہ نکالے، اور اللہ پر بھروسہ کرے۔

مسلمانوں کو چاہئے کہ اللہ کی ذات پر توکل (بھروسہ) کریں اور وہم بدگمانی سے پرہیز کریں یہی ہمیں قرآن واحادیث سے سبق ملا ہے حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مجذوم کا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنے ساتھ کھانے کے برتن میں رکھا اور فرمایا' كُلْ ثِقَةً بِاللّٰهِ وَتَوَكُّلًا عَلَيْهِ'' یعنی اللہ پر اعتماد و بھروسہ اور توکل کرتے ہوئے کھاؤ۔(سنن ترمذی حدیث نمبر ۱۸۱۷/سنن ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۵۴۲/مشکوۃ فال اور بدفالی کا بیان حدیث نمبر ۴۵۸۵)

جراثیم سے ضرور بیماریاں پھیلتی ہیں مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ نماز کے لئے مسجد سے روکا جائے افسوس صد افسوس کہ نماز جمعہ سے روکا جارہا ہے جو ایک اہم فریضہ تھا ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا صرف مسجد ہی میں کرونا وائرس ہے یا مارکیٹ، بازار، دکان وغیرہ میں بھی ہے؟ جمعہ کے لئے مسجد بند کردی گئی تو کیا لوگ اپنی اپنی دکانیں بھی بند کئے؟ کیا مارکیٹ، بازار بھی بند ہوئے؟ تو یہی جواب ہوگا کہ ہرگز نہیں بند ہوئے تو پھر مسجد کیوں بند کیا جارہا ہے، مسلمانوں کا ایمان اتنا کمزور ہوگیا ہے کہ اللہ کی ذات سے توکل ختم ہوگیا، کیا یقین کامل ہے کہ جمعہ کی نماز پڑھنے سے کرونا ہوجائے گا؟ اگر نہیں تو کیوں نماز جمعہ سے محروم کیا جارہا ہے؟ کیوں اس نعمت عظمی سے محروم کیا جارہا ہے؟ نماز

جمعہ سے روکنا مصیبت سے بچنا نہیں بلکہ مصیبت و بلا کو خود دعوت دینا ہے مسلمانوں کو چاہئے کہ اللہ کی ذات پر توکل کریں نماز ادا کر کے اپنے رب سے دعا کریں روئیں گڑگڑائیں اپنے رب کو راضی کریں ''فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ(۷)وَاِلٰی رَبِّكَ فَارْغَبْ(۸) تو جب تم نماز سے فارغ ہو تو دعا میں محنت کرو اور اپنے رب ہی کی طرف رغبت کرو۔(الم نشرح آیت ۷،۸)

دعاء ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور قرآن واحادیث پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین یا رب العلمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وبارك وسلم

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

نوٹ:۔ یہ فتوی اس وقت کا ہے جب حکومت کی طرف سے پابندی نہیں لگی تھی یعنی کچھ حضرات خوف کی وجہ سے نماز جمعہ سے منع کر رہے تھے۔

(جمعہ پڑھنے سے پہلے سفر کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید جمعہ کے دن شرعی سفر کے لئے نکلا تو تنہا ظہر پڑھ کر سفر کیا جبکہ وقت بھی شروع ہو چکا تھا اور اس کے پاس وقت بھی تھا کہ جمعہ پڑھ کر سفر کے لئے نکلے تو زید کا ایسا کرنا کیسا ہے؟ اور نماز ظہر جو اس نے پڑھی اس کے لئے کیا حکم ہوگا؟ جمعہ چھوڑنے کا گناہ ہوگا یا نہیں؟ **المستفتی:۔**محمد وقاص عطاری فیصل آباد پاکستان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جمعہ کی نماز فرض ہے اس کی فرضیت ظہر سے زیادہ مؤکد ہے اور جمعہ کے لئے جماعت شرط ہے جب نماز جمعہ کا وقت شروع ہو چکا تھا تو زید کو چاہئے تھا کہ نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد سفر کرے ہاں اگر ترک جماعت کے اعذار پائے جاتے مثلاً قافلہ یا گاڑی وغیرہ کے چلے جانے کا اندیشہ ہوتا یا اور کوئی عذر ہوتا تو ظہر پڑھ کر جا سکتا تھا لیکن سوال سے ظاہر ہے کہ زید نماز جمعہ پڑھ کر جا سکتا تھا مگر بغیر ادا کئے سفر پر گیا اس لئے گنہگار ہوا توبہ کرے۔(ماخوذ از بہار شریعت)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(کیا الوداع کی نماز جامع مسجد میں پڑھنا چاہیئے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ بعض لوگ الوداع کی نماز اپنی مسجد کو چھوڑ کر جامع مسجد یا شہر کی مسجد میں جا کر پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جتنا دور جا کر پڑھیں گے اتنا ہی زیادہ ثواب ملے گا کیا یہ درست ہے؟ بینوا تو جروا **المستفتی:۔محمد شمیم نیپالی**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

یہ بالکل غلط ہے وہ لوگ نادان ہیں جو اپنی مسجدوں کو چھوڑ کر دوسری مسجد میں جا کر نماز پڑھتے ہیں کاش کے وہ لوگ علمائے کرام سے قریب ہوتے اور علم حاصل کرتے۔اصل مسئلہ یہ ہے کہ تین مسجد کے سوا نماز کے لئے سفر کرنا جائز نہیں اول مسجد حرام دوم مسجد نبوی سوم مسجد اقصی۔جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ”عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ، الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَسْجِدِ الْأَقْصَى“ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین مسجدوں کے سوا کسی کے لئے کجاوے نہ باندھے جائیں۔(یعنی نماز کے لئے سفر نہ کیا جائے) ایک مسجد الحرام، دوسری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد (مسجد نبوی) اور تیسری مسجد الاقصیٰ یعنی بیت المقدس۔(بخاری رقم الحدیث ۱۱۸۹)

اور علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مسجد محلہ میں نماز پڑھنا، اگرچہ جماعت قلیل ہو مسجد جامع سے افضل ہے، اگرچہ وہاں بڑی جماعت ہو، بلکہ اگر مسجد محلہ میں جماعت نہ ہوئی ہو تو

تنہا جائے اور اذان و اقامت کہے، نماز پڑھے، وہ مسجد جامع کی جماعت سے افضل ہے۔

نیز فرماتے ہیں کہ جب چند مسجدیں برابر ہوں تو وہ مسجد اختیار کرے، جس کا امام زیادہ علم و صلاح والا ہو اور اگر اس میں برابر ہوں تو جو زیادہ قدیم ہو اور بعضوں نے کہا جو زیادہ قریب ہو اور زیادہ راجح یہی معلوم ہوتا ہے۔ (بہار شریعت ح ۳/ احکام مسجد کا بیان)

یاد رہے چاہے جمعہ کی نماز ہو یا الوداع کی نماز ہو یا عیدین کی نماز ہو اس کے لئے سفر کر کے جانا جائز نہیں، بلکہ افضل ہے کہ اپنی مسجد یا اپنی عیدگاہ میں نماز ادا کرے جیسا کہ بہار شریعت کی عبارت سے ظاہر ہے ہاں اگر وہ دیہات میں ہے جہاں عیدین و جمعہ کی نماز فرض و واجب نہیں ہے اور جامع مسجد شہر میں ہے جہاں جمعہ فرض ہے تو جا سکتے ہیں کوئی حرج نہیں بلکہ بہتر ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(ایک گاؤں میں دو مسجدیں ہوں تو جمعہ کس میں ادا کریں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک گاؤں میں دو مسجدیں ہیں ایک پرانی اور ایک نئی تو جمعہ کس مسجد میں ادا کریں؟ بینوا توجروا **المستفتی:۔**عبداللہ قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

دیہات میں جمعہ وعیدین کی نماز جائز نہیں مگر حکم شرع یہ ہے کہ جہاں قائم ہے وہاں منع نہ کیا جائے اور جہاں قائم نہ ہو وہاں قائم نہ کیا جائے جیسا کہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ خود نہ پڑھیں گے حکم پوچھا جائے گا تو فتوی یہ دیں گے جہاں نہیں ہوتے قائم نہ کریں گے باایں ہمہ اگر عوام پڑھتے ہوں منع نہ کریں گے۔(فتاوی رضویہ جلد ۸ ص ۴۳۹ دعوت اسلامی)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جہاں پہلے سے قائم ہے منع نہ کریں گے اور جہاں قائم نہیں ہے اس مسجد میں جمعہ ادا کرنے کا حکم نہ دیں گے، صرف پنجوقتی نماز ادا کی جائے۔واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کیا جیل میں جمعہ پڑھ سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ پانچ شخصوں کو جیل میں قید کر دیا گیا اور جمعہ کا دن تھا اور ان پانچوں پر جمعہ فرض تھا اور ان میں کا ایک امامت کے لائق بھی ہے تو کیا جیل کے اندر ظہر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھیں یا فرداً فرداً؟ **المستفتی:۔عبداللہ**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

قیدی پر جمعہ فرض نہیں ہے بلکہ وہ ظہر پڑھیں،حضور صدرالشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ قید میں نہ ہونا مگر جبکہ کسی دین کی وجہ سے قید کیا گیا اور مالدار ہے یعنی ادا کرنے پر قادر ہے تو اس پر فرض ہے،اور آگے فرماتے ہیں کہ مریض یا مسافر یا قیدی یا کوئی اور جس پر جمعہ فرض نہیں ان لوگوں کو بھی جمعہ کے دن شہر میں جماعت کے ساتھ ظہر پڑھنا مکروہ تحریمی ہے خواہ وہ جمعہ ہونے سے پیشتر جماعت قائم کریں یا بعد میں یوں ہی جنہیں جمعہ نہ ملا وہ بھی بغیر اذان واقامت ظہر کی نماز تنہا تنہا پڑھیں جماعت ان کے لئے بھی ممنوع ہے۔(بہار شریعت جلد اول حصہ چہارم صفحہ نمبر ۸۹/۹۰)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد الطاف حسین قادری

(عصا لیکر خطبہ پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جمعۃ المبارک کا خطبہ دیتے ہوئے عصا بغل میں رکھنا کیسا ہے؟ **المستفتی**:۔شعیب رضا خان قادری نقشبندی بالاپور ضلع آکولہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضور فقیہ ملت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ عصا لے کر خطبہ پڑھنے کے بارے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے اور اختلاف علماء سے بچنا ہی اولی ہے۔

سیدنا اعلی حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ خطبہ میں عصا ہاتھ میں لینا بعض علماء کے نزدیک سنت لکھا بعض نے مکروہ اور ظاہر ہے کہ اگر سنت بھی ہوئی تو کوئی سنت مؤکدہ نہیں تو بنظر اختلاف اس سے بچنا ہی بہتر ہے۔مگر جب کوئی عذر ہو" وتلك لان الفعل اذا تردد بین السنۃ والکراھۃ کان ترکہ اولی"(فتاوی رضویہ جلد سوم صفحہ نمبر ۶۸۴، فتاوی فقیہ ملت جلد اول صفحہ نمبر ۲۴۷)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد الطاف حسین قادری

(دیہات میں جمعہ کے بعد ظہر جماعت سے پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا ظہر کی نماز جماعت سے پڑھنا واجب ہے یا نہیں؟ **المستفتی:۔محمد سعید رضوی**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

گاؤں میں اگر جمعہ کے نام پر نماز پڑھی گئی تو اس سے ظہر کی نماز ساقط نہیں ہوگی لہٰذا گاؤں میں جمعہ کے دن بھی ظہر کی نماز پڑھنا فرض ہے اور جماعت کے ساتھ پڑھنا واجب ہے اس کے لئے تکبیر بھی کہی جائے گی جمعہ کی نماز پڑھنے کے بعد ظہر کی نماز جماعت سے پڑھنا لوگوں پر واجب ہے کیونکہ جماعت واجب اور واجب کا مسلسل ترک گناہ کبیرہ ہے اس لئے باجماعت ظہر کی نماز پڑھنا واجب ہے اور فرداً فرداً پڑھیں گے تو ترک جماعت کی وجہ سے وہ گنہگار ہوں گے۔(فتاوی فقیہ ملت جلد اول صفحہ نمبر ۲۴۲)

ردالمختار میں ”لوصلوا فی القری لزمھم أداء الظھر“ اسی میں ہے”وفی المعراج عن المجتبی من لا تجب علیھم الجمعۃ لبعد الموضع صلوا الظھر بجماعۃ“(جلد سوم صفحہ نمبر ۳۳)

نیز شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف میں علمائے کرام ومفتیان عظام نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ دیہاتوں میں بعد جمعہ نماز ظہر باجماعت پڑھنا واجب ہے۔

(فتاوی مصدقات محدث کبیر صفحہ نمبر ۳۸)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد الطاف حسین قادری

(خطبہ کے لئے کس زینہ پر بیٹھنا چاہئے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جمعہ میں جو خطبہ دیا جاتا ہے منبر پر سے تو خطبہ اولی کے بعد جو امام لوگ بیٹھتے ہیں تو کیا اوپر والے زینہ پر بیٹھ سکتے ہیں؟ اور دوسرا سوال ہے کے پہلے زینہ پر خطبہ دینا افضل ہے یا پھر دوسرے زینہ پر افضل ہے؟ جواب عنایت فرمائیں،نوازش ہوگی۔ **المستفتی**:۔وسیم الدین اصدق دھنباد جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

منبر کی کسی بھی سیڑھی پر بیٹھنا جائز ہے،مگر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورخلافت سے مسلمانوں کا یہ معمول ہے کہ منبر کی (اوپر سے) پہلی سیڑھی پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا جاتا ہے،اگر مجمع زیادہ ہو اور آواز دور تک پہنچانی مقصود ہو تو سب سے اوپر والی سیڑھی پر بھی کھڑے ہونے میں حرج نہیں۔(وقار الفتاوی جلد ۲ صفحہ ۱۶۵)

اور امام اہل سنت سیدی اعلحضرت امام احمد رضا خان قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم درجہ بالا پر خطبہ فرمایا کرتے،صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے دوسرے پر پڑھا، فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے تیسرے پر،جب زمانہ ذوالنورین رضی اللہ تعالی عنہ کا آیا پھر اول پر خطبہ فرمایا سبب پوچھا گیا فرمایا: اگر دوسرے پر پڑھتا لوگ گمان کرتے کہ میں صدیق کا ہمسر ہوں اور تیسرے پر تو وہم ہوتا کہ فاروق کے برابر ہوں لہذا وہاں پڑھا جہاں یہ احتمال متصور ہی نہیں اصل سنت اول درجہ پر قیام ہے۔(فتاوی رضویہ جلد ۳ صفحہ ۷۰۰ رضا اکیڈمی ممبئی) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری

(جہاں فجر کی نماز نہ ہوتی ہو وہاں جمعہ پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ شہر سے متصل ایک مسجد میں چار وقت اذان ونماز باجماعت ہوتی ہے مگر فجر میں نہ اذان ہوتی ہے اور نہ نماز اب ایسی مسجد میں نماز جمعہ پڑھنے میں کوئی حرج ہے کہ نہیں؟ **المستفتی:** محمد چاند علی نوری بہرائچ شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز جمعہ اس مسجد میں بھی درست ہے، جمعہ صحیح ہونے کے لئے کتب شریعت میں جو شرائط بیان کئے گئے ہیں ان میں یہ شرط نہیں اور کسی مذہب میں نہیں کہ اس مسجد میں فجر کی نماز بھی ہوتی ہو، جہاں جمعہ صحیح ہے وہاں ضرورت ہو تو کشادہ میدان میں بھی جمعہ کی نماز پڑھی جا سکتی ہے اگر چہ وہاں بھی فجر کی، یا کوئی بھی نماز نہ پڑھی گئی ہو، ہاں جو بھی مسجد محلہ میں ہو اس کو آباد کرنا اہل محلہ پر لازم ہے کہ فجر کی نماز یا دیگر اوقات کی نماز اس میں ضرور پڑھیں تاکہ مسجد آباد رہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے"اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ "۔ اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے۔(التوبۃ ۹ آیت ۱۸،سراج الفقہا کی دینی مجالس،ص ۷۱)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معراج احمد قادری مصباحی

(جمعہ کا خطبہ نماز سے پہلے کیوں پڑھتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جمعہ کا خطبہ نماز سے پہلے اور عید کا خطبہ نماز کے بعد کیوں پڑھتے ہیں؟ دلیل کے ساتھ جواب عنایت کریں

المستفتی:۔ محمد عقیل رضا متعلم دارالعلوم اہلسنت غریب نواز بارسوئی کٹیہار

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

خطبہ جمعہ واجب ہے اور عیدین کا خطبہ سنت ہے لہذا واجب شئی پر مقدم ہوتا ہے فتاوی مرکز تربیت افتاء میں ہے: خطبۂ جمعہ نماز سے پہلے اس لئے ضروری ہے کہ وہ جمعہ کے لئے شرط ہے اور شرط شئی شئی پر مقدم رہتی ہے درمختار میں ہے ”کونها قبلها لان شرط شئی سابق علیه۔ (جلد سوم ص ۱۹/ باب الجمعہ)

اورعیدین میں خطبہ بعد میں اس لئے ہے کہ سرکار مدینہ قرار قلب وسینہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہی ثابت ہے نیز خطبہ عیدین کی مشروعیت بندے کی تعلیم ونصیحت کے لئے ہوئی کہ عید کے دن ان کے لئے کیا واجب ہے اسی لئے نماز سے مؤخر ہے تاکہ اس نصیحت اور تعلیم پر عمل زمانہ تعلیم سے قریب ہو۔

بخاری شریف میں ہے ”عن ابن عباس قال شهدت العيد مع رسول الله صلى الله عليه وسلم وابى بكر وعمر وعثمان فكلهم كانوا يصلون قبل الخطبة“ حضرت ابن عباس سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم اور

حضرت ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم ہر ایک کے ساتھ نماز عید ادا کی تو سب نے نماز عیدین خطبہ سے پہلے پڑھائی اور بعد میں خطبہ دیا۔ (فتاوی مرکز تربیت افتاء جلد اول ص ۳۲۰)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

العبد الاثیم غلام غوث رضوی اجملی

(دیہات میں جمعہ کیوں نہیں ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کن دلائل کے سبب گاؤں میں جمعہ جائز نہیں؟ وضاحت فرمائیں۔ **المستفتی**:۔عبدالقادر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

دیہات میں جمعہ جائز نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ جمعہ پڑھنے کیلئے چھ شرطیں ہیں کہ ان میں سے ایک شرط بھی مفقود ہو تو ہوگا ہی نہیں جس میں شرط اول ہے مصر یا فنائے مصر۔

مصر:۔وہ جگہ ہے جس میں متعدد کوچے اور بازار ہوں اور وہ ضلع یا پرگنہ ہو کہ اس کے متعلق دیہات گنے جاتے ہوں اور وہاں کوئی حاکم ہو کہ اپنے دبدبہ وسطوت کے سبب مظلوم کا انصاف ظالم سے لے سکے یعنی انصاف پر قدرت کافی ہے، اگرچہ ناانصافی کرتا اور بدلہ نہ لیتا ہو۔

فنائے مصر:۔جو جگہ مصر کے آس پاس مصر مصلحتوں کے لئے ہو اسے "فنائے مصر" کہتے ہیں جیسے قبرستان، گھوڑ دوڑ کا میدان، فوج کے رہنے کی جگہ، کچہریاں، اسٹیشن کہ یہ چیزیں شہر سے باہر ہوں تو فنائے مصر میں۔ (بہار شریعت ح ۴، جمعہ کا بیان)

چونکہ گاؤں کا شمار نہ مصر میں آتا ہے نہ فنائے مصر میں اس لئے گاؤں میں نماز جمعہ جائز نہیں جیسا کہ سنن الکبری للبیہقی میں ہے "لا جمعة ولا تشريق الا فی مصر جامع" یعنی جمعہ اور تشریق نہیں مگر شہر میں۔ (کتاب الجمعہ ص ۱۷۹)

دوسری حدیث شریف میں ہے "قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم خمسة لا

جمعة علیهم المراة والمسافر والعبد الصبی واهل البادیة ''یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ لوگوں پر جمعہ نہیں عورت، مسافر، غلام، بچے اور گاؤں والے پر (طبرانی شریف ص ۷۲) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ
حقیر محمد علی قادری واحدی

(اگر بچے جمعہ کو شرارت کریں تو ان کو بھگانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جمعہ کے دن بچے شور وغل کرتے ہیں زید کہتا ہے کہ ایسے بچوں کو نہیں لانا چاہئے بکر کہتا ہے کہ لانا چاہئے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حوالہ پیش کرتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس دن مسجد کے پیچھے سے بچوں کی آواز آنا بند ہو جائے ۔الخ ۔زید بھی قانون شریعت کا حوالہ پیش کرتا ہے کون حق پر ہے اور چھوٹے بچوں کو لانا چاہئے کہ نہیں؟ **المستفتی:۔** غلام ربانی خان گوبند پور ہزاری باغ جھارکھنڈ ،انڈیا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سوال صاف اور واضح کرنا چاہئے نہ کہ گول مول ۔جمعہ کے دن بچے شور وغل کرتے ہیں اس سے کیا مراد ہے؟ اگر اس سے مراد یہ ہے کہ مسجد میں بچے جمعہ کے روز آکر شور وغل کرتے ہیں (اغلب ہے کہ یہی مراد ہے) تو یہ حرام ہے خواہ بچے ہوں یا بڑے جمعہ کا دن ہو یا اور کوئی دن کسی کو کسی وقت مسجد میں یہ حرکت روا نہیں ۔فتاوی رضویہ میں ہے مسجد میں شور وشر کرنا حرام ہے ۔ (ج ۳ رص ۶۰۳)

مساجد تو عبادت ،تلاوت اور ذکر الٰہی کے لیے ہیں نہ کہ شور وغل کے لئے حدیث شریف میں ہے"إنما ھی لذکر اللہ والصلوۃ و تلاوۃ القرآن"، یعنی مساجد ذکر الٰہی ،نماز اور تلاوت قرآن کے لئے ہیں ۔(مسلم شریف ،ج ا ص ۱۳۸ ،باب وجوب غسل البول)

مساجد کو ہر طرح کی آلودگی سے بچانا ضروری ہے اسی لئے شریعت طاہرہ نے ناسمجھ

بچوں (جن سے مسجد کی آلودگی کا اندیشہ ہو) کو مسجد میں لانے کی پابندی لگا دی ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جنبوا مساجد کم صبیانکم و مجانینکم وشرائکم و بیعکم۔ الخ مساجد کو بچوں اور پاگلوں اور بیع وشرا سے بچاؤ۔ (ابن ماجہ، ج ۱ ص ۴۱۵ / ابواب المساجد)

امام الفقہا سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے سوال ہوا کہ یہاں مسجد میں چھوٹے چھوٹے بچے ہر وقت پھرتے رہتے ہیں کبھی صحن میں کبھی حوض میں کنکر پتھر ڈالتے اکثر لوگ اپنے بچوں کو خود ہم راہ لاتے ہیں اکثر نماز ہوتی ہے اور یہ لوگ شور مچاتے ہوتے ہیں اگر کوئی شخص ان کے والدین سے کہتا یا بچوں کو ڈانٹتا ہے تو وہ لوگ لڑنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں؟ تو اس کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا جو لوگ مساجد میں اپنے بچوں کو لاتے ہیں یا ان کے بچے جاتے ہیں اور وہ انہیں نہیں روکتے، روکنے والوں سے لڑتے ہیں گنہگار ہیں اس ارشاد حدیث سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نافرمانی ومخالفت کرتے ہیں۔ حدیث شریف میں فرمایا جنبوا مساجد کم۔۔۔ الخ، غنیہ میں فرمایا یجب أن تصان عن إدخال المجانین والصبیان لغیر الصلوۃ'' واجب ہے کہ مساجد مجنون اور بچوں کو علاوہ نماز کی داخل کرنے سے بچائی جائیں۔ (فتاوی مصطفویہ، ص ۲۳۳)

جب نجاست کے خدشے کے پیش نظر ناسمجھ بچوں کا داخلہ مسجد میں ممنوع قرار دیا گیا تو شور وغل کرنا کیسے جائز ہوسکتا ہے؟ مساجد کے احترام کا عالم یہ ہے کہ دنیاوی مباح گفتگو بھی اس میں کرنا جائز نہیں ایسی گفتگو نیکیاں کھا جاتی ہے۔

فتاوی رضویہ میں ہے دنیا کی گفتگو کے لئے مسجد میں جا کر بیٹھنا حرام ہے۔ اشباہ ونظائر میں فتح القدیر سے نقل فرمایا مسجد میں دنیا کے کلام نیکیوں کو ایسا کھاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو یہ مباح باتوں کا حکم ہے۔ (ج ۳ ص ۶۰۲)

فتاوی مصطفویہ میں ہے مسجد میں دنیا کی مباح باتیں کرنا ناجائز ہے دنیوی مباح باتیں

مسجد میں کرنا حسنات کو ایسا کھاتا ہے جیسے چوپایہ گھاس۔ غنیہ میں امام حلبی فرماتے ہیں "یجب ان تصان عن حدیث الدنیا۔ اھ مختصراً۔ واجب ہے کہ مساجد کی دنیوی باتوں سے صیانت کی جائے۔ اسی میں ہے" والکلام المباح فیہ مکروہ و یاکل الحسنات کما تاکل البھیمۃ الحشیش" یعنی کلام مباح مسجد میں مکروہ ہے اور وہ حسنات کو اس طرح کھالیتا ہے جیسے چوپایہ گھاس کو (ص ۲۳۲)

فتاوی امجدیہ میں ہے مسجد کے اندر دنیا کی باتیں کرنا ناجائز ہے ایک روایت میں ہے کہ یہ نیکیوں کو اس طرح کھاتی ہے جس طرح آگ لکڑی کو (ج ۱ ص ۲۸۵)

بہار شریعت میں ہے مباح باتیں بھی مسجد میں کرنے کی اجازت نہیں نہ آواز بلند کرنا جائز، افسوس کہ اس زمانے میں مسجدوں کو لوگوں نے چوپال بنا رکھا ہے یہاں تک کہ بعضوں کو مسجدوں میں گالیاں بکتے دیکھا جاتا ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ (ج ۱ ص ۶۴۸ مکتبۃ المدینہ)

مذکورہ بالا حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ مسجد میں مباح گفتگو کی بھی اجازت نہیں آواز بلند کرنا جائز نہیں تو پھر شور وغل کیسے جائز ہوسکتا ہے اور خاص بچوں کے مساجد میں لانے، لیجانے کی ممانعت کے متعلق حدیث شریف اور فقہی عبارت اوپر مذکور ہوئی، اس سے یہ بات ظاہر و باہر ہوگئی کہ مساجد میں شور وغل کرنا کسی کو کسی وقت کبھی بھی جائز نہیں بلکہ حرام و گناہ ہے۔ اور اگر اس کے علاوہ کچھ اور مراد ہو تو اس کی وضاحت کر کے دوبارہ جواب حاصل کیا جائے۔ اور بکر جو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب روایت کا حوالہ دیتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ پوری روایت کو مع حوالہ نقل کرے۔

سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اگر بے علم فتویٰ اتفاقاً صحیح بھی ہو جب بھی توبہ چاہئے نہ کہ محض غلط و باطل، بے علم فتویٰ دینا حرام ہے ایسے شخص پر ملائکہ سماوات و اَرض لعنت کرتے ہیں حدیث میں ارشاد ہوا "من افتی بغیر علم لعنتہ ملائکۃ السموات والأ

رض»۔(فتاوی مصطفویہ)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معراج احمد قادری مصباحی بستوی

(کیا خطبہ کے وقت ہاتھ باندھ لینا چاہئے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جمعہ کے خطبہ کے وقت خطبہ اول میں لوگ ہاتھ باندھ لیتے ہیں اور خطبہ ثانی میں چھوڑ دیتے ہیں کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟

المستفتی:۔محمد فاروق خان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب

ہاں ایسا کرنا درست ہے۔جس وقت امام خطبہ کے ارادے سے منبر کی طرف چلے اسی وقت سے ذکر، تسبیح، کلام وغیرہ ترک کرکے ہمہ تن خطیب کے طرف متوجہ ہوجائیں۔ أن کل ما حرم فی الصلاۃ حرم فی الخطبۃ فیحرم أکل وشرب وکلام ولو تسبیحا أو رد سلام أو أمرا بمعروف إلا من الخطیب (ردالمحتار باب الجمعۃ)

خطبہ جب مثل نماز ہے تو نماز ہی کی طرح بیٹھنا درست ہوگا اور نماز کی حالت میں ہاتھ باندھ کر اور چھوڑ کر دونوں طرح بیٹھا جاتا ہے۔

خطبہ سے متعلق کچھ ضروری معلومات بھی ملاحظہ ہوں۔

جب خطبہ شروع ہوجائے تو تمام حاضرین کو خطبہ کا شروع سے آخر تک سننا واجب ہے خواہ حاضرین خطیب کے نزدیک بیٹھے ہوں یا خطیب سے دور اور خواہ خطبہ سنائی دے یا نہ سنائی دے حالت خطبہ میں ایسا کوئی فعل کرنا جو خطبہ سننے میں خلل انداز ہو مکروہ تحریمی ہے یعنی کھانا، پینا، چلنا، پھرنا، بات چیت کرنا، سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا، ذکر، تسبیح، قرآن مجید یا

نفل پڑھنا، یا کسی کو شرعی مسئلہ بتانا وغیرہ امور جس طرح نماز میں منع ہیں اسی طرح حالت خطبہ میں بھی منع ہیں اور جو امور نماز کے اندر مکروہ ہیں وہ خطبہ کے وقت بھی مکروہ ہیں۔

اگر کوئی شخص سنت پڑھ رہا ہو اور اس حالت میں خطبہ شروع ہو جائے تو اس کو چاہیئے کہ سنت اختصار کے ساتھ پورا کرلے۔ جمعہ کی سنتیں شروع کی تھیں کہ امام خطبہ کے لئے اپنی جگہ سے اٹھا چاروں رکعتیں پوری کرلے۔ (بحوالہ بہار شریعت)

خطبہ سننے والوں کو چاہیئے کہ قبلہ رو بیٹھیں اور خطیب کی طرف متوجہ رہیں۔ خطبہ سننے کے وقت دو زانو یعنی جس طرح نماز میں بیٹھتے ہیں اسی طرح بیٹھنا مستحب ہے۔ اگر خطبہ کی آواز نہ آتی ہو یعنی خطبہ سنائی نہ دے جب بھی خطبہ ہی کی طرف کان لگائے رہیں آواز نہ آنے کی وجہ سے بات چیت یا ذکر، تسبیح وغیرہ میں مشغول نہ ہوں خطبہ کے وقت کسی کو کچھ پڑھنے یا بات کرنے سے منع بھی نہ کریں (البتہ اشارہ سے خاموش کردیں تو مضائقہ نہیں)

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ احکم

کتبہ

منظور احمد یار علوی

(خطبہ کوئی دوسرا پڑھے نماز کوئی دوسرا پڑھائے تو کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ خطبہ کوئی دوسرا پڑھے نماز کوئی دوسرا پڑھائے تو کیسا ہے؟ کیا نماز ہو جائے گی؟ **المستفتی**:۔غلام احمد رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں نماز ہو جائے گی مگر غیر خطیب کو نماز پڑھانا مناسب نہیں جیسا کہ فتاویٰ رضویہ میں ہے غیر خطیب کا نماز پڑھانا اولیٰ نہیں" فی تنویر الابصار ولا ینبغی ان یصلی بالقوم غیر الخطیب وھکذا فی فتاوی عالمگیریۃ ناقلا عن الکافی "تنویر الابصار میں ہے غیر خطیب کا قوم کو نماز پڑھانا مناسب نہیں اسی طرح فتاویٰ عالمگیری میں کافی سے منقول ہے۔

(درمختار باب الجمعہ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی بھارت ۱۱۳/ از بحوالہ فتاویٰ رضویہ جلد ۸ صفحہ ۳۰۹/ رضافاؤنڈیشن لاہور)

البتہ اگر خطیب اجازت دے دے تو غیر خطیب کو نماز پڑھانے میں کوئی حرج نہیں۔

واللہ ورسولہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد معصوم رضا نوری عفی عنہ

(کیا خطبۂ جمعہ کے لئے ممبر شرط ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ لاک ڈاؤن کی وجہ سے جو لوگ گھروں میں یا اور کسی جگہ پر نماز جمعہ ادا کرتے ہیں تو کیا خطبۂ جمعہ کے لئے منبر کا ہونا شرط ہے؟ یا بغیر منبر کے بھی خطبہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟ **المستفتی:۔محمد ارشد رضا** کشن گنج

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

لاک ڈاؤن اور کسی صورت میں بھی جامع مسجد جہاں پہلے ہی سے جمعہ کی نماز ہوتی تھی اس کو چھوڑ کر گھروں یا اور کسی جگہ پر جمعہ قائم کرنے کی اجازت عام لوگوں کو نہیں ہے کیونکہ جمعہ قائم کرنے کے لئے بادشاہ اسلام یا اس کا ماذون یا اس کا قائم مقام اور اذن عام ہونا چاہئے جو جمعہ کو قائم کرے اور یہ دونوں باتیں گھروں یا اور کسی جگہوں میں نہیں پائی جاتی ہے اس لئے گھروں اور کسی جگہ پر جمعہ قائم کرنا جائز نہیں ہے لیکن جہاں جمعہ جائز و درست ہو وہاں خطبہ کے لئے ممبر پر کھڑا ہونا سنت ہے واجب وفرض نہیں جیسا کہ بدر الطریقہ حضور صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ خطیب کا ممبر پر ہونا سنت ہے۔(بہار شریعت جلد اول حصہ چہارم ۷۶۷ رو ھکذا فی فتاوی فیض الرسول جلد اول صفحہ ۴۰۸) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

العبد محمد عمران القادری التنویری غفرلہ

(دیہات میں جمعہ کی نیت کیسے کریں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ دیہات میں جمعہ کی نیت کیسے کریں جب کہ جمعہ فرض نہیں ہے۔؟ بینوا وتوجروا

المستفتی:۔العبد محمد عتیق اللہ صدیقی فیضی یارعلوی عفی عنہ سدھارتھ نگر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سرکار فقیہ ملت علامہ جلال الدین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ گاؤں میں بنام جمعہ دو رکعت پڑھنے کیلئے چاہے فرض کی نیت کریں یا نفل کی بہر حال وہ نماز نفل ہی ہوگی کیونکہ گاؤں میں شرائط نہ پائے جانے کی وجہ سے جمعہ فرض نہیں ہے تو اب نیت اس طرح کریں نیت کی میں نے دو رکعت نماز فرض یا نفل وقت جمعہ واسطے اللہ تعالیٰ کے منھ میرا کعبہ شریف کی طرف اللہ اکبر اب اگر امام ہے تو امام کی نیت کریں اور اگر مقتدی ہے تو مقتدی کی نیت کریں۔(فتاوی فقیہ ملت جلد اول صفحہ ۲۴۲ مکتبہ فقیہ ملت دہلی) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(دیہات میں نماز جمعہ بند کروانا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک گاؤں ہے جہاں پر پچاس سال سے نماز جمعہ ہورہی تھی اچانک سے اب نماز جمعہ بند کرانا کیسا ہے؟ برائے مہربانی مکمل طور پر جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی المستفتی:۔محمد شاکر رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جب پچاس، سال سے جمعہ اس گاؤں کے اندر قائم ہے تو اچانک ختم کرنے کی ضرورت کیا پڑی دوسری چیز اگر اب ختم کر دیا جائے گا جمعہ پڑھنا تو لوگ جو پہلے رب کے حضور جمع ہوتے تھے وہ اب نہیں ہونگے بلکہ حکم یہ ہے کہ اگر دیہات میں جمعہ پہلے سے قائم ہے تو اس کو ختم نہ کیا جائے اور جہاں قائم نہیں ہے وہاں قائم نہ کیا جائے سرکار اعلی حضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ لوگ جس طرح رب کی عبادت کریں ان کو کرنے دیا جائے روکا نہ جائے۔(فتاوی رضویہ شریف جلد سوم صفحہ ۷۱۴)

توجہاں پہ جمعہ قائم ہو وہاں سے ختم نہ کیا جائے کیونکہ اگر ختم کر دیا جائے گا تو لوگ پھر دوبارہ اس دن یعنی جمعہ کے دن جمع نہیں ہونگے تو بہتر یہی ہے کہ پچاس سال سے قائم ہے تو اس کو قائم ہی رہنے دیا جائے ختم نہ کیا جائے البتہ جمعہ کے بعد ظہر جماعت سے پڑھیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(جمعہ کی نماز کب فرض ہوئی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جمعہ کی نماز کب فرض ہوئی؟ جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت کریں۔

المستفتی:۔محمد قمر الدین قادری بمقام گینا پور ضلع بہرائچ شریف یوپی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

علی الصحیح المشهور عندالجمهور فی شرح المواهب للزرقانی، الاية مدنية فتدل علی انها فرضت بالمدينة وعليه ا لاكثر وقال الشيخ ابوحامد فرضت بمكة قال الحافظ وهو غريب ”جمہور کے نزدیک صحیح مشہور یہی ہے کہ ہجرت کے پہلے سال فرض ہوا،شرح المواہب للزرقانی میں ہے کہ آیت (جمعہ) مدنی ہے جو دال ہے کہ جمعہ کی فرضیت مدینہ منورہ علی صاحبہا الصلوۃ میں ہوئی،اور اکثر علماء کی یہی رائے ہے،شیخ ابو حامد کہتے ہیں کہ جمعہ مکہ مکرمہ میں فرض ہوا تھا،حافظ کہتے ہیں کہ یہ قول غریب ہے۔(شرح المواہب اللدنیہ للزرقانی الباب الثانی فی ذکر صلوۃ الجمعۃ مطبوعہ مطبعہ عامرہ مصر ۷/ ۳۳۴)

وفی شرح الموطا له انه صلی الله تعالی عليه وسلم فی سفر الهجرة لما خرج من قبا يوم الجمعة حين ارتفع النهار ادركته الجمعة فی بنی سالم بن عوف فصلاها بمسجد هم فسمی مسجد الجمعة وهی اول جمعة صلاها صلی الله تعالی عليه وسلم ذكره ابن اسحق ”زرقانی کی شرح موطا میں ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ تعالی

علیہ وسلم جب سفر ہجرت کے موقعہ پر جمعہ کے دن قبا سے مدینہ طیبہ کی طرف چلے تو دن خوب بلند ہو چکا تھا محلہ بنو سالم بن عوف میں جمعہ کا وقت ہوگیا تو آپ نے ان کی مسجد میں جمعہ ادا فرمایا، اسی وجہ سے اس مسجد کا نام مسجد الجمعہ قرار پا گیا، یہ پہلا جمعہ تھا جو حضور سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ادا فرمایا، ابن اسحاق نے اسی طرح ذکر کیا ہے۔(فتاوی رضویہ شریف جدید جلد ہشتم فتاوی رضویہ شریف قدیم جلد سوم صفحہ ۶۸۸) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر رضا سعدی عفی عنہ

(دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنا کیسا ہے؟ اور اگر نہیں بیٹھا تو اس کے لئے کیا حکم ہے کیا نہیں بیٹھنے سے نماز جمعہ ہوگی یا نہیں؟

المستفتی:۔عبدالماجد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنا سنت ہے جیسا کہ حضور صدرالشریعہ علیہ الرحمہ بہار شریعت حصہ چہارم میں خطبہ کی سنتیں تحریر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ دونوں کے درمیان بقدر تین آیت پڑھنے کے بیٹھنا۔

نیز فرماتے ہیں کہ خطبہ میں آیت نہ پڑھنا یا دونوں خطبوں کے درمیان جلسہ نہ کرنا مکروہ (تنزیہی) ہے۔(بہار شریعت حصہ چہارم) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خاں امجدی

(دیہات کی مسجدوں میں جمعہ کی نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ دیہات کی مسجدوں میں جمعہ کی نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں المستفتی:۔محمد شمیم افتخاری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بے شک دیہات میں جمعہ کی نماز جائز نہیں لیکن عوام اگر پڑھتے ہوں تو انہیں منع نہ کیا جائے کہ وہ جس طرح بھی اللہ و رسول کا نام لیں غنیمت ہے (ھکذا قال الامام احمد رضا البریلوی اور ہدایہ میں ہے لاتصح الجمعة الافی مصر جامع اوفی مصلی المصر ولا تجوز فی القریٰ لقوله علیه السلام لاجمعة ولاتشریق ولافطر ولااضحی الافی مصر جامع)اھ

اور اسی کے تحت فتح القدیر میں ہے(رفعه المصنف وانمارواه من ابی شیبه موقوفا علی علی رضی الله عنه لاجمعة ولاتشریق ولاصلاۃ فطر ولااضحی الافی مصر جامع اوفی مدینة عظیمة صححه ابن حزم) (فتاوی فیض الرسول جلد اول صفحہ ۴۰۱)

دیہات میں جمعہ کی نماز پڑھ لینے سے ظہر کی فرض نماز ساقط نہیں ہوتی لہذا دوسرے ایام کی طرح جمعہ کے دن بھی ظہر کی نماز باجماعت پڑھنا واجب ہے۔(فتاوی فیض الرسول جلد اول صفحہ ۴۰۶)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خاں امجدی

(کیا دیہات میں عید الفطر کی دو جماعت قائم کر سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ہمارے گاؤں میں عیدگاہ ہے اور مسجد بھی زید عیدگاہ میں چار لوگوں کو لیکر نماز عید الفطر پڑھائے گا جیسا کہ وہ مسجد میں اعلان بھی کر چکا ہے لیکن بکر کا کہنا ہے کہ ہم بھی مسجد میں چار لوگوں کو لیکر عید الفطر کی نماز پڑھائیں گے تو کیا عند الشرع بکر کا مسجد میں عید الفطر کی نماز پڑھنا درست ہے؟ جبکہ ہمیشہ سے عیدگاہ میں عید الفطر و عید الاضحیٰ کی نماز ہوتی تھی، مذکورہ مسئلہ کی وضاحت فرمائیں نوازش ہوگی **المستفتی:۔**(مولانا) ہدایت علی سبحانی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز عید الفطر کے لئے وہی شرطیں ہیں جو نماز جمعہ کے لئے ہیں یعنی مصر یا فنائے مصر چونکہ دیہات میں یہ شرط پائی نہیں جاتی اس لئے دیہات میں جمعہ وعیدین کی نماز جائز نہیں ہے جیسا کہ قدوری میں ہے " ولاتصح الجمعة الافی مصر جامع اوفی مصلی المصر ولاتجوز فی القری "،یعنی جمعہ کے لئے شہر کی جامع یا شہر کی عیدگاہ کا ہونا ضروری ہے دیہاتوں میں جمعہ جائز نہیں ۔(قدوری باب صلوۃ الجمعۃ)

اور سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "الجمعة علی اهل القریٰ لیست بواجبة لقوله علیه الصلوة والسلام لا جمعة ولا تشریق ولا صلوة الفطر ولا اضحی الا فی مصر جامع اوفی مدینة عظیمة"،یعنی جمعہ اہل دیہات پر لازم نہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے جمعہ، تکبیرات تشریق، عید الفطر، عید الاضحی کی نماز صرف جامع شہر یا

بہت بڑے شہر میں ہی ہو سکتی ہے۔(فتاوی رضویہ جلد ۸ ر ص ۴۲۸ ر دعوت اسلامی)

اور ایک دوسری جگہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ ایک دیہات ہے جس کی آبادی تقریباً پانچ سو کے ہے اور اس میں ایک ایسی مسجد ہے کہ اگر اس گاؤں کے مکلفین اس میں جمع ہوں تو مسجد پر نہ ہوگی اور اس کے قریب دو دو کوس پر کئی قصبے ہیں تو اس گاؤں میں از روئے مذہب حنفی نمازِ جمعہ وعیدین جائز ہے یا نہیں؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواباً تحریر فرمایا"باجماع جملہ ائمہ حنفیہ اس میں جمعہ وعیدین باطل ہیں اور پڑھنا گناہ،تمام متون وشروح وفتاوٰی میں ہے"شرط صحتها المصر"،جمعہ کی صحت کے لئے شہر کا ہونا شرط ہے۔

(درمختار باب الجمعۃ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱ر ۱۰۹)

درمختار میں ہے"صلوة العيد فى القرى تكره تحريما لانه اشتغال بما لا يصح لان المصر شرط الصحة" دیہاتوں میں عید کی نماز مکروہ تحریمی ہے کیونکہ یہ ایسے عمل میں مشغول ہونا ہے جو درست نہیں کیونکہ اس کی صحت کے لئے شہر کا ہونا شرط ہے۔

(درمختار باب العیدین مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱ر ۱۱۴)

خود نہ پڑھیں گے حکم پوچھا جائے گا تو فتوی یہ دیں گے جہاں نہیں ہوتے قائم نہ کریں گے بااین ہمہ اگر عوام پڑھتے ہوں منع نہ کریں گے۔(فتاوی رضویہ جلد ۸ ر ص ۴۳۹ ر دعوت اسلامی)

ان مذکورہ عبارات سے ظاہر ہے کہ دیہات میں جمعہ وعیدین کی نماز جائز نہیں مگر جہاں لوگ پڑھتے ہوں انہیں منع نہ کیا جائے کہ جس طرح اللہ ورسول کا نام لیں غنیمت ہے لہذا جہاں پہلے سے قائم ہے منع نہ کریں مگر اب نئی جگہ(مسجد میں) قائم کرنے کی اجازت نہ دی جائے گی اور بکر کا یہ کہنا کہ ہم بھی مسجد میں جماعت قائم کریں گے سراسر غلط اور مکروہ تحریمی گناہ ہے۔

اگر بالفرض شہر بھی ہو جب بھی بکر کو جماعت کرنے کی اجازت نہ ہوتی کیونکہ جمعہ کی امامت ہر کوئی نہیں کرسکتا بلکہ اس کے لئے سلطان اسلام یا اس کا نائب یا اس کا ماذون ہونا شرط

ہے اور اگر ان میں کوئی نہ ہو تو عام نمازی جسے چاہیں گے وہ امام ہو گا نہ کہ جو چاہے دو چار لوگوں کے کہنے سے امام بن جائے گا جیسا کہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ جمعہ وعیدین کا امام ہر شخص نہیں ہو سکتا وہی ہوگا جو سلطان اسلام ہو یا اس کا نائب یا اس کا ماذون اور ان میں کوئی نہ ہو تو بضرورت جسے عام نمازی امام جمعہ مقرر کر لیں۔ (فتاوی رضویہ جلد ۸ ص ۴۴۰ دعوت اسلامی)

بکر کو چاہئے کہ مسجد میں نماز عید الفطر کی جماعت قائم نہ کرے کیونکہ دیہات میں عیدین واجب نہیں اور پڑھنا مکروہ تحریمی وگناہ ہے نیز آنے والے وقت میں ایک فتنہ کا سبب ہوگا اس لئے عید الفطر کے بجائے چاشت کی نماز پڑھیں جس میں ثواب ہے اگر چاہیں تو چاشت کی نماز جماعت سے پڑھا دیں اگر چہ تین سے زائد مقتدی کے ساتھ تداعی طور پر مکروہ ہے مگر تحریمی نہیں بلکہ تنزیہی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

حقیر محمد علی قادری واحدی

(خطبہ کی اذان کے دوران انگوٹھا چومنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ خطبہ کی اذان کے دوران انگوٹھا چومنا کیسا ہے؟ حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں **المستفتی:۔امتیاز احمد اعظمی**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اذان خطبہ کے درمیان انگوٹھا چومنا منع ہے کیوں اذان خطبہ اور خطبہ کا ایک ہی حکم ہے سرکار اعلی حضرت رضی اللہ تعالی عنہ فتاوی رضویہ شریف جلد ۳/صفحہ ۶۹۵/میں ارشاد فرماتے ہیں کہ جو کام نماز کی حالت میں حرام ومنع ہیں وہ خطبہ کی حالت میں بھی حرام ومنع ہیں ۔اور اسی جلد کے صفحہ ۶۹۸/میں فرماتے ہیں کہ خطبہ سننا فرض ہے اور خطبہ اس طرح سننا فرض ہے کہ ہمہ تن اسی طرف متوجہ ہو اور کسی کام میں مشغول نہ ہو،سراپا تمام اعضائے بدن اسی طرف متوجہ ہونا واجب ہے ۔اگر کسی خطبہ سننے والے تک خطیب کی آواز نہ بھی پہونچتی ہو تب بھی اسے چپ رہنا اور خطبہ کی طرف متوجہ رہنا واجب ہے اسے بھی کسی اعمال میں مشغول ہونا حرام ہے۔

فتاوی فیض الرسول صفحہ ۴۱۷/۴۱۸/میں بھی اسی طرح کے کچھ مسئلہ میں فقیہ ملت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ نے بھی کلام کیا ہے۔

ان تمام حوالوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ دوران خطبہ انگوٹھے کا چومنا جائز نہیں ہے لہٰذا سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کو اس فعل سے بچنا چاہئے ۔واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد سالک رضا حبیبی

(کیا پانچ آدمی مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھ سکتے ہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا پانچ آدمی مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھ سکتے ہیں کرونا وائرس کی وجہ سے؟ **المستفتی:۔**محمد شمشیر رضا نوری سیوان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز جمعہ کے لئے جماعت شرط ہے امام کے علاوہ کم سے کم تین آدمی ہوں اور اگر اس سے کم ہیں تو جمعہ نہیں ہوگا جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ جماعت یعنی امام کے علاوہ کم سے کم تین مرد ہوں۔ اگر تین غلام یا مسافر یا بیمار یا گونگے یا ان پڑھ مقتدی ہوں تو جمعہ ہو جائے گا۔(بہار شریعت جلد اول حصہ چہارم صفحہ ۸۷)

نماز جمعہ پر پابندی نہیں ہے بلکہ بھیڑ بھاڑ اکٹھا کرنے پر پابندی عائد کر دی گئی ہے تو اس صورت میں اپنے اپنے گھروں پر تنہا تنہا ظہر کی نماز پڑھ لیں اور مسجد میں امام مع تین مقتدی حاضر ہو جائیں تاکہ جمعہ بھی قائم رہے اسی میں ہم سب کی بھلائی ہے مگر یاد رہے کہ اس سے پہلے ہی مقتدیوں کو سمجھا دیا جائے اور بوقت نماز کسی کو منع نہ کیا جائے نہ دروازہ بند کیا جائے ورنہ کسی کی نماز نہ ہوگی کیونکہ اذن عام شرط ہے۔واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد الطاف حسین قادری

(کیارمضان میں خطبۂ رمضان المبارک پڑھناضروری ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ رمضان المبارک کے جمعہ میں رمضان المبارک والا خطبہ پڑھناضروری ہے۔ **المستفتی:۔** شبیر رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

رمضان المبارک کے جمعہ میں رمضان والا خطبہ پڑھناضروری نہیں کوئی بھی خطبہ پڑھا جائے فرض ادا ہو جائے گا البتہ بہتر ہے کہ وہی خطبہ پڑھا جائے جوجس جمعہ کے لئے لکھا گیا ہے حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ درالمختار کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ: خطبہ ذکر الٰہی کا نام ہے اگر چہ صرف ایک بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہ یا سُبْحٰنَ اللہ یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہا اسی قدر سے فرض ادا ہوگیا مگر اتنے ہی پر اکتفا کرنا مکروہ ہے۔(بہارشریعت جلد اول حصہ چہارم صفحہ ۷۶۷،جمعہ کابیان) واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ

محمد مدثر جاوید رضوی

(خطبہ کے وقت سنت پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ خطبۂ جمعہ کے وقت جمعہ کی سنتیں پڑھنے میں کوئی کراہت تو نہیں ہے؟ حوالہ کے ساتھ جواب تحریر فرمادیں.بہت نوازش ہوگی

المستفتی:۔ محمد آصف الہ آباد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جس وقت سے امام اپنی جگہ سے جمعہ کے خطبہ کے لئے کھڑا ہوا اور فرض نماز جب تک ختم نہ ہوجائے.جمعہ کی سنتیں اور کوئی بھی نفل نماز یہاں تک کہ قضا بھی جائز نہیں البتہ صاحب ترتیب قضا نماز پڑھ سکتا ہے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں جس وقت امام اپنی جگہ سے خطبۂ جمعہ کے لیے کھڑا ہوا اس وقت سے فرض جمعہ ختم ہونے تک نماز نفل مکروہ ہے، یہاں تک کہ جمعہ کی سنتیں بھی۔

مزید تحریر فرماتے ہیں" عین خطبہ کے وقت اگرچہ پہلا ہو یا دوسرا اور جمعہ کا ہو یا خطبہ عیدین یا کسوف واستسقا وحج ونکاح کا ہو ہر نماز حتیٰ کہ قضا بھی ناجائز ہے،مگر صاحب ترتیب کے لیے خطبۂ جمعہ کے وقت قضا کی اجازت ہے۔(بہار شریعت حصہ ۳ صفحہ ۷۵۶ مطبوعہ دعوت اسلامی)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری رضوی

(کذاب کے پیچھے جمعہ پڑھنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جس امام کے بارے میں معلوم ہو کہ جھوٹ بولتا ہے اور دیگر بھی کچھ حرام کام کرتا ہے تو اس کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟ جب کہ کوئی اور نماز پڑھانے والا نہ ہو بینوا وتوا جرو **المستفتی**:۔ریاض الدین کو پر کھیرنا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جھوٹ بولنا اور دیگر حرام کام کھلے طور پر کرنے والا شخص فاسق معلن ہے اور فاسق معلن کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوتی ہے لیکن جمعہ کی نماز اگر کوئی اور پڑھانے والا نہیں ہے اور دوسری جگہ بھی نہیں ہے کہ وہاں جا کر نماز جمعہ ادا کر سکے تو بوجہ مجبوری نماز جمعہ کے لئے فاسق کی اقتداء کر سکتے ہیں ۔جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں فاسق کی اقتدا نہ کی جائے مگر صرف جمعہ میں کہ اس میں مجبوری ہے،باقی نمازوں میں دوسری مسجد کو چلا جائے اور جمعہ اگر شہر میں چند جگہ ہوتا ہو تو اس میں بھی اقتدا نہ کی جائے،دوسری مسجد میں جا کر پڑھیں ۔

(بہار شریعت حصہ ۳ ؍صفحہ ۵۶۹ ؍مطبوعہ دعوت اسلامی)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری رضوی

(کیا جمعہ کے دن دعا قبول ہوتی ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جمعہ کے بارے میں کوئی ایسی حدیث ہے کہ جمعہ کے دن ایک ساعت ایسی ہے کہ اللہ تعالی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے اگر ایسا ہے تو وہ ساعت کونسی ہے؟ اور یہ روایت بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ جمعہ کے دن ہر گھنٹہ میں کئی لاکھ جہنمیوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے۔اس کے بارے میں تفصیل کے ساتھ تحریر فرمادیں بہت مہربانی ہوگی

المستفتی:۔محمد آزاد خان جھارکھنڈ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

بیشک جمعہ کے دن ایک ایسی ساعت ہے کہ مسلمان بندہ اگر اسے پالے اور اس وقت اللہ تعالیٰ سے بھلائی کا سوال کرے تو وہ اسے دیگا۔حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے یہ روایت نقل فرمائی ہے بخاری ومسلم ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ’’جمعہ میں ایک ایسی ساعت ہے کہ مسلمان بندہ اگر اسے پالے اور اس وقت اللہ تعالیٰ سے بھلائی کا سوال کرے تو وہ اسے دے گا۔‘‘ اور مسلم کی روایت میں یہ بھی ہے کہ’’وہ وقت بہت تھوڑا ہے۔‘‘ رہا یہ کہ وہ کون سا وقت ہے اس میں روایتیں بہت ہیں ان میں دو قوی ہیں ایک یہ کہ امام کے خطبہ کے لیے بیٹھنے سے ختم نماز تک ہے۔اس حدیث کو مسلم ابو بردہ بن ابی موسیٰ سے وہ اپنے والد سے وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔اور دوسری یہ کہ’’وہ جمعہ کی پچھلی ساعت ہے۔‘‘ امام مالک وابو داود وترمذی ونسائی واحمد ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

راوی، وہ کہتے ہیں: میں کوہِ طور کی طرف گیا اور کعب احبار سے ملا ان کے پاس بیٹھا، انہوں نے مجھے تورات کی روایتیں سنائیں اور میں نے ان سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان کیں، ان میں ایک حدیث یہ بھی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بہتر دن کہ آفتاب نے اس پر طلوع کیا جمعہ کا دن ہے، اسی میں آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے اور اسی میں انھیں اترنے کا حکم ہوا اور اسی میں ان کی توبہ قبول ہوئی اور اسی میں ان کا انتقال ہوا اور اسی میں قیامت قائم ہوگی اور کوئی جانور ایسا نہیں کہ جمعہ کے دن صبح کے وقت آفتاب نکلنے تک قیامت کے ڈر سے چیختا نہ ہو سوا آدمی اور جن کے اور اس میں ایک ایسا وقت ہے کہ مسلمان بندہ نماز پڑھنے میں اسے پالے تو اللہ تعالیٰ سے جس شے کا سوال کرے وہ اسے دے گا۔ کعب نے کہا سال میں ایسا ایک دن ہے؟ میں نے کہا بلکہ ہر جمعہ میں ہے، کعب نے تورات پڑھ کر کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں پھر میں عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا اور کعب احبار کی مجلس اور جمعہ کے بارے میں جو حدیث بیان کی تھی اس کا ذکر کیا اور یہ کہ کعب نے کہا تھا، یہ ہر سال میں ایک دن ہے، عبداللہ بن سلام نے کہا کعب نے غلط کہا، میں نے کہا پھر کعب نے تورات پڑھ کر کہا بلکہ وہ ساعت ہر جمعہ میں ہے، کہا کعب نے سچ کہا، پھر عبداللہ بن سلام نے کہا تمہیں معلوم ہے یہ کون سی ساعت ہے؟ میں نے کہا مجھے بتاؤ اور بُخل نہ کرو، کہا جمعہ کے دن کی پچھلی ساعت ہے، میں نے کہا پچھلی ساعت کیسے ہو سکتی ہے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے تو فرمایا ہے مسلمان بندہ نماز پڑھتے میں اسے پائے اور وہ نماز کا وقت نہیں، عبداللہ بن سلام نے کہا، کیا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ جو کسی مجلس میں انتظار نماز میں بیٹھے وہ نماز میں ہے میں نے کہا ہاں، فرمایا تو یہ ہے کہا تو وہ یہی ہے یعنی نماز پڑھنے سے نماز کا انتظار مراد ہے۔ ترمذی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جمعہ کے دن جس ساعت کی خواہش کی جاتی ہے، اسے عصر کے بعد سے

غروب آفتاب تک تلاش کرو۔(بہار شریعت حصہ ۴ ؍صفحہ ۷۵۴ ؍ ۷۵۵ ؍مطبوعہ دعوت اسلامی)

اس بارے میں بھی روایت موجود ہے کہ جمعہ کے دن ہر گھنٹہ رب تعالیٰ چھ لاکھ جہنمیوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے یہ روایت بھی نقل فرمائی ہے انھیں سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: جمعہ کے دن اور رات میں چوبیس گھنٹے ہیں، کوئی گھنٹا ایسا نہیں جسمیں اللہ تعالیٰ جہنم سے چھ لاکھ آزاد نہ کرتا ہو جن پر جہنم واجب ہوگیا تھا۔

(بہار شریعت حصہ ۴ ؍صفحہ ۷۵۵ ؍مطبوعہ دعوت اسلامی) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری رضوی

(تین جمعہ چھوڑنے والے کا شرعی حکم)

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی مسلمان لگا تار تین جمعہ چھوڑ دے تو کیا وہ اسلام سے خارج ہو جائے گا یا نہیں؟ المستفتی:۔سجاد رضا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جمعہ فرض عین ہے اس کا منکر ضرور کافر ہے مگر عوام میں جو مشہور ہے کہ تین جمعہ چھوڑنے والا کافر ہو جاتا ہے یہ لغو و جہالت ہے۔

فتاوی شامی جلد اول ص ۴۱۱ رمیں ہے کہ ”جمعہ زیادہ موکد ہے بنسبت ظہر کے یعنی جمعہ میں جو تہدید آئی ہے وہ ظہر میں نہیں جیسا کہ مشکوۃ شریف ص ۱۲۱ رپر ہے ”من ترك الجمعة من غير ضرورة كتب منافقا فى كتاب لا يمحى ولا يبدل“ یعنی جس شخص نے بغیر ضرورت جمعہ چھوڑ دیا اسکو منافق لکھ دیا جاتا ہے ایسی کتاب میں جو نہ مٹائی جاتی ہے نا ہی تبدیل کی جاتی ہے ”وعن ابى قتادة رضى الله عنه من ترك ثلاث جمعة تهاونا بها طبع الله على قلبه“ (رواہ ابوداود والنسائی وابن ماجہ)

اور جس نے محض سستی کی وجہ سے ان کو ہلکا سمجھتے ہوئے چھوڑ دیا اللہ تعالی اس کے دل پر مہر لگا دیا ان تمام دلائل سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ ترک جمعہ سخت گناہ ہے مگر کفر نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد انیس الرحمن حنفی رضوی

(کیا مسافر جمعہ کی امامت کرسکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید جو شرعی مسافر ہے کیا حالت سفر میں نماز جمعہ پڑھا سکتا ہے قرآن و حدیث کے روشنی میں جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔ **المستفتی:۔** فقیر محمد سراج خان قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

مسافر نماز جمعہ پڑھا سکتا ہے اگر چہ اس پر جمعہ کی نماز فرض نہیں مگر پڑھے گا تو فرض نماز ہی ادا ہوگی نہ کہ نفل جیسے ماہ رمضان میں مسافر پر روزہ فرض نہیں پھر بھی روزہ رکھے تو فرض ہی ادا ہوتا ہے اگر فرض ادا نہ ہوتا تو بعد میں قضا روزہ رکھنے کا حکم ہوتا لیکن کتب فقہ میں قضا رکھنے کا حکم نہیں ہے مطلب یہ ہے کہ مسافر روزہ نہ رکھے یا جمعہ نہ پڑھے تو ترک کرنے کے سبب گنہگار نہ ہوگا، اور اگر جمعہ پڑھے اس کے تو ذمہ سے فرض نماز ہی ادا ہوتی ہے اس لئے جمعہ کی نماز پڑھا سکتا ہے اگر چہ شرعی مسافر ہو علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ جمعہ کی امامت ہر مرد کر سکتا ہے جو اور نمازوں میں امام ہوسکتا ہوا گر چہ اس پر جمعہ فرض نہ ہو جیسے مریض مسافر غلام یعنی جبکہ سلطان اسلام یا اس کا نائب یا جس کو اس نے اجازت دی بیمار ہو یا مسافر تو یہ سب نماز جمعہ پڑھا سکتے ہیں یا انہوں نے کسی مریض یا مسافر یا غلام یا کسی لائق امامت کو اجازت دی ہو یا بضرورت عام لوگوں نے کسی ایسے کو امام مقرر کیا ہو جو امامت کرسکتا ہو۔(بہار شریعت ح ۴ رجمعہ کا بیان)واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(کن دلائل کے سبب گاؤں میں جمعہ جائز نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کن دلائل کے سبب گاؤں میں جمعہ جائز نہیں؟

المستفتی:۔ سید خلیق اشرف کچھوچھہ شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملک الوہاب

دیہات میں جمعہ جائز نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ جمعہ پڑھنے کے لیے چھ شرطیں ہیں کہ ان میں سے ایک شرط بھی مفقود ہو تو ہو گا ہی نہیں ۔جس میں شرط اول ہے مصر یا فنائے مصر ''مصر'' وہ جگہ ہے جس میں متعدد کوچے اور بازار ہوں اور وہ ضلع یا پرگنہ ہو کہ اس کے متعلق دیہات گنے جاتے ہوں اور وہاں کوئی حاکم ہو کہ اپنے دبدبہ وسطوت کے سبب مظلوم کا انصاف ظالم سے لے سکے یعنی انصاف پر قدرت کافی ہے، اگر چہ ناانصافی کرتا اور بدلہ نہ لیتا ہو

''فنائے مصر'' جو جگہ مصر کے آس پاس مصر مصلحتوں کے لیے ہو اسے ''فنائے مصر'' کہتے ہیں ۔جیسے قبرستان، گھوڑ دوڑ کا میدان، فوج کے رہنے کی جگہ، کچہریاں، اسٹیشن کہ یہ چیزیں شہر سے باہر ہوں تو فنائے مصر میں ۔(بہار شریعت وعامۂ کتب فقہ)

چونکہ گاؤں کا شمار نہ مصر میں آتا ہے نہ فنائے مصر میں اس لئے گاؤں میں نماز جمعہ جائز نہیں ۔جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت مسافر غلام بچے اور گاؤں والے ان پانچ لوگوں پر جمعہ نہیں ہے ۔(طبرانی)

سنن الکبری للبیہقی میں ہے ''لا جمعة ولا تشريق الا فی مصر جامع'' یعنی جمعہ اور تشریق نہیں مگر شہر میں. واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(جس کی نماز فجر قضا ہوگئی ہو کیا وہ جمعہ وعید کی نماز پڑھ سکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو فجر کی نماز نہیں پڑھتے کیا ان کی جمعہ وعیدین کی نماز نہیں ہوتی ہے؟ قرآن وحدیث کے حوالے سے جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی:۔اشتیاق احمد خان نگڑی پونہ مہاراشٹر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

جو صاحب ترتیب نہیں ہے یعنی جس کے ذمہ پانچ نمازوں سے زیادہ قضا جمع ہوگئی ہوں اس کی نماز ہو جائے گی اگر چہ ادا کرتے کرتے اب کم باقی ہوں، اور اگر صاحب ترتیب ہے تو جب تک صبح کی نماز نہ پڑھ لے جمعہ نہ ہوگا۔(فتاوی رضویہ جلد ۸ ص ۱۶۴/دعوت اسلامی)

ہاں اگر صاحب ترتیب تھا لیکن اسے یاد نہ رہا اور جمعہ پڑھ لیا تو نماز ہوگئی دہرانا ضروری نہیں جیسا کہ علامہ صدرالشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ اگر بھولنے یا تنگی وقت کے سبب ترتیب ساقط ہوگئی تو وہ بھی عود نہ کرے گی مثلا بھول کر نماز پڑھ لی اب یاد آیا تو نماز کا اعادہ نہیں اگر چہ وقت میں بہت کچھ گنجائش ہو۔(بہار شریعت حصہ ۴) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

(خطبۂ جمعہ کے بعد امام نصیحت کرسکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ خطبۂ جمعہ کے لئے جو اذان ہوتی ہے اسکے بعد امام کا یہ کہنا کہ خطبہ سننا واجب ہے؟ دوزانوں ہو کر بیٹھ جائیں کیسا ہے؟ یا پھر پہلے کہہ سکتے ہیں؟ جواب ارشاد فرمائیں۔ **المستفتی**:۔غلام مرسلین رضا قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

خطبۂ جمعہ سے پہلے اذان خطبہ کے بعد امام کو اجازت ہے کہ وہ نیک کام کرنے کا حکم دے سکتا ہے اور برے کام سے روک سکتا ہے۔ جیسے امام نے کہا،،خطبہ سننا واجب ہے یا دو زانوں ہو کر بیٹھ جاؤ یا چپ ہو جاؤ وغیرہ اس طرح کی باتوں کے کرنے کا حکم دینا درست وصحیح ہے۔ اس کی ممانعت نہیں۔فقیہ اعظم حضور صدرالشریعہ بدرالطریقہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ جب امام خطبہ کے لئے کھڑا ہوا اس وقت سے ختم نماز تک نماز واذکار اور ہر قسم کا کلام منع ہے۔نیز جو چیزیں نماز میں حرام ہیں مثلاً کھانا پینا سلام وجواب وغیرہ یہ سب خطبہ کی حالت میں بھی حرام ہیں یہاں تک کہ امر بالمعروف ہاں خطیب امر بالمعروف کرسکتا ہے، جب خطبہ پڑھے تو تمام حاضرین پر سننا اور چپ رہنا فرض ہے۔(بہار شریعت ح ۴ ،ص ۷۷۴)

اسی طرح بعد ختم خطبہ بھی امام کہہ سکتا ہے کہ صف وغیرہ درست کر لیجئے جیسا کہ فتاوی امجدیہ میں ہے خطبہ کے بعد امام درستگی صف کے متعلق ہدایت کرسکتا ہے۔نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے صف قائم ہونے کے بعد ایک شخص کو دیکھا کہ اس کا سینہ صف سے باہر نکلا ہوا ہے ارشاد فرمایا

"لا تختلفوا فتختلف قلوبکم"(ج ا ص ۳۰۱)

مذکورہ بالا عبارات سے واضح ہوگیا کہ امام بعد اذان خطبہ یہ کہہ سکتا ہے کہ خطبہ سننا واجب ہے، یا دو زانوں ہو کر بیٹھ جاؤ وغیرہ۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

ابو الفیضان محمد عتیق اللہ صدیقی

(فجر قضا ہوگئی تو جمعہ کی امامت کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کسی امام صاحب سے نیند کے غلبہ میں فجر کی نماز چھوٹ گئی تو اس امام صاحب کے پیچھے جمعہ کی نماز کا کیا حکم ہے؟ اور امام نے وہ فجر کی قضاء پڑھ لی ہو تو کیا حکم ہے؟ **المستفتی**:۔ساجد رضانا گپور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگرکسی کی نماز سونے کہ وجہ سے یا بھولنے کی وجہ سے قضاء ہوجائے تو بیدار ہونے پر پڑھ لے جبکہ مکروہ وقت نہ ہو کہ اس کا وہی وقت ہے تو اس پر قضا کا گناہ بھی نہ ہوگا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوتے میں (اگر نماز جاتی رہی) تو قصور نہیں، قصور تو بیداری میں ہے۔(صحیح مسلم)

ایک دوسری حدیث میں ہے حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا جو نماز سے سوجائے یا بھول جائے تو جب یاد آئے پڑھ لے کہ وہی اس کا وقت ہے۔(صحیح بخاری ومسلم)

اور علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں سوتے میں یا بھولے سے نماز قضا ہوگئی تو اس کی قضا پڑھنی فرض ہے، البتہ قضا کا گناہ اس پر نہیں مگر بیدار ہونے اور یاد آنے پر اگر وقت مکروہ نہ ہو تو اسی وقت پڑھ لے تاخیر مکروہ ہے۔(بہار شریعت ح ۴ قضا نماز کا بیان)

ہاں اگر بیدار ہونے پر وقت مکروہ نہ تھا پھر بھی نہ پڑھا تو قضا کا گناہ ہوگا لیکن جب بھی پڑھے گا قضاء اس کے ذمہ سے ساقط ہوجائے گی چونکہ سوال میں مذکور ہے کہ قضا کو امام نے ادا

کرلیا تو کوئی قباحت نہیں، اور اگر قضا بھی نہ پڑھی جب بھی نماز جمعہ ہو جائے گی ہاں اگر صاحب ترتیب سے فجر قضا ہو جائے پھر پڑھے بغیر جمعہ کی نماز پڑھائے تو نماز نہ ہوگی جب کہ قضا یاد ہو اور قضا پڑھنے کے لئے وقت میں گنجائش ہو۔ (عامۂ کتب فقہ) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(وَلِتُكۡمِلُوا الۡعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰٮكُمۡ)

روزوں کی گنتی پوری کرواور اللہ کی بڑائی بولوکہ اس نے تمھیں ہدایت فرمائی۔

(کنزالایمان،سورۃ البقرۃ ۱۸۵)

عیدین کابیان

۱۰/فتاوی

ناشرین

جملہ اراکین مسائل شرعیہ

(نماز عید کا طریقہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام کہ نماز عید کا طریقہ کیا ہے؟ مفصل تحریر فرمادیں۔

المستفتی:۔ عبد الغفار قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز عید الفطر کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے اس طرح نیت کرے ”نیت کی میں نے دو رکعت نماز عید الفطر واجب مع زائد چھ تکبیروں کے واسطے اللہ تعالی کے پیچھے اس امام کے منھ میرا کعبہ شریف کی طرف اللہ اکبر“

اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ کانوں تک لے جائے پھر لا کر ناف کے نیچے ہاتھ باندھ لے پھر ثناء پڑھے پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ چھوڑ دے پھر ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ چھوڑ دے پھر ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے یعنی پہلی تکبیر میں ہاتھ باندھے، اس کے بعد دو تکبیروں میں ہاتھ لٹکائے پھر چوتھی تکبیر میں باندھ لے۔اس کو یوں یاد رکھے کہ جہاں تکبیر کے بعد کچھ پڑھنا ہے وہاں ہاتھ باندھ لئے جائیں اور جہاں پڑھنا نہیں وہاں ہاتھ چھوڑ دئے جائیں، پھر امام اعوذ اور بسم اللہ آہستہ پڑھ کر جہر کے ساتھ الحمد اور سورت پڑھے پھر رکوع و سجدہ کرے، دوسری رکعت میں پہلے الحمد و سورت پڑھے پھر تین بار کان تک ہاتھ لے جا کر اللہ اکبر کہے اور ہاتھ نہ باندھے اور چوتھی بار بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں جائے، یاد رہے کہ ہر دو تکبیروں کے درمیان تین تسبیح کی قدر سکتہ کرے، پھر سجدہ کرے پھر التحیات و درود شریف پڑھ کر

سلام پھیر دے۔

اس کے بعد خطبہ پڑھے یاد رہے خطبہ پڑھنے سے پہلے بیٹھنا نہیں ہے بلکہ کھڑے ہو جانا ہے البتہ خطبہ شروع کرنے سے قبل ۹/ بار اللہ اکبر کہے کہ سنت ہے۔

چونکہ حکومت کی طرف سے زیادہ سختی ہے اس لئے مختصر خطبہ اولیٰ پڑھے، پھر امام بیٹھ جائے اور دوسرے خطبہ سے قبل ۷/ بار اللہ اکبر کہے پھر خطبۂ ثانی پڑھے، پھر ۱۴/ بار اللہ اکبر کہے اس کے بعد دعا مانگیں۔

نوٹ:۔عیدین میں اذان واقامت نہیں ہے صرف دو بار اتنا کہنے کی اجازت ہے "الصلوۃ جامعہ"

(۲) اگر کوئی واجب ترک ہو جائے تو سجدہ سہو ضرور کریں کہ واجب ہے اور جو یہ کہا گیا ہے کہ عیدین میں سجدہ سہو نہیں وہ بڑی جماعت کے لئے ہے جہاں فتنہ کا خوف ہو خواہ عیدین کی نماز ہو یا جمعہ، اور اس سال یہ معاملہ نہیں ہے کیونکہ صرف پانچ مقتدیوں کی اجازت ہے۔

(۳) نماز عید الاضحی کا بھی یہی طریقہ ہے بس فرق اتنا ہے کہ نیت میں عید الفطر کے بجائے عید الاضحی کہنا ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

فقیر تاج محمد قادری واحدی

نوٹ:۔یہ ۲۰۲۰ء کا فتوی ہے۔

(عید کی نماز میں تکبیر تین سے زیادہ یا کم ہو جائے تو نماز ہو گی یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عید کی نماز میں تکبیر تین سے زیادہ یا کم ہو جائے تو نماز ہوگی یا نہیں؟ اور اس کے علاوہ کوئی غلطی ہو جائے سجدہ سہو کریں گے یا نہیں؟ جواب عنایت کریں اور شکریہ کا موقع عطا کریں

المستفتی:۔اکرم علی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

عیدین میں تکبیریں کم یا زائد یا غیر محل ہو جائیں یا اور کوئی واجب سہواً چھوٹ جائے تو ان سب صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہے جب کہ جماعت کثیر نہ ہو اور فتنہ کا صحیح اندیشہ نہ ہو اور اگر جماعت کثیر ہو اور فتنہ کا صحیح اندیشہ ہو تو سجدہ سہو نہ کرنا ہی بہتر ہے۔فقہ حنفی کی مشہور کتاب بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ ۵۳ ر پر ہے کہ عیدین کی سب تکبیریں یا بعض بھول گیا یا زائد کہیں یا غیر محل میں کہیں ان سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے۔الخ

اور فتاوی ہندیہ جلد اول مصری صفحہ ۱۲۰ ر پر ہے (قال فی البدائع اذا ترکہا (او تکبیرات العید) اونقص منہا اوزادعلیہا اواتی بہا فی غیر موضعہا فانہ یجب علیہ السجود کذافی البحر الرائق)

لیکن جمعہ وعیدین میں اگر جماعت کثیر ہو تو سجدہ سہو نہ کرنا بہتر ہے جیسا کہ اسی فتاوی ہندیہ میں چند سطر بعد ہے (قالوا لایسجد للسہو فی العیدین والجمعۃ لئلایقع الناس فی فتنۃ کذافی المضمرات ناقلاعن المحیط) یعنی مشائخ کرام نے فرمایا کہ عیدین

اور جمعہ میں سجدۂ سہو نہ کرے اس لئے کہ لوگ فتنہ میں پڑ جائیں گے اسی طرح مضمرات میں محیط سے منقول ہے ۔لہذا اگر جماعت کثیر نہ تھی اور لوگوں میں فتنہ پڑ جانے کا اندیشہ نہ تھا تو امام پر سجدہ سہو کرنا واجب اور نہ کرنے پر نماز کا اعادہ واجب اور اگر جماعت کثیر تھی اور لوگوں میں فتنہ پڑ جانے کا اندیشہ تھا تو سجدہ سہو نہ کرنا بہتر (ماخوذ از فتاوی فیض الرسول جلد اول صفحہ ۴۲۹/۴۳۰)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خاں امجدی

(دیہات میں جمعہ وعیدین کی متعدد جماعت کرنا کیسا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کرونا کی وجہ سے حکومت نے پانچ سے زائد افراد کو ایک ساتھ جمع کرنے سے منع کر دیا ہے جس کی وجہ سے کچھ دیہاتوں میں عید گاہ کے بجائے مسجد میں جمعہ وعیدین کی دو تین جماعتیں ہوئی ہیں کیا یہ درست ہے؟ جبکہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماے ہیں کہ جمعہ وعیدین دیہات میں ناجائز ہے اور ان کا پڑھنا گناہ ہے۔(فتاوی رضویہ جلد ۳ ص ۷۱۹)

دریافت طلب یہ امر ہے کہ کرونا کی وجہ سے جنھوں نے جمعہ وعیدین کی دو تین جماعتیں نئی جگہ یعنی مسجد میں (جہاں جمعہ کی نماز ادا کی جاتی تھی) ادا کی ہیں وہ شرعاً گنہگار ہوئے یا نہیں؟ یونہی جو امام امامت کے کام کو انجام دیئے وہ گنہگار ہوئے یا نہیں؟ یا اس کو عذر میں شمار کیا جائے گا؟ نیز آنے والے وقت میں کرونا کا معاملہ ختم نہ ہوا تو جمعہ وعیدین کی دو تین جماعت مسجد میں ادا کی جا سکتی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی:۔راج محمد واحدی مقام گائیڈیہ پوسٹ چمروپور تحصیل اترولہ ضلع بلرام پور

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب

جمعہ وعیدین کیلئے جو شرائط ہیں ان میں سے ایک شرط شہر کا ہونا بھی ہے دیہات میں جمعہ وعیدین کی نماز جائز نہیں اور ان کا پڑھنا گناہ ہے مگر جاہل عوام جہاں پڑھتے ہوں انہیں منع کرنے کی ضرورت نہیں جیسا کہ حضور اعلی حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ جمعہ

وعیدین دیہات میں ناجائز ہیں اوران کاپڑھنا گناہ مگر جاہل عوام اگر پڑھتے ہوں توانہیں منع کرنے کی ضرورت نہیں کہ عوام جس طرح اللہ ورسول کانام لے لیں غنیمت" کما فی البحر الرائق والدر المختار والحدیقة الندیة وغیرھا "(فتاویٰ رضویہ قدیم جلدسوم صفحہ ۷۱۸)

جب لاک ڈاؤن کے سبب عوام کواکٹھا ہونے کی اجازت نہیں ہے تو جتنے لوگوں کی اجازت ہے وہی لوگ جمعہ وعیدین کی ایک جماعت قائم کرسکتے ہیں انہیں منع نہ کیاجائے گا اوردوسری تیسری جماعت قائم کرنے کی دیہات میں ہرگزاجازت نہیں جولوگ قائم کریں گے گنہگارہوں گےحضوراعلی حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریرفرماتے ہیں کہ باجماع جملہ ائمہ حنفیہ اس میں جمعہ وعیدین باطل ہیں اور پڑھنا گناہ تمام متون وشروح وفتاویٰ میں ہے" شرط صحتھا المصر "درمختار میں ہے"صلاۃ العید فی القری تکرہ تحریمالانه اشتغال بمالایصح لان المصرشرط الصحة "خودنہ پڑھیں گے حکم پوچھاجائے گاتوفتوی یہ دیں گے جہاں نہیں ہوتے قائم نہ کریں گے بااین ہمہ اگرعوام پڑھتے ہوں گے منع نہ کریں گے۔درمختار"کرہ تحریماصلاۃ مطلقاولونفلامع شروق الاالعوام فلایمنعون من فعلھالانھم یترکونھا والاداء الجائزعندالبعض اولی من الترك "ردالمحتارمیں ہے "قوله فلایمنعون افادان المستثنی المنع لاالحکم بعدم الصحة عندناقوله عندالبعض ای بعض المجتھدین کالامام الشافعی ھنا "(فتاویٰ رضویہ قدیم جلدسوم صفحہ ۷۴۱)

ان دلائل سے بالکل واضح ہے کہ دیہات میں نماز جمعہ وعیدین کی دوسری تیسری جماعت قائم کرنے والے گنہگار ہوئے اولاً تو دیہات میں جائز ہی نہیں ثانیاً جمعہ وعیدین شعائراسلام میں سے ہیں اوراس طرح متعدد جماعت ایسی جگہ قائم کرناجہاں جائز ہی نہیں شوکت اسلام باقی نہیں رہتا۔

معلوم ہونا چاہئے کہ دیہات میں جمعہ فرض ہی نہیں جہاں پرلوگ پڑھتے ہیں وہاں بھی

ان کے ذمہ سے ظہر ساقط نہیں ہوگا ظہر ادا کرنا ہی ہوگا لہذا جو ایک جماعت قائم ہے فقط وہی قائم کریں دوسری تیسری جماعت ہرگز ہرگز نہ قائم کریں یونہی عیدین، ورنہ قائم کرنے والے امام ومقتدی سب گنہگار ہوں گے جن لوگوں نے قائم کیا وہ توبہ واستغفار کریں اور آئندہ اس طرح جمعہ وعیدین کی جماعت قائم نہ کریں شہر کے علاوہ دیگر کئی شرائط اور ہیں جو اس صورت میں نہیں پائے جاتے جیسے امام کا ماذون ہونا دوسری جماعت کے لئے اعلم علمائے بلد کی اجازت ہونا وغیرہ وغیرہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری رضوی

(لاک ڈاؤن کی وجہ سے نماز عید گھر پر پڑھنا کیسا؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا عید کی نماز گھر پر پڑھ سکتے ہیں کچھ لوگ عید گاہ میں پڑھ لیں باقی دس پانچ آدمی الگ الگ گھر پر جماعت کرلیں کیا ایسا کرنا درست ہے؟ **المستفتی:۔عباس علی پونا**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

موجودہ صورتحال میں لاک ڈاؤن کے سبب لوگوں کو اکٹھا ہونے کی اجازت نہیں ہے اس لئے لوگ مجبور ہیں اس وجہ سے ان پر نماز جمعہ وعیدین فرض نہیں کہ بادشاہ یا چور وغیرہ کسی ظالم کا خوف نہ ہونا، یہ جمعہ وعیدین کے لئے شرط ہے۔(بہار شریعت حصہ چہارم)

اب لوگوں کا یہ سوال کرنا کہ گھر میں پڑھ لیں معلوم ہونا چاہئے کہ مصر یا فنائے مصر کا ہونا بھی شرط ہے دیہات وغیرہ میں جمعہ وعیدین کی نماز نہیں ہوگی جیسا کہ حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ جمعہ وعیدین دیہات میں ناجائز ہے اور ان کا پڑھنا گناہ مگر جاہل عوام اگر پڑھتے ہوں تو انہیں منع کرنے کی ضرورت نہیں کہ عوام جس طرح اللہ ورسول کا نام لے لیں غنیمت "کمافی البحر الرائق والدر المختار والحدیقۃ الندیۃ وغیرھا"(فتاویٰ رضویہ قدیم جلد سوم صفحہ ۷۱۹)

اگر شہر میں ہوں تو بھی گھر میں عیدین کی نماز نہیں ہوسکتی اس لئے کہ دو اہم شرطیں نہیں پائی جائیں گی ایک تو اذن عام کہ یہ شرط موجودہ صورتحال میں اور بھی مشکل ہے گھر میں مزید دشوار۔

دوم:۔ جمعہ وعیدین کی نماز ہر کوئی نہیں قائم کرسکتا جیسا کہ حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ جمعہ وعیدین کی امامت پنجگانہ کی امامت سے بہت خاص ہے امامت پنجگانہ میں صرف اتنا ضرور ہے کہ امام کی طہارت ونماز صحیح ہو قرآن عظیم صحیح پڑھتا ہو بدمذہب نہ ہو فاسق معلن نہ ہو پھر جو کوئی پڑھا دے گا نماز بلاخلل ہو جائے گی بخلاف نماز جمعہ وعیدین کہ ان کے لئے شرط ہے کہ امام خود سلطان اسلام ہو یا اس کا ماذون اور جہاں یہ نہ ہوں تو بضرورت جسے عام مسلمانوں نے جمعہ وعیدین کا امام مقرر کیا ہو کما فی الدرمختار وغیرہ دوسرا شخص اگر چہ کیسا ہی عالم وصالح ہو ان نمازوں کی امامت نہیں کرسکتا اگر کرے گا نماز نہ ہوگی۔ (فتاویٰ رضویہ قدیم جلد سوم صفحہ ۸۰۱)

جہاں اسلامی سلطنت نہ ہو وہاں جو سب سے بڑا فقیہ سنی صحیح العقیدہ ہو، احکام شرعیہ جاری کرنے میں سلطان اسلام کے قائم مقام ہے لہٰذا وہی جمعہ وعیدین قائم کرے بغیر اس کے اجازت کے نہیں ہوسکتا اور یہ بھی نہ ہو تو عام لوگ جس کو امام بنائیں، عالم کے ہوتے ہوئے عوام بطور خود کسی کو امام نہیں بنا سکتے نہ یہ ہوسکتا ہے کہ دو چار شخص کسی کو امام مقرر کرلیں ایسا جمعہ کہیں سے ثابت نہیں۔ (بہار شریعت حصہ چہارم)

خلاصہ ان شرائط کے نہ پائے جانے کے سبب نماز عید گھروں میں ہرگز ہرگز نہ ہوگی اگر لاک ڈاؤن کھل گیا پھر تو کوئی بات نہیں ورنہ جس طرح چند لوگ نماز جمعہ میں شریک ہوکر جمعہ پڑھتے ہیں اور باقی لوگ حکومت کے خوف سے مسجد تک نہیں آتے اسی طرح عید کی بھی نماز پڑھی جائے گی موجودہ صورتحال کے سبب نماز عید کے بارے میں مسلمان معذور ہیں نماز عید ان کے ذمہ سے ساقط ہے کچھ نااہل اور بدمذہبوں کی غلط مسئلہ بیانی جو ویبسائٹ پر عام ہے اس سے اجتناب کریں اور ان کی تحریر پر ہرگز ہرگز عمل نہ کریں۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خان امجدی قادری رضوی

(فجر کے بعد فوراً عید کی نماز ہوگی یا نہیں؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا ہم لوگ فجر کی نماز پڑھنے کے تھوڑی ہی دیر بعد عید کی نماز پڑھیں تو عید کی نماز ہوگی کہ نہیں؟ **المستفتی:۔عارف بھاگلپور**

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

نماز فجر کے فوراً بعد عید الفطر کی نماز نہ ہوگی کہ عید الفطر کی نماز سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھنا چاہئے نماز فجر کے بعد اتنا انتظار کریں کہ بقدرِ ایک نیزہ آفتاب بلند ہو جائے جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ عیدین کی نماز کے وقت بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ نماز کا وقت بقدر ایک نیزہ آفتاب بلند ہونے سے ضحوہ کبریٰ یعنی نصف النہار شرعی تک ہے مگر عید الفطر میں دیر کرنا اور عید الاضحی جلد پڑھ لینا مستحب ہے اور سلام پھیرنے کے پہلے زوال ہوگیا ہو تو نماز جاتی رہی۔(بہار شریعت جلد اول حصہ چہارم صفحہ نمبر ۹۴) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد الطاف حسین قادری

(کیا بوقت تعمیر مسجد دوسری جگہ نماز جمعہ وعیدین پڑھ سکتے ہیں؟)

اَلسَلامُ عَلَیکُم وَرَحمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد ہے پرانی وہ بہت چھوٹی ہے اس میں پنج وقتہ نماز اور جمعہ کی نماز بھی ہوتی ہے اب اس کو شہید کرکے پھر سے دوبارہ اور بڑی بنانا چاہتے ہیں مسجد شہید کرنے کی وجہ سے اب نماز اور جمعہ میں کافی دقت ہو رہی ہے کیونکہ مسجد کی تعمیر کا کام چل رہا ہے اب زید کا یہ کہنا ہے کہ کچھ دنوں کے لیے جب تک کہ مسجد تعمیر نہیں ہو جاتی کیا دوسری جگہ نماز اور جمعہ کی نماز ادا کر سکتے ہیں اور بعد میں اس جگہ کا کیا حکم ہوگا؟ کیا یہ زمین گھر کے دیگر کاموں میں لائی جا سکتی ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی:۔اقبال احمد رضوی سسوا باز ار ضلع سنت کبیر نگر اتر پردیش

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب

مسجد کی تعمیر وتوسیع کی وجہ سے کسی دوسرے جگہ کو انتخاب کرکے وہاں نماز پنجگانہ اور جمعہ بھی اگر پہلے سے قائم ہو تو پڑھ سکتے ہیں جب کہ سب کے لیے اذن عام ہو۔

بہار شریعت مطبوعہ قادری کتاب گھر جلد اول حصہ چہارم صفحہ ۹۹ میں ہے: بادشاہ نے اپنے مکان میں جمعہ پڑھا اور دروازہ کھول دیا لوگوں کو آنے کی عام اجازت ہے تو ہو گیا لوگ آئیں یا نہ آئیں اور دروازہ بند کرکے پڑھا یا دربانوں کو بٹھا دیا کہ لوگوں کو آنے نہ دیں تو جمعہ نہ ہوا۔لہذا معلوم ہوا کہ جہاں کہیں بھی نماز کے لیے جگہ منتخب ہو وہاں سب کے لیے اذن عام ہو یعنی کوئی منع کرنے والا نہ ہو، مسجد تعمیر ہونے کے بعد مسجد میں نماز پڑھیں، اور اس جگہ کو گھر کے جس

کام میں بھی لانا چاہتے ہیں لا سکتے ہیں اس لیے کہ وہ جگہ صرف نماز پڑھنے سے مسجد نہیں ہو گی جب تک کہ مسجد کے لیے کوئی زمین وقف نہ کر دے یا گاؤں والے سب مل کر زمین نہ خرید لیں

کتب فقہ میں ہے: "الوقف لا یملك" وقف کی زمین کسی کی ملک نہیں ہوتی بلکہ وقف کی زمین و مسجد اللہ کی ذاتی ملک ہے کما قال اللہ تعالیٰ وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ" (سورہ جن آیت ۱۸) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

العبد محمد عمران قادری تنویری عفی عنہ

(بغیر فجر کی نماز پڑھے عید و بقر عید کی نماز پڑھنا کیسا ہے؟)

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جو شخص فجر کی نماز نہ پڑھے تو کیا اس کی عیدین کی نماز درست ہوگی یا نہیں؟ **المستفتی:۔** مولانا عتیق رضا بہرائچ شریف

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

اگر کسی نے فجر کی نماز نہیں پڑھی یا جو لوگ نماز پنجگانہ نہیں پڑھتے ہیں یا صرف جمعہ اور عیدین کی نماز ادا کرتے ہیں انکی نماز جمعہ صحیح ہے اور عیدین بھی جب کہ ان نمازوں کی صحت شرائط پائے جائیں لیکن نمازیں پنجگانہ نہ پڑھنے کی وجہ سے نماز عیدین اور جمعہ کے صحت پر اثر نہ پڑے، ہاں نماز پنجگانہ قصداً چھوڑنا سخت گناہ و حرام ہے تو جو لوگ عید اور بقر عید اور جمعہ کی نمازیں پڑھتے ہیں مگر نماز پنجگانہ نہیں پڑھتے ہیں وہ اسکے باعث سخت گنہگار اور مستحق عذاب نار ہیں حدیث شریف میں ہے کہ "من ترك الصلاة متعمدا فقد كفر" یعنی جس نے جان بوجھ کر نماز ترک کیا گویا کہ اس نے کفر جیسا کام کیا۔(کنز العمال ۸ ص ۲۸۰ بحوالہ فتاوی مرکز تربیت افتاء جلد اول) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ
محمد انیس الرحمن حنفی رضوی

(کیا تکبیر تشریق عورتوں پر بھی واجب ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ کیا تکبیر تشریق کہنا عورت پر بھی واجب ہے؟

المستفتی:۔ محمد علی کانپور

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ عورتوں پر تکبیر تشریق واجب نہیں اگرچہ جماعت سے نماز پڑھیں ہاں اگر مرد کے پیچھے عورت نے پڑھی اور امام نے اس کے امام ہونے کی نیت بھی کی تو عورت پر بھی تکبیر تشریق واجب ہے مگر آہستہ کہے۔(بہار شریعت حصہ ۴ ص ۷۸۵ ناشر مکتبہ المدینہ دہلی)

عورت پر تکبیر جب واجب ہوگی جب مذکورہ شرط پائی جائے گی مگر اس دور میں عورتیں اپنے گھروں میں اکیلے نماز پڑھتی ہیں لہذا ان پر واجب نہیں البتہ مستحب ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

(عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی ابتداء کب سے ہوئی؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ یہ کب اور کیسے بنیں اسکی مکمل تاریخ کو بیان کریں **المستفتی**:۔محمد دلشاد رضا بھوجی پورہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لائے تو یہاں کے لوگ سال میں دو دن بطور لہو لعب (کھیل کود وغیرہ) مناتے تھے آپ ﷺ نے انہیں یہ دونوں دن منانے سے منع کر دیا اور ان کی بجائے دو دن بطور عید منانے کی اجازت دی۔ایک دن عید الفطر کا جو یکم شوال المکرم میں روزوں کی تکمیل کے سلسلے میں منایا جاتا ہے جبکہ دوسرا دن عید الاضحیٰ کا ہے جو یاد سنت ابراہیمی کے طور پر منایا جاتا ہے دونوں دنوں میں مسلمان خود خوش ہوتے اور ان کا پروردگار عالم بھی۔غیر مسلم اقوام سال میں اپنے دو دن منا کر خود تو خوش ہوتی ہے لیکن انکے خدا کے خوش ہونے نہ ہونے کا انہیں یقین نہیں ہے گویا مسلمانوں کے اسلامی تہوار با مقصد ہوتے ہیں جبکہ غیر مسلموں کے تہوار بے مقصد اور فضول ہوتے ہیں۔

(شرح مسند امام اعظم کتاب الصلوٰۃ صفحہ ۳۴۸)

حاصل کلام یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے مدینہ ہجرت کر کے تشریف لے گئے تو وہاں کے لوگ کھیل تماشوں میں سال میں دو دن گزارتے تھے نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا اور ان کو عیدین کے تہوار عطا فرمائے تا کہ ان کی خوشی بھی ہو جائے اور اللہ کی عبادت بھی ہو جائے

عیدین کی نماز ہجرت کے بعد سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے ساتھ مدینہ شریف میں ادا فرمائی۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

عبیداللہ رضوی بریلوی

(کبھی کبھی امامت کرنے والا کیا عید کی نماز پڑھا سکتا ہے؟)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسئلہ:۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید ایک طالب علم ہے جو کبھی کبھی پنج وقتہ نماز پڑھا دیتا ہے تو کیا زید عید کی نماز پڑھا سکتا ہے؟ مفصل ومدلل جواب عنایت کریں مہربانی ہوگی

المستفتی:۔ محمد ابو الکلام بنارس

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

سرکار اعلی حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ جمعہ وعیدین کی امامت پنجگانہ کی امامت سے بہت خاص ہے امامت پنجگانہ میں صرف اتنا ضرور ہے کہ امام کی طہارت ونماز صحیح ہو قرآن عظیم صحیح پڑھتا ہو بدمذہب نہ ہو فاسق معلن نہ ہو پھر جو کوئی پڑھا دے گا نماز بلاخلل ہو جائے گی بخلاف نماز جمعہ وعیدین، کہ ان کے لئے شرط ہے کہ امام خود سلطان اسلام ہو یا اس کا ماذون اور جہاں یہ نہ ہوں تو بضرورت جسے عام مسلمانوں نے جمعہ وعیدین کا امام مقرر کیا ہو کما فی الدرالمختار وغیرہ دوسرا شخص اگرچہ کیسا ہی عالم وصالح ہو ان نمازوں کی امامت نہیں کرسکتا اگر کرے گا نماز نہ ہوگی۔(فتاوی رضویہ قدیم جلد سوم صفحہ ۸۰۱)

جہاں اسلامی سلطنت نہ ہو وہاں جو سب سے بڑا افقیہ سنی صحیح العقیدہ ہو، احکام شرعیہ جاری کرنے میں سلطان اسلام کے قائم مقام ہے لہذا وہی جمعہ وعیدین قائم کرے بغیر اس کی اجازت کے نہیں ہوسکتا اور یہ بھی نہ ہو تو عام لوگ جس کو امام بنائیں، عالم کے ہوتے ہوئے عوام بطور خود کسی کو امام نہیں بنا سکتے نہ یہ ہوسکتا ہے کہ دو چار شخص کسی کو امام مقرر کرلیں ایسا جمعہ کہیں

سے ثابت نہیں ۔(بہار شریعت حصہ چہارم)

خلاصہ عیدین کے لئے وہی شرائط ہیں جو جمعہ کے لئے ہیں تو اگر زید ماذون یا مقررہ امام ہے تو عید کی امامت کرسکتا ہے ورنہ نہیں اگر کرے گا تو نماز ہوگی ہی نہیں ۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد ابراہیم خاں امجدی

(تأثرات برائے جلد دوم)

فتاوی مسائل شرعیہ جلد دوم شائع کرنے پر کچھ احباب تاثر پیش کئے تھے جسے محفوظ کرلیا گیا تھا وہ تمام تاثرات اس جلد کے ساتھ شائع کیا جارہا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) یہ سوشل میڈیا کی دنیا میں میں سمجھتا ہوں کہ باقاعدہ اور باضابطہ اور مستند و معتمد طور طریقوں پر مسائل شرعیہ کا حل اور انکا اہتمام بھی "مسائل شرعیہ" کے گروپ اور منتظمین کو اولاً حاصل ہوا ہے ایک گروپ اور جماعت کے طور پر اور پی ڈی ایف میں فتاویٰ جات کو پی ڈی ایف کی شکل میں جلدیں بنا کر نظر قارعین کرنے کی اولیت اور ابتدا بھی فقیر کی دانست میں "مسائل شرعیہ گروپ" اور اس کے منتظمین ہی کو حاصل ہوا ہے ہوسکتا ہے اس سے پہلے بھی رسم اجراء کہیں ہوئی ہو لیکن اس اہتمام اور انتظام کے ساتھ فقیر کی نظر سے فتاویٰ جات اور ان کے مجموعہ جلدوں کی رسم اجرا سوشل میڈیا پر مجھے معلوم نہیں ہے میں سمجھتا ہوں کہ "مسائل شرعیہ" کا اس طرح اہتمام ویب سائٹ بنا کر نیٹ پر ڈالنا اور پھر انہیں کتابی شکل دینا پی ڈی ایف میں رسم اجراء کرنا یہ مسائل شرعیہ گروپ کے منتظمین مرتبین مجیبین اور مصدقین کے نام ہی جاتا ہے کہ انہوں نے ہی اس کام کی ابتدا سوشل میڈیا پر باقاعدہ طور پر کی ہے ویسے کسی نے کبھی رسم اجرا کسی اور کتاب کے جلد کی ہو تو نہیں کہہ سکتے لیکن مجھے معلوم نہیں ہے۔

سید شمس الحق برکاتی مصباحی

(۲) بسم اللہ الرحمن الرحیم ماشاءاللہ الحمدللہ آج مجاہد اہلسنت ترجمان مسلک اعلی حضرت حضرت مولانا الشاہ تاج محمد واحدی قادری ارشدی دامت برکاتہم العالیہ اور پاسبان مسلک اعلی حضرت محسن ملت ماہر علوم وفنون حضرت مولانا الشاہ محمد ابراہیم خان امجدی قادری ارشدی دامت برکاتہم القدسیہ کے ذریعہ سے یہ خوشخبری ملی ہے کہ فتاوی مسائل شرعیہ کی جلد دوم منظر عام

پر آچکی ہے اس کا اجرا خلیفہ حضور تاج الشریعہ مفتی اہلسنت فخر السادات حضرت علامہ الشاہ پیر سید محمد شمس الحق برکاتی قادری دامت برکاتہم القدسیہ اپنے دست مبارک سے فرمائیں گے یہ خبر سن کر بہت ہی خوشی ہوئی ہے دل کی گہرائیوں سے دعائیں نکلی ہیں یہ فقیر وتقصیر دعا گو ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ یہ عظیم کاوش قبول فرمائے اور اللہ تبارک وتعالیٰ زیادہ سے زیادہ خدمت مسلک اعلیٰ حضرت کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ رب العزت ہم سب کو دین وسنیت مسلک اعلیٰ حضرت پر استقامت عطا فرمائے اور خاتمہ بر ایمان نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اتباعہ اجمعین

فقط والسلام

فقیر عبد المصطفی ابوالبرکات محمد ارشد سجانی غفرلہ النورانی

خادم تلوکر انوالہ شریف (فاضل) ضلع بھکر خاک نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف ضلع میانوالی پنجاب پاکستان

(۳) اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم "فَلَوۡ لَا نَفَرَ مِنۡ كُلِّ فِرۡقَةٍ مِّنۡهُمۡ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوۡا فِى الدِّيۡنِ وَ لِيُنۡذِرُوۡا قَوۡمَهُمۡ اِذَا رَجَعُوۡۤا اِلَيۡهِمۡ لَعَلَّهُمۡ يَحۡذَرُوۡنَ"

و قال النبی ﷺ "من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین" اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جب کسی کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو دینی امور میں اسے تفقہ کی نعمت عطا فرماتا ہے اور روایتوں میں ہے کہ کل بروز حشر مسائل شرعیہ کے لکھنے والوں کی قلم کی سیاہی شہداء کے خون کے ہم وزن تولی جائے گی اس سے دینی آگاہی کو مسائل شرعیہ کے ذریعے خلق خدا اور امۃ المسلمین تک پہنچانے والوں کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے میرے لئے دین اور مذہب کے ایک معمولی طالب علم کی حیثیت سے یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ حضرت مولانا محمد وسیم صاحب فیضی جو کہ دارالعلوم اہل سنت فیض الرسول براؤں شریف کے ہونہار فاضلین میں

سے ہیں انہوں نے مجھ پر اعتماد کرتے ہوئے" مجموعہ مسائل شرعیہ" کے جلد دوم کے اجراء کی ذمہ داری میرے سر پر رکھی میں اپنی بے بضاعتی کے باوجود اسے دینی حیثیت سے اعزاز تصور کرتا ہوں اور بارگاہ خداوندی میں دست بدعا ہوں کہ پروردگار مولانا محمد وسیم صاحب فیضی اور ان کی پوری ٹیم جن میں کئی نمایاں شخصیتیں ہیں جن سے میں ابھی تک نہیں مل سکا ہوں لیکن ان کے اس کام سے میرے دل ان کے لئے بے پناہ لحاظ اور ان کے خدمات کا بے پناہ اعتراف ہے میں مولانا وسیم صاحب فیضی کے توسط سے ان سارے علمائے کرام جنہوں نے اپنے جہد مسلسل سے عظیم کام نہیں بلکہ کارنامہ انجام دیا ہے میں ان سب حضرات کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اور یہ دعا دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات جلیلہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے مزید توفیق مرحمت فرمائے اور ہمیں وہ کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے جس سے وہ اور اس کے رسول ﷺ راضی ہو جائیں

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروروں درود

آپ حضرات کا اور میرے تمام احباب کا شکریہ جنہوں نے مجھے ذمہ داری دی اللہ تبارک و تعالیٰ ان تمامی حضرات کو اپنے حفظ و امان میں رکھے اور دین متین کی خوب خوب خدمت کی توفیق مرحمت فرمائے۔

محمد آصف رضا علوی ازہری براوں شریف

(۴)لقد اخترت وظيفة جيدة جداوقد تم الانتهاء من هذا العمل اليوم مبروك لجميع الاعضاء على هذا العمل وفق الله الجميع فهماً للدين تقبل الله جهود جميع السادةاقبل جهود مجموعة خاصة جدًاشكر لكم وبارك فى جهودكم المميزة ونفعنا الله بها وجعلنا حسنات جارية فى ميزان حسناتكم وشكر الله لكم ولله الحمد على نعمه كلها ونعمة الايمان فى اولها

عبده المذنب محمد انعام الحق رضا قادری عفی عنہ

(۵) معزز و محتشم حضرات قارئین انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں اور اب مسلکِ اعلیٰ حضرت کی ترجمانی کرتے ہوئے فتاوی مسائل شرعیہ کا دوسرا حصہ آپ کے مطالعاتی میز پر خوب صورت اور دیدہ زیب ٹائٹل اور انقلاب آفریں مضامین مسائل سے پُر دعوتِ مطالعہ دے رہا ہے آپ مطالعہ کریں اور حوصلہ افزا کلمات سے مرتبین و مدونین حضرات کو نوازیں۔ پہلے جزء کی مقبولیت، شہرت اور بے پناہ محبتوں کی وجہ سے یہ حضرات جملہ قارئین کی صمیمِ قلب سے متشکر ہیں آپ کے دعائیہ کلمات اور حوصلہ بخش مراسلات نے ان حضرات کو پرواز کی نئی جہات عطا کی ہیں ان شاء اللہ یہ حضرات آپ کی امیدوں پر پہلے سے زیادہ کھرا اترنے کی مکمل کوشش کر رہے ہیں اور آپ کے مفید مشوروں سے بھی مستفیض ہو رہے ہیں اس سلسلے میں ہم ماہر فکر فن۔ صاحب لوح و قلم نباضِ قوم و ملت حضرت علامہ تاج محمد صاحب قبلہ واحدی کے شکر گزار ہیں کہ انھوں نے اپنے قیمتی اوقات میں سے وقت نکال کر احسن طریقے پر مسائل شرعیہ کی ترتیب تدوین کی، اور ماہرِ علوم جدیدہ حضرت علامہ مولانا محمد وسیم صاحب قبلہ فیضی کا اس امور حسنہ میں بڑا عمل دخل رہا کہ انھوں نے مسائل شرعیہ پر خوب توجہ فرما کر اسے آراستہ کیا چونکہ آپ ہمارے علاقے کے ہیں آپ کی خواہش تھی کہ میں چند جملے پیش کر دوں۔

اللہ تعالیٰ قبول فرمائے دعا ہے کہ اللہ تعالی ان حضرات کو سلامت رکھے اور یہ حضرات ایسے ہی محبت و لگن اور دینی جذبہ ایثار کے ساتھ خدمت دین متین کرتے رہیں۔ آمین

دعا جو و دعا گو

اسلام الدین احمد انجم فیضی

خادم جامعہ خدیجۃ الکبری مسلم نسواں کالج پیرا ادائی گورا چوکی گونڈہ یوپی

۹ر صفر المظفر ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۷ر ستمبر ۲۰۲۱ء بروز جمعہ مبارکہ

(۶) الحمدللہ بہت مبارک کام ہوا ہے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل اس کتاب کے مرتب علامہ تاج محمّد واحدی اور حضرت علامہ محمد ابراہیم خان امجدی و دیگر مجیبین و مصدقین ومعاونین اور جن لوگوں نے بھی اس کتاب کی ترتیب تالیف وغیرہ میں حصہ لیا ہے ہر ایک کو اپنی شان کریمی کے لائق نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

فقط

روحانی عامل محمود الحسن قادری مالیگاؤں

(۷) الحمدلله لربنا الكريم والصلاة والسلام على قاسم النعيم الخاص والعميم۔ ہم پرورش لوح وقلم کرتے رہیں گے جو دل پہ گزرتی ہے رقم کرتے رہیں گے۔ان شاء الرحمٰن عاشقان رسول معزز ومکرم حضرت علامہ مولانا غلام محمد صدیقی فیضی صاحب قبلہ کو فتاویٰ مسائل شرعیہ جلد دوم کے مبارک ومسعود موقع پر خوشی کے گلوں سمیت صمیم قلب سے مبارک باد پیش کرتے ہیں قلم کی اہمیت وافادیت ہر کہ ومہ کے نزدیک مسلم ہے کیوں کہ یہی تو وہ قلم ہے جو قلمکار کو ان کی حیات میں عزت ووقعت کا حامل بناتا ہے اور بعد الممات یہی قلم لوگوں کے دلوں میں قلم کار کی زندگی کا سبب بنتا ہے یہی وجہ ہے کہ دور حاضر میں قلم کاری کو کافی فروغ حاصل ہوا۔

قلم کاری کرنا یقیناً ایک امر محمود ہے (اسی کے ذریعے دینی ،ملی ،سماجی اور معاشرتی وغیرہ کے پیغام بھیجنے میں کافی آسانی ہوتی ہے) قلم کاروں میں سے ایک ہم سب کے ہر دل عزیز حضرت علامہ مولانا غلام محمد صدیقی فیضی صاحب قبلہ جو ایک بہترین قلم کار ہیں ان کی نگارشات علم و ادب سے مملو ہوتی ہے ابھی حال ہی میں ان کی اور ان کے گروپ مسائل شرعیہ کے پورے شامل افراد کی کتاب "فتاویٰ مسائل شرعیہ جلد دوم" باصرہ نواز ہوئی دینی اور فقہی تعلیمات پر جو کافی معلوماتی اور علمی ثابت ہوئی اور عوام وخواص میں کافی مقبول ہوئی یقیناً آپ لائق تحسین اور قابل

تعریف ہیں ہم انہیں اوران کے پوری ٹیم کوقلبی تہنیت پیش کرتے ہیں اس عمدہ کارنامے پراوردعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید قلم کاری سے شغف اور اس میں سرخرو فرمائے۔آمین ثم آمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارك وسلم

اللہ ﷻ آپ کی ہر لمحہ حفاظت کرے۔اللہ ﷻ آپ کو ہمیشہ اپنے رحم و کرم سے نوازے۔اللہ ﷻ آپ پر بے حساب رحمتیں ، برکتیں نازل کرے۔اللہ ﷻ آپ کی تمام جائز ضرورتیں پوری کرے۔اللہ ﷻ آپ کی تمام نیک دعائیں قبول کرے۔اللہ ﷻ آپ کو اور آپ کی فیملی کو ہمیشہ اپنے حفظ وآمان میں رکھے۔اللہ ﷻ آپکو کبھی کسی کا محتاج نہ کرے۔اللہ ﷻ آپ کی زندگی میں کبھی کوئی کمی نہ رکھے۔اللہ ﷻ آپ کو کامل ایمان سے نوازے۔اللہ ﷻ آپ کے ہاتھ میں برکت ہی برکت اور آپ کے دل میں رحم ہی رحم ڈالے۔اللہ ﷻ آپ کا حامی و ناصر ہو۔اللہ ﷻ آپکو ہر سیکنڈ ہر برائی سے بچائے۔اللہ ﷻ آپکو ہر پل قبول نیکی کی توفیق دے۔اللہ ﷻ آپ کے تمام نیک عمل قبول فرمائے۔اللہ ﷻ! آپ کے ہر نیک عمل کا اجر اپنی شان کے مطابق عطا کرے۔اللہ ﷻ! آپ کی زندگی میں بہت آسانیاں پیدا فرمائے اور اللہ ﷻ آپ کے ذریعے اپنے بندوں کی زندگیوں میں بھی آسانیاں پیدا کرے۔اللہ ﷻ میری یہ دعا آپ کے حق میں قبول فرمائے۔آمین آمین

میری دعا ہے کہ: اللہ ﷻ آپکے: کام میں: نام میں: عزت میں: صحت میں: عمر میں: گھر میں: علم میں: عمل میں: رزق میں: آج میں: کل میں: مال میں: بخت اقبال میں: سیرت میں: صورت میں: برکت اور خوشی نصیب کرے قدم قدم راحت سکون اور کامیابی نصیب ہو: اللہ تعالیٰ آپ کی تمام نیک دلی مرادیں پوری فرمائے۔آپ کو دونوں جہانوں کی تمام خوشیاں اور کامیابیاں اور بھلائیاں عطا فرمائے۔آپ کو سب کچھ بن مانگے عطا فرمائے۔اور آپ کو اپنے پسندیدہ بندوں میں شامل فرمائے۔آپ سے ایسے کام لے جس سے وہ راضی ہو رحمتوں اور برکتوں سے نوازے۔

آپ کو بار بار حج اور عمرہ نصیب فرمائے۔مدینہ منورہ کی باادب حاضری سے مشرف فرمائے۔اور آپ کو مصطفی ﷺ کی زیارت سے ہمیشہ نوازے۔ آمین یا رب العالمین بجاہ و بحق حبیبك الکریم علیه افضل الصلوة والتسلیم بوسیلة بنت الرسول علیه الصلوة والسلام فاطمة الزهراء رضی اللہ عنہا۔

(نام نہیں تھا)

(۸) ماشاء اللہ سبحان اللہ چند سال پہلے ایک گروپ وجود میں آیا" مسائل شرعیہ" کی شکل میں جن میں لوگ سوالات کرتے تھے اور علماء ذوی الاحترام کی جانب سے تشفی بخش جوابات عنایت کیے جاتے تھے ابھی کچھ ماہ پہلے ان سبھی مسائل کو یکجا کر کے کتابی شکل دی گئی مسائل شرعیہ جلد اول کی صورت میں دیکھتے ہی دیکھتے منتظمین کی کاوشوں اور محنتوں نے آج وہ دن میسر کیا کہ دوسری جلد بھی اب قارئین کی نظروں کے سامنے آنے والی ہے واقعی یہ ہمارے علمائے کرام کی محنتوں اور کاوشوں کا نتیجہ ہے اس اہم کارنامے کیلئے جتنی تعریف کی جائے واقعی کم ہے مولی کریم اپنے حبیب ﷺ کے صدقے سبھی منتظمین حلقہ کو شاد و آباد رکھے دارین کی نعمتوں سے مالا مال فرمائے رب کریم تمام مفتیان کرام کے علم میں باب العلم کے علم کی خیرات نصیب فرمائے دارین کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین

غلام غوث ساقی تنویری گوراچوکی گونڈہ یوپی

(۹) امید ہے کہ آپ سب بخیر و عافیت ہونگے ماشاء اللہ سبحان اللہ، علمائے کرام کی مسلسل جدو جہد اور دین اسلام کی نشر و اشاعت کے جذبہ کی وجہ سے آج مسائل شرعیہ جلد دوم بھی منظر عام پر آچکی ہے ہم تہ دل سے شکر گزار ہیں ان علماء کی جنھوں نے ہم تک دین اسلام کا پیغام پہنچایا اور ہمیں صحیح راہ دکھایا شوشل میڈیا کے اس پرفتن دور میں ہمیں گناہوں سے بچا کر نیکیوں پر گامزن کیا یا اللہ ہمارے علمائے کرام کو تمام آفت و بلا سے محفوظ فرما جو آسمان کے ستاروں کے مانند ہے جو ہمیں

سخت تاریخی سے نکال کر نور کی شعاؤں میں لے آتے ہیں یقینا مسائل شرعیہ گروپ دل کی طرح نہ رکنے والی مشین ہے جو ہمہ وقت دکھیاری امت کے دینی مسائل کو حل کرتی اور سلجھاتی نظر آتی ہے یا اللہ ہمارے تمام علمائے کرام کے علم وعمل اولاد و مال میں خوب خوب برکتیں عطا فرما۔اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما، ان کا سایہ ہم پر تا دیر قائم و دائم فرما۔اور خاتمہ بالخیر نصیب فرما۔آمین ثم آمین یارب العالمین بجاہ النبی الامین

سگ مدینہ التمش رضا ممبئی

(۱۰) بفضلہ حمدہ تعالی جملہ اراکین اور منتظمین ومعاونین کو بہت بہت دل کی عمیق گہرائیوں سے مبارک ہوکی وہ دین اسلام نشر و اشاعت کے جذبہ کی وجہ سے بہت جد جہد کے بعد بحسن انجام مسائل شرعیہ حصہ دوم کو پائے تکمیل تک پہنچا چکے ہیں ہم جملہ اراکین اور مجیبین کے بہت بہت شکر گزار ہیں کہ وہ ہمارے ہر جدید پیچیدہ مسائلوں کو اپنا قیمتی وقت نکال کر مدلل ومفسر قرآن و حدیث وفقہاء کے اقوال کی روشنی میں حل فرماتے ہیں ہم نے مسائل شرعیہ جیسی آسان ویبسائٹ کہیں نہیں دیکھی ہم اپنے علماء کرام کے شکر گزار ہیں کہ یہ وہ علماء کرام ہے جو ہمارے پیارے نبی ﷺ کے بعد انکے علم کے وارث بنے اور انہی کی بے مثل اور خالص اللہ سبحانہ وتعالی کی رضا جوئی کیلئے کی گئی جدو جہد اور خدمتِ دین کا نتیجہ ہے کہ یہ دین الحمد للہ آج تک اپنی اصل شکل و صورت میں باقی ہے ۔ یہی وہ مبارک جماعت ہے جس نے دینی مسائل پر دقیق وعمیق نظر رکھی اور دین کے ہر ہر پہلو کو اس قدر واضح کر دیا کہ اب عامۃ المسلمین کیلئے شرعی اوامر ونواہی سے آگاہی حاصل کرنا نہایت آسان ہوگیا ہے ۔ہم اللہ تبارک تعالٰی سے دعا گو ہیں کہ اللہ تبارک تعالٰی جملہ اراکین اور مجیبین و منتظمین ومعاونین پر غریق رحمت کرے ان پاکباز ہستیوں کو، اس خیر خواہی پر انہیں اپنی شان کے لائق اجر عطا فرمائیں ۔اور ان کے اتباع و امثال میں اضافہ فرمائیں ۔انکے علم وعمل وعمر وتقوی و پرہیز گاری میں رحمتیں برکتیں وسعتیں عطا فرمائے اللہ تعالٰی فتاوی مسائل

شرعیہ کو عوام وخواص میں مقبول فرمائے۔ آمین یا رب العالمین بجاہ النبی الامین ﷺ

دعا گو

حبیب رضا اڑیسہ

(۱۱)مبسملا و حامدا ومصلیا و مسلما۔ بہت ہی خوشی و شادمانی کی بات ہے کہ آج بتاریخ ۹ر صفر المظفر ۱۴۴۳ھ ہجری مطابق ۱۷ر ستمبر ۲۰۲۱ء عیسوی پیر طریقت رہبر راہ شریعت خلیفہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ حضرت علامہ مفتی سید شمس الحق برکاتی صاحب قبلہ مدظلہ العالی والنورانی وسید خلیق اشرف صاحب قبلہ مدظلہ العالی والنورانی کے ہاتھوں فتاویٰ مسائل شرعیہ جلد دوم منظر عام پر آئی اس مہینے میں دو بہت بڑی خوشی میسر ہوئی اس لیے رب قدیر کا شکر گزار ہوں پہلی خوشی عرس اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالی عنہ کی ،اور دوسری بڑی خوشی فتاویٰ مسائل شرعیہ جلد دوم کے آمد کی ، مجھے یقین کامل ہے کہ اس کتاب سے جہاں اہل علم حضرات بہت استفادہ کریں گے وہیں عوام اہل سنت مختلف جہت سے طلب العلم فریضة علی کل مسلم سے روشناس ہوسکیں گے۔یقین نہیں ہوتا کی چند سال پہلے جس گروپ کو چند علماء نے وجود میں لایا تھا وہ گروپ اس قدر کامیابی کی منزلیں طے کر رہا ہے پہلے تو مسائل شرعیہ جلد اول منظر عام پر آئی پھر دیکھتے ہی دیکھتے منتظمین کی کاوشوں اور محنتوں نے آج پھر وہ دن میسر کیا کہ دوسری جلد بھی اب قارئین کی نظروں کے سامنے آنے والی ہے واقعی یہ ہمارے علماء کرام کی محنتوں اور کاوشوں کا نتیجہ ہے اس اہم کارنامے کے لیے مسائل شرعیہ کے منتظمین ومحبین واراکین کی جتنی بھی تعریف کی جائے وہ واقعی کم ہے مولیٰ کریم اپنے حبیب ﷺ کے صدقے طفیل سبھی منتظمین حلقہ کو شاد وآباد رکھے دارین کی نعمتوں سے مالا مال فرمائے اور تمام مقتیان کرام کے علم وعمل میں بے شمار وسعتیں برکتیں عطا فرمائے ،سبھوں کو دارین کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔آمین ثم آمین بجاہ سید المر سلین صلی اللہ علیہ و سلم

یکے از مسائل شرعیہ اڑیسہ

(۱۲) فتاویٰ مسائل شرعیہ۔ سے میں نے کافی فائدہ حاصل کیا اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولیٰ تبارک وتعالیٰ منتظمین کے علم میں بے پناہ خیر و برکت عطا فرمائیں آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمد سلمان رضا دولت پور گرانٹ گونڈہ یوپی

(۱۳) ماشاء اللہ آپ حضرات نے بہت شاندار طریقے سے مسائل شرعیہ کے کام کو پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے اللہ تعالیٰ اپنے پیارے نبی ﷺ کے صدقے قبول فرمائے اور اپنے شایان شان جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم

محمد عطاء رسول قادری پکورہ گونڈہ

(۱۴) فتاوی مسائل شرعیہ گروپ کے تمام منتظمین کو بہت بہت مبارک ہو۔ بہت خوشی کی بات ہے کہ ہمارے علماء اپنے انوکھے انداز میں علم دین سکھا رہے ہیں اور بہت ہی محنت ومشقت سے منزل مقصود تک پہنچے جتنی تعریف کی جائے کم ہے حضرت علامہ معصوم ملت صاحب قبلہ و جملہ منتظمین قابل تعریف ہیں اس گروپ کے ذریعے علم دین حاصل کرنے کا ایک جذبہ ملا اللہ تعالیٰ اجر جمیل عطا فرمائے اور دونوں جہانوں کی سعادتوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین

احقر الناس جاں نثار اختر اشرفی کٹیہار بہار

(۱۵) فتاوی مسائل شرعیہ سے ہم نے بہت فائدہ حاصل کیا ہے، اللہ تعالیٰ ہمارے تمام مجیبین حضرات کے اس محنت ومشقت کو قبول فرمائے اور تمام منتظمین پر اپنا فضل و کرم عطاء فرمائے۔ آمین ثم آمین یا رب العالمین

فقیر غلام حسین رضوی قادری دولت پور گرانٹ گونڈہ یوپی

(۱۶) ماشاء اللہ مسائل شرعیہ کے جملہ معاونین و منتظمین بہت عمدہ طریقے سے اپنی ذمہ داری

نبھا رہے ہیں اور اپنا قیمتی وقت نکال کر ہر سائل کا جواب آسان طریقے سے فراہم کرتے ہیں جو بعد میں ہم کو کتابی شکل میں مل جاتا ہے مسائل شرعیہ کے منتظمین کی جتنی بھی تعریف کی جاے کم ہے کیونکہ آج وہ کام دیکھنے کو مل رہا ہے جو (قطرہ قطرہ دریا می شود) کی شکل اختیار کئے ہوئے ہے رب قدیر جملہ مجیبین و منتظمین کو علم نافع عطا فرماے اور روضہ رسول کی حاضری نصیب فرماے۔ آمین بجاہ النبی الکریم

محمد وسیم القادری اترولوی

خادم دارالعلوم اہلسنت مصباح العلوم نعیمیہ کھمریا

(۱۷) فتاویٰ مسائل شرعیہ جلد اول سے ہم نے خوب فائدہ حاصل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے تمام مجیبین حضرات کے اس محنت ومشقت کو قبول فرمائے اور اس کے تمام منتظمین پر اپنا خصوصی فضل وکرم عطاء فرمائے۔ آمین ثم آمین یا رب العالمین

محمد رفیق قادری ضلع بہرائچ شریف یوپی

(۱۸) فتاویٰ مسائل شرعیہ جلد اول سے ہم نے خوب فائدہ حاصل کیا ہے، اللہ تعالیٰ ہمارے تمام مجیبین حضرات کے اس محنت ومشقت کو قبول فرمائے اور اس کے تمام منتظمین پر اپنا خصوصی فضل وکرم عطاء فرمائے۔ آمین ثم آمین یا رب العالمین

فقیر محمد شہریار رضا قادری رضوی عفی عنہ

اموابھاری ضلع بہرائچ شریف یوپی

(۱۹) اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کی محنتوں مشقتوں کو قبول فرمائے اسی طرح دین متین کی خدمت کرتے رہیں جتنے بھی احباب نے جس بھی طرح سے حصہ لیا اللہ تعالیٰ انکے نیک جائز مقاصد کو پورا فرمائے، میرا اپنا ذاتی تجربہ ہے تقریباً میں ۲۰۰۷ء سے موبائل استعمال کر رہا ہوں بہت سارے گروپ میں شامل ہوا لیکن وہ باتیں مجھے نہیں ملیں جو میں چاہتا

تھالیکن جب سے مسائل شرعیہ میں شامل ہوا ماشاء اللہ بہت ایسی باتیں جاننے کو ملی جو اس سے پہلے کسی گروپ میں مجھے میسر نہیں ہوئیں، اللہ تعالی کی بارگاہ میں دعا ہے اس گروپ کو اسی طرح ہمیشہ اسی طرح سلامت رکھے حاسدین کے حسد سے ظالموں کے ظلم سے محفوظ فرمائے ۔آمین

محمد افراز صدیقی خادم التدریس دار العلوم مجاہد ملت الہ آباد یوپی

(۲۰) ماشاء اللہ آپ لوگوں نے بہت شاندار کام کو پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے اللہ کریم قبول فرمائے اور اپنے شایان شان جزائے خیر عطا فرمائے ۔ آمین ثم آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم

فقیر قادری محمد حفیظ الرحمٰن قادری برکاتی نوری

خادم برکاتِ مدینہ فاؤنڈیشن بہرائچ شریف یوپی الہند

(۲۱) جملہ ارکان مسائل شرعیہ کو فقیر قادری محمد تحسین رضا غفرلہ القوی وخلیفہ حضور شیخ الاسلام قبلہ کی طرف سے تہ دل سے مبارک باد پروردگار عالم جل جلالہ حضور سور کائنات ﷺ کے طفیل دارین کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے ۔آمین بحق سید المرسلین ﷺ

فقط محمد تحسین رضا قادری خادم دار العلوم ضیائے مصطفیٰ کانپور

(۲۲) جملہ ارکان مسائل شرعیہ کو احقر محمد ارشاد رضا صدیقی نوری کی جانب سے تہ دل سے مبارک بادی پیش ہے قبول فرمائیں ۔دعاء ہے کہ پروردگار عالم جل جلالہ حضور سرور کائنات ﷺ کے طفیل دارین کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے ۔آمین بحق سید المرسلین ﷺ

فقط محمد ارشاد رضا صدیقی نوری

خادم دار العوم اہلسنت رضویہ متین العلوم پیر اسماعیل گونڈہ یوپی

(۲۳) وادی رضا کی کوہ ہمالہ رضا کا ہے جس سمت دیکھیے وہ علاقہ رضا کا ہے

بحمد اللہ رب کریم کا لاکھ لاکھ شکر واحسان ہے کہ آج فتاوی مسائل شرعیہ جلد دوم منظر عام پر آ

گئی جیسا کہ فتاویٰ مسائل شریعہ جلد اول سے کافی حضرات نے فائدہ حاصل کیا ویسے ہی ان شا اللہ عزوجل جلد دوم سے بھی مستفید ہونگے میں تمامی جملہ منتظین ومحبین کا تہہ دل سے مشکور رہوں جو آج انکی محنت ولگن رنگ لائی اور ہم سب تک مسائل شرعیہ جلد دوم آئی۔

ماشاء اللہ بہت ہی عمدہ ہے۔رب کریم مسائل شرعیہ کے محبین، منتظمین، اراکین کو دنیا و آخرت میں کامیابی عطا فرمائے اور زیادہ سے زیادہ خدمت خلق کرنے کی توفیق عطا فرمائے ظالموں کے ظلم سے حاسدین کے حسد سے بھی محفوظ فرمائے اور علم وعمر میں بے شمار خوشیاں و برکتیں ورحمتیں نازل فرمائے. آمین ثم آمین یا رب العالمین

دعا گو

ناچیز محمد شفیق رضا رضوی

(۲۴) ماشاءاللہ تعالیٰ بڑی مسرت وشادمانی ہوئی کہ فتاوی مسائل شرعیہ جلد دوم نظر نواز ہوئی اللہ تعالیٰ محبین، مصدقین و منتظمین کو سلامت با کرامت رکھے۔آمین ثم آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

دعا گو

فقیر اسرار احمد نوری بریلوی

خادم التدریس والافتاء مدرسہ عربیہ اہل سنت فیض العلوم کالاڈھونگی ضلع نینی تال اترا کھنڈ

(۲۵) ماشاءاللہ سبحان اللہ کچھ سال پہلے ایک گروپ بنایا گیا تھا جس کا نام" مسائل شرعیہ" تھا جس میں لوگ سوالات کرتے تھے اور علماء ذوی الاحترام کی جانب سے تشفی بخش جوابات عنایت کئے جاتے تھے ابھی چند ماہ پہلے غالبا جنوری ۲۰۲۱ میں ان سبھی مسائل کو یکجا کر کے کتابی شکل دی گئی فتاوی مسائل شرعیہ جلد اول کی شکل میں۔دیکھتے ہی دیکھتے منتظمین کی کاوشوں اور محنتوں نے آج وہ دن میسر کیا کہ فتاوی مسائل شرعیہ دوسری جلد بھی اب ناظرین کی نظروں کے سامنے آگئی ہے جو

واقعی یہ ہمارے علمائے کرام اور منتظمین کی محنتوں اور کاوشوں کا نتیجہ ہے اس اہم کارنامے کیلئے جتنی تعریف کی جائے واقعی کم ہے بالخصوص حضرت علامہ مولانا تاج محمد واحدی صاحب قبلہ اور محب مکرم علامہ معصوم رضا صاحب قبلہ اور حضرت علامہ وسیم فیضی صاحب قبلہ و دیگر منتظمین مسائل شرعیہ کا اس پرفتن دور میں جہاں اکثر لوگ شوشل میڈیا کا غلط استعمال کرتے ہیں ہمارے علماء نے شوشل میڈیا پر بھی عوام کی صحیح رہنمائی کی ہے مسائل شرعیہ کے نام سے کئی گروپ بنایا جس سے ہزاروں کی تعداد میں لوگ فائدہ اٹھارہے ہیں اور اب فتاوی مسائل شرعیہ اول دوم کتاب سے بھی لاتعداد لوگ استفادہ حاصل کرتے رہیں گے مولی کریم اپنے حبیب ﷺ کے صدقے سبھی مجیبین و منتظمین حلقہ کو شاد و آباد رکھے دنیا و آخرت میں کامیابی عطا فرمائے ۔دارین کی نعمتوں سے مالامال فرمائے اور زیادہ سے زیادہ خدمت خلق کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور فتاوی مسائل شرعیہ اول دوم کو عوام وخواص میں مقبول فرما کر اس کتاب کو اور اس کتاب سے جڑے ہوئے ہر شخص کو ظالموں کے ظلم سے حاسدین کے حسد سے محفوظ فرمائے اور سبھی کے علم میں عمر میں بے پناہ برکتیں و رحمتیں اور بے شمار خوشیاں نازل فرمائے ۔آمین یا رب العلمین

دعاءگو

محمد اصغر علی رضوی مسعودی چھلوی بھنگا شراوستی (یوپی)

مدرس مدرسہ اسلامیہ ضیاء القرآن آزاد نگر دھاراوی ماہم (ممبئی)

(۲۶) ماشاءاللہ سبحان اللہ چند سال قبل ایک گروپ وجود میں آیا ”مسائل شرعیہ“ کی شکل میں جن میں لوگ سوالات کرتے تھے اور علماء ذوی الاحترام اپنے پوری ذمہ داری کے ساتھ مع حوالہ تشفی بخش جوابات عنایت فرماتے تھے ابھی کچھ ماہ قبل ان سبھی مسائل کو یکجا کر کے کتابی شکل دی گئی مسائل شرعیہ جلد اول کی صورت میں دیکھتے ہی دیکھتے منتظمین کی کاوشوں اور محنتوں نے آج وہ دن میسر کیا کہ دوسری جلد بھی اب قارئین کی نظروں کے سامنے آئی واقعی یہ ہمارے علماء کرام کی

محنتوں اور کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ بالخصوص حضرت علامہ معصوم رضا صاحب قبلہ محب محترم سگ بارگاہ واحدی حضرت علامہ تاج محمد صاحب قبلہ وحضرت علامہ وسیم فیضی صاحب قبلہ و دیگر منتظمین مسائل شرعیہ کااس اہم کارنامے کیلیے آپ سبھی احباب اہلسنت کا جتنی تعریف کی جائے واقعی قلیل ہے مولی کریم اپنے حبیب ﷺ کے صدقے سبھی منتظمین کو شاد وآباد رکھے دارین کی نعمتوں سے مالا مال فرمائے رب کریم اپنے حبیب ﷺ کے طفیل تمام مفتیان کرام کو باب العلم کے علم کی خیرات نصیب فرمائے دارین کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔ آمین بجاہ سیدالمرسلین

فقیر قادری عبدالمبین فردوسی

خادم المدرسین سنی مدرسہ برکات العلوم دولت پور معافی گوراچوکی گونڈہ

(۲۷) جس کا تھا انتظار وہ وقت سعید آیا مبارک ہو دوستوں فتاوی مسائل شرعیہ جلد دوم منظر عام آیا کئی سالوں کے جمع ہوئے فتاوٰوں کو یکجا کرنا پھر باب در باب رکھنا اور اس کی تصحیح کرنا بہت ہی اہم کام ہے اور یہ اہل علم پر مخفی نہیں ہے مولی تعالی اپنے حبیب پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل اس کتاب کو مقبول عوام وخواص بنائے اور افراد اہلسنت وجماعت کو اس کتاب سے کما حقہ فائدہ اٹھانے کی توفیق ورفیق عطا فرمائے۔جملہ مصدقین محببین اراکین ومعاونین کو اجر عظیم عطا فرمائے دو جہان کی نعمتوں سے مالا مال فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ انسان خطاونسیان کا پتلا ہے اس لئے کوششوں کے باوجود غلطی کا امکان ہے لہذا جہاں کہیں بھی کمی نظر آئے اراکین کو اطلاع دیکر شکریہ کا موقع دیں۔

محمد ایوب خان یارعلوی بہرائچ شریف

(۲۸) الحمد للہ بہت مبارک کام ہوا ہے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صل اللہ علیہ وسلم کے صدقے و طفیل اس کتاب کے محببین مرتبین معاونین اور جن لوگوں نے بھی اس کتاب کی ترتیب تالیف وغیرہ میں حصہ لیا ہے ہر ایک کو اپنی شان کریمی کے لائق نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔آمین

بجاہ سید المرسلین صل اللہ علیہ وسلم

(نام نہیں تھا)

(۲۹) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم فتاویٰ مسائل شرعیہ جلد اول میرے مطالعہ میں تھی بہت ہی خوبصورت انداز میں اس میں فتاوی کو شامل کیا گیا تھا۔ پھر دوسری جلد کا انتظار تھا کہ کب آئے گی وہ ساعت سعید سامنے آئی آج الحمدللہ دوسری جلد ہمارے سامنے ہے مبارک باد کے لائق ہیں مسائل شرعیہ کے سبھی علمائے کرام بالخصوص مرتب علامہ تاج محمّد واحدی صاحب قبلہ اور حضرت علامہ محمد ابراہیم خان امجدی علامہ مولانا وسیم فیضی صاحب ہمارے استاد مولانا محمد الطاف حسین قادری و سبھی مجیبین و مصدقین اور جن لوگوں نے بھی اس کتاب کی ترتیب تالیف میں شرکت فرمائی۔ مولیٰ تعالیٰ ہر ایک کو اپنی شان کریمی کے لائق نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حافظ عبد العزیز احمد رضوی ڈانگا لکھیم پور کھیری یو پی مقیم حال دبئی

(۳۰) بحمدہ تبارک وتعالیٰ ماشاءاللہ مسائل شرعیہ بہت ہی بہترین ویب سائٹ ہے ہم نے اس سے خوب استفادہ کیا ہے روزمرہ زندگی کے پیش آنے والے مسائل کا حل قرآن مجید و احادیث مبارکہ و اقوال فقہاء کرام کی روشنی میں مفصل طور پر اس ویب سائٹ سے حاصل ہوئے ہیں ۔یقینا اس طرح مدلل و مفصل جواب دینا لوگوں کے پیچیدہ پیچیدہ مسائل کو حل کرنا۔۔ یہ مہارت و قابلیت ہر ایک عالم کو حاصل نہیں ہوتی ہے یہ تو انہیں لوگوں کی شایان شان ہے جن کے بارے میں احادیث مبارکہ میں آیا ہے من یرد اللہ خیرا یفقه فی الدین ماشاءاللہ مسائل شرعیہ کے تمام مجیبین و منتظمین کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ تمام حضرات سے بھلائی کا ارادہ کیا اور دین کا فقیہ بنایا اور آپ تمام کے علم میں اتنی مہارت و قابلیت پیدا فرمائی کہ لوگوں کے پیچیدہ پیچیدہ مسائل کو مدلل و مفصل جواب کے ساتھ حل فرماتے ہیں دین کی خدمت

کرنا اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے جو آپ تمام حضرات کو حاصل ہوئی ہے اور آپ تمام حضرات بھی بحسن خوبی اس کام کو انجام دے رہے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کے توسل سے اسے قبول فرمائے عن أنس بن مالك رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: »إن مثل العلماء في الأرض كمثل النجوم، يهتدى بها في ظلمات البر والبحر، فإذا انطمست النجوم أوشك أن تضل الهداة« رواه أحمد. یقینا تمام علماء کرام ہمارے لیے ستاروں کے مثل ہیں ماشاءاللہ سبحان اللہ مسائل شرعیہ جلد دوم آپ حضرات کی کوشش سے پایہ تکمیل تک پہنچا۔

دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ مسائل شرعیہ کے تمام منتظمین ومجیبین ومعاونین کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور آپ تمام حضرات کو دارین کی نعمتیں و برکتیں ورفعتیں وعظمتیں وسعادتیں عطا فرمائے اللہ تعالیٰ آپ تمام کے علم وعمل میں رزق واولاد میں خوب خوب برکتیں عطا فرمائے اللہ تعالیٰ آپ تمام حضرات کے جان و مال عزت و آبرو اور ایمان کی حفاظت فرمائے اسی طرح خدمت خلق کرنے کی توفیق عطا فرمائے اللہ تعالیٰ آپ تمام کے سایہ کو ہم پر تادیر قائم فرمائے اور آپ حضرات کے فیوض و برکات سے ہمیں بھی مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ النبی الامین ﷺ

سگ مدینہ منورہ سفیان رضا

(۳۱) فتاویٰ مسائل شرعیہ کے موقع پر منتظمین، مجیبین، مصدقین، کی بارگاہ میں پرخلوص ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ مولی تعالیٰ اپنے حبیب پاک حضور سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے آپ سب کی کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرماتے ہوئے ان سب کو شاد وآباد صحت وسلامت امن وعافیت کی زندگی عطا فرمائے آمین۔ یارب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمد جعفر علی صدیقی رضوی

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)

(تفصیلی فہرست)